فہم القرآن سیریز نمبر 1

سورۃ سیریز

سُورَۃُ یٰسٓ

www.KitaboSunnat.com

سوال و جواب کی صورت میں

قرآن مجید کی ہر آیت کی وضاحت

نگہت ہاشمی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفسیر سورۃ یٰسٓ

نگہت ہاشمی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تفسیر سورۃ یٰسٓ

نگہت ہاشمی

النور پبلیکیشنز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام کتاب : تفسیر سورۃ یٰسٓ

مصنفہ : نگہت ہاشمی

طبع اول : فروری 2009ء

طبع دوم : اپریل 2018ء

تعداد : 2100

ناشر : النور انٹرنیشنل

لاہور : H-102 گلبرگ III، نزد فردوس مارکیٹ، لاہور

فون نمبر : 0336-4033045, 042-35881169, 042-35851301

کراچی : گراؤنڈ فلور کراچی بیچ ریزیڈنسی نزد بلاول ہاؤس، کلفٹن بلاک III، کراچی

فون نمبر : 0336-4033034 - 021-35292341-42

فیصل آباد : A-121 فیصل ٹاؤن، ویسٹ کینال روڈ، فیصل آباد

فون نمبر : 03364033050, 041-8759191

ای میل : sales@alnoorpk.com

ویب سائٹ : www.alnoorpk.com

فیس بک : Nighat Hashmi, Alnoor International

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فہرست

رکوع ❖ 1		9
رکوع ❖ 2		20
رکوع ❖ 3		37
رکوع ❖ 4		56
رکوع ❖ 5		69

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابتدائیہ

قرآن مجید کو انسان کے قلب وذہن اور زندگی میں اُتارنے کے لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جو طریقے اختیار کیے ہیں، اُن میں سے ایک اہم طریقہ سوال وجواب کا ہے۔ مثلاً سورۃ المدثر میں اللہ تعالیٰ سوال کرتے ہیں:

﴿وَمَآ اَدۡرٰىكَ مَا سَقَرُ﴾

''اور تمہیں کس نے خبر دی کہ دوزخ کیا ہے؟'' (27)

پھر اگلی ہی آیات میں جواب دیا جاتا ہے:

﴿لَا تُبۡقِىۡ وَ لَا تَذَرُ ﴿۲۸﴾ لَوَّاحَةٌ لِّلۡبَشَرِ ﴿۲۹﴾ عَلَيۡهَا تِسۡعَةَ عَشَرَ ﴿۳۰﴾﴾

''نہ وہ باقی رکھے گی اور نہ وُہ چھوڑے گی۔ کھال کو جھلسا دینے والی ہے۔ اُس پر انیس فرشتے مقرر ہیں''

سورۃ البلد میں اللہ تعالیٰ خود ہی سوال اُٹھا کر جواب دیتے ہیں:

﴿وَ مَآ اَدۡرٰىكَ مَا الۡعَقَبَةُ ﴿۱۲﴾ فَكُّ رَقَبَةٍ ﴿۱۳﴾ اَوۡ اِطۡعٰمٌ فِىۡ يَوۡمٍ ذِىۡ مَسۡغَبَةٍ ﴿۱۴﴾ يَّتِيۡمًا ذَا مَقۡرَبَةٍ ﴿۱۵﴾ اَوۡ مِسۡكِيۡنًا ذَا مَتۡرَبَةٍ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَتَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ وَ تَوَاصَوۡا بِالۡمَرۡحَمَةِ ﴿۱۷﴾﴾

''اور تم کیا جانو کہ کیا ہے وہ دشوار گزار گھاٹی؟ کسی گردن کا چھڑانا یا کسی بھوک والے دن کھانا کھلانا، کسی رشتے دار یتیم کو یا خاک نشین محتاج کو، پھر یہ کہ وہ اُن لوگوں میں ہو جو ایمان لائے اور جنہوں نے ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو رحم کرنے کی نصیحت کی''

سوال آدھا علم ہے۔ سوال جب اُٹھایا جاتا ہے تو ذہن متوجہ ہو جاتا ہے پھر جب جواب آتا ہے تو اس کا اثر گہرا ہوتا ہے۔ نبی ﷺ کثرت سے اس طریقے کو استعمال فرماتے تھے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، انہوں نے بیان کیا:

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أَيُّكُمْ مَالُ وَارِثِهِ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ مَالِهِ؟

قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ مَا مِنَّا أَحَدٌ إِلَّا مَالُهُ أَحَبُّ إِلَيْهِ؟

قَالَ: فَإِنَّ مَالَهُ مَا قَدَّمَ، وَمَالُ وَارِثِهِ مَا أَخَّرَ (صحیح بخاری:6442)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کون ہے جسے اپنے مال سے زیادہ اپنے وارث کا مال پیارا ہو؟''

انہوں نے عرض کیا: ''یارسول اللہ ﷺ! ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس کو اپنا مال زیادہ پیارا نہ ہو۔''

آپ ﷺ نے فرمایا:

''بے شک اُس کا مال وہ ہے جو اس نے آگے بھیجا (یعنی اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا)

اور اس نے جو (مال) پیچھے چھوڑا، وہ اس کے وارث کا مال ہے۔''

ہر آیت میں غور وفکر کے بہت سے پہلو ہوتے ہیں لیکن انسان عام طور پر انہیں نظر انداز کر کے گزر جاتا ہے۔ یہ پہلو سوال کی صورت میں سامنے آئیں تو انسان رُک کر سوچتا ہے۔ سوال و جواب کے انداز میں سیکھنا زیادہ آسان ہو جاتا ہے۔ انسان کو سوالوں کے جواب مل جائیں تو اطمینان ہو جاتا ہے اور دل جمتا ہے۔

قرآن حکیم کو سوال و جواب کی صورت میں **قُرۡاٰنًا عَجَبًا** کے نام سے مرتّب کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہر آیت کے اہم پہلوؤں کو سوال کی صورت میں اُٹھایا ہے اور نکات (Points) کی صورت میں ان کا جواب قرآن حکیم ہی سے لینے کی کوشش کی ہے۔ میں نے تجربہ کیا ہے کہ اس طرح اہم نکات (Tips) پر آجاتے ہیں، وہ نکات جن پر انسان عام طور یا تو سوچتا نہیں یا پھر ویسے ہی گزر جاتا ہے۔ قرآن مجید کو اِس انداز میں پڑھ کر ہر وہ شخص فائدہ اُٹھا سکتا ہے جو قرآن کے راستے کا مسافر بننا چاہتا ہے۔ اگرچہ سوال و جواب کے طریقے سے شعور بیدار ہوتا ہے لیکن ایک انسان کا علم محدود ہے، سمجھ محدود ہے، فرشتوں کی بات کو سامنے رکھیں تو اپنے علم کی حقیقت سامنے آتی ہے۔

﴿سُبۡحٰنَكَ لَا عِلۡمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَلِيۡمُ الۡحَكِيۡمُ﴾

''آپ پاک ہیں جو آپ نے ہمیں سکھایا ہے اس کے سوا ہمیں کچھ علم نہیں

یقیناً آپ ہی سب کچھ جاننے والے، کمال حکمت والے ہیں'' (البقرہ:32)

میں ان سب کی بہت ممنون ہوں جنھوں نے اس کاوش کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں میری مدد کی۔ قارئین سے درخواست ہے غلطیوں کی نشاندہی ضرور کریں۔ اگر اس سے کوئی بھلائی نصیب ہو تو اسے اللہ تعالیٰ کا کرم سمجھ لیں، آخرت کی فکر لاحق ہو جائے تو دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ میری خطاؤں سے درگزر فرمائے۔ آمین

دُعاؤں کی طلب گار

نگہت ہاشمی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

آیاتھا ۸۳ ۳۶ سُوۡرَۃُ یٰسٓ مَکِّیَّۃٌ ۴۱ رکوعاتھا ۵

سوال 1: سورۃ یٰس کہاں نازل ہوئی؟ اس میں کتنے رکوع اور کتنی آیات ہیں؟

جواب: سورۃ یٰس مکی سورۃ ہے اس میں 5 رکوع اور 83 آیات ہیں۔

سوال 2: مصحف میں ترتیب اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے سورت کا کیا نمبر ہے؟

جواب: مصحف میں ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا نمبر 36 اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس کا نمبر 41 ہے۔

رکوع نمبر 1

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

﴿یٰسٓ﴾

''یٰس'' (1)

سوال 1: ﴿یٰسٓ﴾ ''یٰس'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ''یٰس'' حروف مقطعات میں سے ہے جس کے معنی اللہ ہی جانتا ہے۔

﴿وَالۡقُرۡاٰنِ الۡحَکِیۡمِ﴾

''قسم ہے قرآن حکمت بھرے کی!'' (2)

سوال 1: ﴿وَالۡقُرۡاٰنِ الۡحَکِیۡمِ﴾ ''قسم ہے قرآن حکمت بھرے کی!'' قرآن کا وصف حکمت ہے اس کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَالۡقُرۡاٰنِ الۡحَکِیۡمِ﴾ ''قسم ہے قرآن حکمت بھرے کی!'' رب العزت نے قرآن حکیم کی قسم کھائی ہے۔ حکمت قرآن کا وصف ہے۔ حکمت سے مراد ہر چیز کو اس کے مقام پر رکھنا۔

(2) ﴿ذٰلِکَ نَتۡلُوۡہُ عَلَیۡکَ مِنَ الۡاٰیٰتِ وَالذِّکۡرِ الۡحَکِیۡمِ﴾ ''یہ ہے جو ہم پر حکمت آیات اور نصیحت میں سے تم پر پڑھتے ہیں۔''

(آل عمران: 58)

(3) قرآن حکیم ہے یعنی حکمت والا ہے کیونکہ یہ ہر چیز کو اپنے مقام پر رکھتا ہے مثلاً امر و نہی کو اس کے مقام پر، خیر اور شر کو اس کے مقام پر۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(4)﴿ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ﴾''یہ اس میں سے حکمت کی باتیں ہیں جو آپ کے رب نے آپ کو وحی کی ہے''

(بنی اسرائیل:39)

(5)حکیم کے معنی محکم کے ہیں جو تبدیل نہیں ہوتا۔جس میں باطل کا کسی گوشے سے بھی گزر نہیں ہوتا۔

(6)قرآن محکم ہے اس اعتبار سے رب العزت نے محفوظ اور پکے قرآن کی قسم کھائی ہے جو حکمت والے کی جانب سے نازل ہوا ہے۔

(7)اس قرآن کی حکمت یہ ہے کہ اس نے حکم اور حکمت کو اکٹھا کر دیا ہے۔

﴿اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ﴾

''بلاشبہ آپ یقینا رسولوں میں سے ہیں''(3)

سوال1:﴿اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ﴾''بلاشبہ آپ یقینا رسولوں میں سے ہیں''نبی ﷺ کی رسالت کی شہادت کی وضاحت آیت کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ﴾''بلاشبہ آپ یقینا رسولوں میں سے ہیں۔''یہ وہ حقیقت ہے جس پر رب العزت نے قسم کھائی ہے کہ اے محمد ﷺ یقیناً آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں،سیدھے راستے پر ہیں۔

(2)نبی ﷺ تمام رسولوں میں افضل مقام رکھتے ہیں۔آپ ﷺ کی رسالت پر جس چیز کی قسم کھائی گئی ہے وہ قرآن حکیم ہے۔

(3)﴿لَسْتَ مُرْسَلًا﴾''آپ کو بھیجا نہیں گیا ہے۔''(الرعد:43)

﴿عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾

''سیدھے راستے پر ہیں''(4)

سوال1:﴿عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾''سیدھے راستے پر ہیں''وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾''سیدھے راستے پر ہیں''یعنی آپ ﷺ مضبوط دین پر ہیں اور وہ اسلام ہے۔

(2)آپ ﷺ سیدھی شریعت پر ہیں جو مہربان رب کی جانب سے ہے۔رب العزت نے فرمایا:﴿وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ۭ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِنَا ۭ وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (٥٢) صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ (٥٣)﴾''اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف اپنے حکم سے ایک روح کی وحی کی،آپ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا ہے؟اور نہ یہ کہ ایمان کیا ہے؟لیکن ہم نے اسے ایک روشنی بنا دیا ہے جس کے ساتھ ہم اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں اور یقیناً آپ سیدھی راہ کی طرف راہنمائی کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کے راستے کی طرف وہ ذات کہ سب کچھ اسی کا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔آگاہ رہو!سارے معاملات اللہ تعالیٰ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہی کی طرف لوٹتے ہیں۔'' (الشوریٰ:52، 53)

(3) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہودی اکہتر یا بہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے اور نصاریٰ بھی اکہتر یا بہتر فرقوں میں بٹے اور میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی۔ (ابوداؤد:4596)

﴿تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ﴾

''یہ سب پر غالب، نہایت رحم والے کی جانب سے نازل کیا ہوا ہے'' (5)

سوال 1: ﴿تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ﴾ ''یہ سب پر غالب، نہایت رحم والے کی جانب سے نازل کیا ہوا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ﴾ ''یہ سب پر غالب، نہایت رحم والے کی جانب سے نازل کیا ہوا ہے'' یعنی یہ قرآن معزز اور مہربان اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے اتارا ہوا ہے۔

(2) اس نے اپنے بندوں کے صراط مستقیم پر چلنے کے لیے قرآن کو لائحہ عمل کے طور پر نازل فرمایا ہے۔

(3) یہ قرآن بندوں کو رب تک پہنچنے کا راستہ دکھاتا ہے۔ (4) یہ قرآن اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ افکار و عمل کے مطابق زندگی بسر کرنا سکھاتا ہے۔

(5) یہ قرآن اللہ تعالیٰ کے ناپسندیدہ افکار و عمل کو واضح کرتا ہے۔ اور ان سے بچنے کے راستے واضح کرتا ہے۔

(6) یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق زندگی بسر کرنے والوں کو ان کی منزل جنت سے متعارف کرواتا ہے اور اس کی رغبت دلاتا ہے۔

(7) یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے ساتھ زندگی بسر کرنے والوں کو جہنم سے متعارف کرواتا ہے اور اس کی ہولناکیوں کے تذکرے سے اس سے بچنے کے راستے دکھاتا ہے۔

(8) یہ قرآن صراط مستقیم پر چل کر کامیاب ہونے والوں اور صراط مستقیم چھوڑ کر ناکام ہونے والوں کے تاریخی واقعات کو عبرت کے لئے سناتا ہے۔ (9) یہ قرآن واقعات، احکامات، مطالبات، عذاب اور انعامات پر مشتمل ہے۔

(10) رب العزت نے قرآن نازل کرنے والے کا تعارف کروایا ہے کہ وہ العزیز ہے یعنی کمال درجے کا غلبہ رکھتا ہے ایسا نہیں ہے کہ اس نے جو احکامات اور نصائح بھیجے ہیں ان کو قبول کرلو تو اچھا ہے اور نہ کرو تو کچھ بگڑے گا نہیں۔ وہ نہ ماننے والوں کو دنیا میں بھی عذابوں سے دوچار کرتا ہے اور آخرت میں ان کے لئے ہمیشہ ہمیشہ کا عذاب ہے۔

(11) اللہ تعالیٰ الرحیم ہے وہ مومنوں پر دنیا میں بھی مہربان ہے اور آخرت میں بھی عذاب سے بچا کر کامیاب کرتا ہے اور آخرت میں بھی ان کے لئے ہمیشہ ہمیشہ کی نعمتوں بھری جنت ہوگی۔

﴿لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ﴾

''تاکہ آپ اس قوم کو خبردار کردیں جن کے باپ دادا کو خبردار نہ کیا گیا تھا تو وہ غافل ہیں'' (6)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سوال:﴿لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ﴾ ”تا کہ آپ اس قوم کو خبر دار کر دیں جن کے باپ دادا کو خبر دار نہ کیا گیا تھا تو وہ غافل ہیں“ قوم سے عرب مراد ہیں، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿لِتُنْذِرَ قَوْمًا﴾ ”تا کہ آپ اس قوم کو خبر دار کر دیں“ تا کہ عربوں کو ڈرا دیں جن کے پاس کوئی رسول اور کتاب نہیں آئی تا کہ تم ایسی قوم کو خبر دار کر دو جن کے باپ دادا خبر دار نہ کیے گئے تھے۔

(2) اس سے مراد وہ ”امی“ عرب ہیں جن میں کتابیں نازل ہوئی تھیں نہ رسول مبعوث ہوئے تھے گمراہی ان پر چھا گئی تھی، جہالت نے ان کو اندھا کر دیا تھا اور وہ اپنے اوپر اور اپنی بے وقوفی پر جگ ہنسائی کا باعث بنے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں میں سے ان کی طرف ایک رسول مبعوث فرمایا، تا کہ ان کو پاک کرے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دے جبکہ وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں مبتلا تھے اور تا کہ وہ ”امی“ عربوں اور ان کے بعد آنے والے ہر امی کو گمراہی کے انجام سے ڈرائے۔ نیز اللہ تعالیٰ اہل کتاب کو ان کتابوں کی یاد دہانی کراتا ہے جو ان کے پاس ہیں۔ یہ کتاب حکیم تمام لوگوں کے لیے عام طور پر اور عربوں کے لیے خاص طور پر نعمت ہے مگر یہ لوگ جن کو برے انجام سے ڈرانے کے لیے آپ کو مبعوث کیا گیا ہے، آپ کی دعوت اور انذار کے بعد دو گروہوں میں منقسم ہو گئے ہیں۔ (تفسیر سعدی: 2235/3، 2236)

(3) جیسا کہ نوح علیہ السلام سے رب العزت نے ان کی قوم کی طرف بھیجتے ہوئے فرمایا: ﴿اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ ”یقیناً ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا کہ اپنی قوم کو خبر دار کر دو اس سے پہلے کہ ان پر دردناک عذاب آ جائے۔“ (نوح: 1)

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ ۘ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾ ”اور آپ اُن لوگوں کو حسرت کے دن سے ڈرائیں جب معاملے کا فیصلہ کر دیا جائے گا اور وہ غفلت میں ہیں اور وہ ایمان نہیں لاتے۔“ (مریم: 39)

(5)﴿فَهُمْ غٰفِلُوْنَ﴾ ”تو وہ غافل ہیں“ یعنی اپنے کفر، فساد اور بعث اور معاد کو جھٹلانے کی وجہ سے وہ غافل ہیں۔ (القاسمی: 60/14)

(6) وہ حق، نور اور شریعت کی معرفت سے غافل ہیں جو انسانوں کے لیے دونوں جہانوں کی سعادت ہیں۔ (تفسیر منیر: 638/11)

(7) رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝﴾ ”یقیناً جو لوگ ہماری ملاقات کی اُمید نہیں رکھتے اور وہ دنیا کی زندگی پر راضی ہو گئے اور اس پر ہی مطمئن ہو گئے اور وہ لوگ جو ہماری آیات سے غافل ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ آگ ہے اس کے بدلے میں جو وہ کمایا کرتے تھے“ (یونس: 7، 8) (8) وہ ایمان اور ہدایت سے غافل ہیں اسی وجہ سے وہ شرک اور بتوں کی عبادت میں مخبوط الحواس ہیں۔ (صفوة التفاسیر: 5/3)

﴿لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾

”بلاشبہ یقیناً ان میں سے اکثر پر بات ثابت ہو چکی ہے سو وہ ایمان نہیں لائیں گے“ (7)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: ﴿لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾ ''بلاشبہ یقیناً اُن میں سے اکثر پر بات ثابت ہو چکی ہے سو وہ ایمان نہیں لائیں گے'' اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ﴾ ''بلاشبہ یقیناً اُن میں سے اکثر پر بات ثابت ہو چکی ہے'' جن لوگوں نے صراط مستقیم کی دعوت اور نبی ﷺ کے انذار کو قبول نہیں کیا ان میں سے اکثر لوگوں پر ''حق'' یعنی عذاب واجب ہو چکا ہے۔

(2) ﴿فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾ ''سو وہ ایمان نہیں لائیں گے'' اللہ رب العزت نے ام الکتاب (کتاب تقدیر) میں لکھ دیا ہے کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے اس لیے وہ ایمان لانے والے نہیں اور اس کے رسولوں کی تصدیق کرنے والے نہیں۔ (مختصر ابن کثیر: 1654/2)

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾ ''یقیناً جن لوگوں پر تیرے رب کی بات ثابت ہو گئی وہ ایمان نہیں لائیں گے۔'' (یونس: 96)

(4) یعنی ان میں اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر اور اس کی مشیت نافذ ہو گئی کہ وہ اپنے کفر و شرک پر جمے رہیں گے۔ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان حق ثابت ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے سامنے حق پیش کیا، مگر انھوں نے حق کو ٹھکرا دیا تب اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ سزا دی کہ ان کے دلوں پر مہر لگا دی۔ (تفسیر سعدی: 2236/3)

(5) ﴿اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ﴾ ''یا وہ لوگ کہتے ہیں کہ اسی نے یہ گھڑ رکھا ہے؟ بلکہ وہ تیرے رب کی جناب سے حق ہے، تا کہ آپ خبردار کریں ایسی قوم کو جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی خبردار کرنے والا نہیں آیا تا کہ وہ ہدایت پا جائیں۔'' (السجدہ: 3)

(6) ﴿خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ ۭ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۡ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾ ''اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں اور ان کے کانوں پر مہر لگا دی ہے اور اُن کی آنکھوں پر پردہ ہے اور اُن کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔'' (البقرہ: 7)

﴿اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ﴾

''یقیناً ہم نے اُن کی گردنوں میں کئی طوق ڈال دیے ہیں پس وہ ٹھوڑیوں تک ہیں، سو ان کے سر اُٹھا دیے گئے ہیں'' (8)

سوال: ﴿اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ﴾ ''یقیناً ہم نے اُن کی گردنوں میں کئی طوق ڈال دیے ہیں پس وہ ٹھوڑیوں تک ہیں، سو ان کے سر اُٹھا دیے گئے ہیں'' ازلی بدبخت ایمان نہیں لاتے آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا﴾ ''یقیناً ہم نے اُن کی گردنوں میں کئی طوق ڈال دیے ہیں'' رب العزت نے واضح فرمایا ہے کہ ایمان ان کے دلوں تک کیوں نہیں پہنچ سکا۔ یعنی ان بدبختوں کو ہدایت ملنا ناممکن ہے ان کی مثال تو ان لوگوں کی سی ہے جن کے ہاتھ گردنوں سے بندھے ہوئے ہوں، سر اٹھے ہوں اور گردنوں میں طوق پڑے ہوں۔ (مختصر ابن کثیر: 1654/2)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(2)﴿فَهِیَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ﴾ ''پس وہ ٹھوڑیوں تک ہیں،سو ان کے سر اُٹھا دیے گئے ہیں'' گردنوں میں پڑے ہوئے طوق اتنے بڑے ہیں جن کی وجہ سے اوپر کو اٹھے ہوئے ہیں طوقوں کی سختی کی وجہ سے وہ سر جھکا نہیں سکتے۔

(3)بغوی نے لکھا ہے اس آیت کا نزول ابوجہل اور اس کے ایک مخزومی ساتھی کے حق میں ہوا اور ابوجہل نے قسم کھا کر کہا تھا کہ میں جہاں بھی محمد کو دیکھ پایا پتھر سے ان کا سر کچل دوں گا چنانچہ حضور ﷺ کو نماز کی حالت میں اس نے دیکھ لیا۔اس کے پاس ہی پتھر بھی پڑا ہوا تھا اس نے رسول اللہ ﷺ کے سر پر مارنے کے لئے پتھر اٹھانا چاہا فوراً ہاتھ گردن سے چمٹ گیا اور پتھر چھوٹ کر ہاتھ سے گر گیا۔ابوجہل فوراً اپنے ساتھیوں کے پاس لوٹ کر آیا اور جو کچھ دیکھا تھا بیان کیا اور بیان کرتے کرتے ہی گر پڑا مخزومی بولا اب میں اسی پتھر سے آپ ﷺ کا سر کچل دوں گا چنانچہ وہ پتھر مارنے کے لئے حضور ﷺ کی طرف چلا آپ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے اللہ نے اس کو اندھا کر دیا حضور کی آواز تو اس کو سنائی دیتی تھی مگر آنکھوں کو کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا وہ بھی اپنے ساتھیوں کے پاس لوٹ آیا لیکن ساتھیوں میں سے بھی وہ کسی کو نہ دیکھ سکا لوگوں نے اس کو آواز دی کہ تو نے کیا کیا اس نے کہا وہ تو مجھے نظر نہیں آئے ہاں انکی آواز میں نے ضرور سنی مگر میرے اور ان کے درمیان کوئی ایسی چیز حائل تھی جیسے کوئی نر اونٹ ہو اور وہ اپنی دم ہلا رہا ہو اگر میں انکے قریب جاتا تو وہ اونٹ مجھے کھا جاتا اس پر یہ آیت ﴿اِنَّا جَعَلْنَا فِیْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا﴾ نازل ہوئی۔(تفسیر مظہری:358)(تفسیر الجامع الاحکام القرآن القرطبی:8/8)

(4)رب العزت نے فرمایا:﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِیَ مَا قَدَّمَتْ یَدٰهُ ؕ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ یَّفْقَهُوْهُ وَفِیْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ یَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا﴾ ''اور اُس شخص سے بڑا ظالم اور کون ہوگا جسے اس کے رب کی آیات کے ذریعے نصیحت کی گئی تو اس نے اُن سے منہ موڑ لیا اور وہ بھول گیا جو اس کے ہاتھوں نے آگے بھیجا تھا۔یقیناً ہم نے اُن کے دلوں پر دے ڈال دیے ہیں کہ وہ اس کو سمجھیں اور اُن کے کانوں میں بوجھ رکھ دیا ہے اور اگر آپ اُنہیں ہدایت کی طرف بلائیں تب وہ کبھی ہدایت نہیں پائیں گے۔'' (الکہف:57)

(5)﴿اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ یَّهْدِیْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ﴾ ''پھر کیا تم نے اُس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہشِ نفس کو اپنا معبود بنا رکھا ہے؟ اور اللہ تعالیٰ نے اُس کے علم کے باوجود اُسے گمراہی میں ڈال دیا اور اُس کے کان اور اُس کے دل پر مُہر لگا دی اور اُس کی آنکھ پر پردہ ڈال دیا پھر اللہ تعالیٰ کے بعد اب کون اُسے ہدایت دے گا؟ تو کیا تم لوگ کوئی سبق حاصل نہیں کرتے؟'' (الجاثیہ:23)

(6)﴿فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ یَّهْدِیَهٗ یَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ یُّرِدْ اَنْ یُّضِلَّهٗ یَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَیِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا یَصَّعَّدُ فِی السَّمَآءِ ؕ كَذٰلِكَ یَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ﴾ ''تو جس شخص کو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے یہ کہ اسے ہدایت دے،اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے اور جسے وہ چاہتا ہے کہ اسے گمراہ کر دے اس کا سینہ تنگ،نہایت گھٹا ہوا بنا دیتا ہے گویا کہ وہ مشقت سے آسمان میں چڑھ رہا ہے،اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طرح اللہ تعالیٰ گندگی ڈال دیتا ہے اُن لوگوں پر جو ایمان نہیں لاتے۔‘‘ (الانعام:125)

(7)﴿قُلۡ لَّاۤ اَمۡلِکُ لِنَفۡسِیۡ نَفۡعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ ؕ وَلَوۡ کُنۡتُ اَعۡلَمُ الۡغَیۡبَ لَاسۡتَکۡثَرۡتُ مِنَ الۡخَیۡرِ ۚۖۛ وَمَا مَسَّنِیَ السُّوۡٓءُ ۚۛ اِنۡ اَنَا اِلَّا نَذِیۡرٌ وَّبَشِیۡرٌ لِّقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ﴾ ’’آپ کہہ دیں میں اپنی جان کے لیے کسی نفع اور نقصان کا مالک نہیں ہوں، مگر جو اللہ تعالیٰ چاہے اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو میں ضرور بھلائیوں میں سے بہت زیادہ حاصل کر لیتا اور مجھے کوئی تکلیف تک نہ چھوتی، نہیں ہوں میں مگر ایک ڈرانے والا اور خوش خبری دینے والا ان لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں۔‘‘ (الاعراف:188)

(8)﴿یٰۤاَیُّہَا الرَّسُوۡلُ لَا یَحۡزُنۡکَ الَّذِیۡنَ یُسَارِعُوۡنَ فِی الۡکُفۡرِ مِنَ الَّذِیۡنَ قَالُوۡۤا اٰمَنَّا بِاَفۡوَاہِہِمۡ وَلَمۡ تُؤۡمِنۡ قُلُوۡبُہُمۡ ۚۛ وَمِنَ الَّذِیۡنَ ہَادُوۡا ۚۛ سَمّٰعُوۡنَ لِلۡکَذِبِ سَمّٰعُوۡنَ لِقَوۡمٍ اٰخَرِیۡنَ ۙ لَمۡ یَاۡتُوۡکَ ؕ یُحَرِّفُوۡنَ الۡکَلِمَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَوَاضِعِہٖ ۚ یَقُوۡلُوۡنَ اِنۡ اُوۡتِیۡتُمۡ ہٰذَا فَخُذُوۡہُ وَاِنۡ لَّمۡ تُؤۡتَوۡہُ فَاحۡذَرُوۡا ؕ وَمَنۡ یُّرِدِ اللّٰہُ فِتۡنَتَہٗ فَلَنۡ تَمۡلِکَ لَہٗ مِنَ اللّٰہِ شَیۡئًا ؕ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ لَمۡ یُرِدِ اللّٰہُ اَنۡ یُّطَہِّرَ قُلُوۡبَہُمۡ ؕ لَہُمۡ فِی الدُّنۡیَا خِزۡیٌ ۚۖ وَّلَہُمۡ فِی الۡاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ﴾ ’’اے رسول! آپ کو وہ لوگ غمزدہ نہ کریں جو کفر میں دوڑ کر جاتے ہیں، اُن لوگوں میں سے جنھوں نے اپنے مونہوں سے کہا کہ ہم ایمان لائے حالانکہ ان کے دل ایمان نہیں لائے اور ان لوگوں میں سے جو یہودی بن گئے، وہ جھوٹ کو بہت سننے والے ہیں اور دوسرے لوگوں کے لئے بہت سننے والے ہیں جو ابھی آپ کے پاس نہیں آئے، وہ کلام کو اس کے مقام کے بعد بدل دیتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ اگر تمھیں یہ (حکم) دیا جائے تو اسے لے لو اور اگر تمھیں یہ نہ دیا جائے تو بچ جاؤ، اور وہ شخص کہ اللہ تعالیٰ جس کو فتنے میں ڈالنے کا ارادہ کر لے تو آپ اللہ تعالیٰ سے اس کے لیے ہر گز کسی چیز کے مالک نہیں ہوں گے، یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ارادہ نہیں کیا کہ ان کے دلوں کو پاک کرے، ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔‘‘ (المائدہ:41)

(9)﴿اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ طَبَعَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوۡبِہِمۡ وَسَمۡعِہِمۡ وَاَبۡصَارِہِمۡ ۚ وَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡغٰفِلُوۡنَ﴾ ’’یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں پر اور کانوں پر اور آنکھوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر لگا دی ہے اور یہی لوگ غافل ہیں۔‘‘ (النحل:108)

(10)﴿اُولٰٓئِکَ لَمۡ یَکُوۡنُوۡا مُعۡجِزِیۡنَ فِی الۡاَرۡضِ وَمَا کَانَ لَہُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ مِنۡ اَوۡلِیَآءَ ۘ یُضٰعَفُ لَہُمُ الۡعَذَابُ ؕ مَا کَانُوۡا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ السَّمۡعَ وَمَا کَانُوۡا یُبۡصِرُوۡنَ﴾ ’’وہ زمین میں بے بس کر دینے والے نہ تھے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے علاوہ ان کے لیے کوئی مددگار ہیں، ان کے لیے دوگنا عذاب کیا جائے گا، وہ نہ سننے کی استطاعت رکھتے تھے اور نہ ہی وہ دیکھتے تھے۔‘‘ (ہود:20)

(11)﴿الَّذِیۡنَ کَانَتۡ اَعۡیُنُہُمۡ فِیۡ غِطَآءٍ عَنۡ ذِکۡرِیۡ وَکَانُوۡا لَا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ سَمۡعًا﴾ ’’وہ لوگ جن کی آنکھیں میرے ذکر سے پردے میں تھیں اور وہ سننے کی استطاعت نہیں رکھتے تھے۔‘‘ (الکہف:101)

﴿وَجَعَلۡنَا مِنۡۢ بَیۡنِ اَیۡدِیۡہِمۡ سَدًّا وَّمِنۡ خَلۡفِہِمۡ سَدًّا فَاَغۡشَیۡنٰہُمۡ فَہُمۡ لَا یُبۡصِرُوۡنَ﴾

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com

''اور ہم نے ایک دیوار اُن کے آگے بنادی ہے اور ایک دیوار اُن کے پیچھے پھر ہم نے اُنہیں ڈھانپ دیا ہے تو وہ کچھ نہیں دیکھتے'' (9)

سوال: ﴿ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ﴾ ''اور ہم نے ایک دیوار اُن کے آگے بنادی ہے اور ایک دیوار اُن کے پیچھے پھر ہم نے اُنہیں ڈھانپ دیا ہے تو وہ کچھ نہیں دیکھتے'' ایمان ازلی بدبختوں کے دلوں تک نہیں پہنچ سکتا آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) رب العزت نے واضح فرمایا ہے کہ ایمان ازلی بدبختوں کے دلوں تک نہیں پہنچ سکتا۔ ان کو ہدایت ملنا اس لئے ناممکن ہے ﴿وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا﴾ ''اور ہم نے ایک دیوار اُن کے آگے بنادی ہے اور ایک دیوار اُن کے پیچھے۔''

(2) یعنی ہم نے ان کے چاروں طرف دیواریں کھڑی کردی ہیں۔ اسی وجہ سے وہ حق کو دیکھ نہیں سکتے اور شکوک وشبہات میں پھنس کر گمراہیوں میں بھٹک رہے ہیں اور آنکھوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں پھر بھلائی کی راہ کیسے پائیں اور اس سے کیسے فائدہ اٹھائیں۔ (مختصر ابن کثیر: 1654/2)

(3) یہ ان لوگوں کے حالات ہیں جن کے لیے یہ دنیا کی زندگی کی زینتیں ہی سب کچھ ہیں۔ وہ کچھ دیکھ نہیں پاتے۔ ان کے آگے ایمان اور ترک شرک اور ترک معاصی ہیں لیکن دنیا کی زندگی کی زینتوں کی یہ دیوار انہیں ایمان تک نہیں پہنچنے دیتی۔ ان کے پیچھے جو اعمال ہوئے ان سے توبہ کرنے کے راستے میں آخرت کا خوف نہ ہونا دیوار ہے جن کی وجہ سے وہ اپنے ماضی کے جرائم پر توبہ نہیں کر پاتے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ﴾ ''اور ہم نے اُن پر کچھ ساتھی مسلط کردیئے تو انہوں نے اُن کے آگے اور اُن کے پیچھے سے ہر چیز کو اُن کے لیے خوش نما بنادیا۔'' (فصلت: 25)

(4) ﴿فَاَغْشَيْنٰهُمْ﴾ ''پھر ہم نے اُنہیں ڈھانپ دیا ہے'' یہ ان کی گمراہی کے لیے مبالغہ ہے کہ ان کی آنکھوں پر پردہ ہے۔ یہ پردہ رسول اللہ ﷺ سے اور جو وہ لے کر آئے اس سے نفرت کا ہے اس لئے وہ اندھے بن گئے ہیں۔ اب دیکھتے نہیں۔ (ایسر التفاسیر: 1267)

(5) سیدنا ابن زید رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ ان کے ایمان اور اسلام کے درمیان دیوار ہے اس لئے وہ خالص نہیں ہو پاتے اور انہوں نے یہ آیت تلاوت کی ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾ ''یقیناً جن لوگوں نے کفر کیا، اُن پر برابر ہے کہ آپ نے انہیں ڈرایا ہو یا نہ ڈرایا ہو، وہ ایمان نہیں لائیں گے۔'' (البقرہ: 6)

(6) ﴿فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ﴾ ''تو وہ کچھ نہیں دیکھتے'' قتادہ اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ ہدایت کے لیے ان کی آنکھوں پر پردہ ہے جس کی وجہ سے وہ ہدایت سے نفع نہیں اٹھا پاتے۔ (الدر المنثور: 487/5)

﴿وَسَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾

''اور اُن پر برابر ہے خواہ آپ اُنہیں خبردار کریں یا نہ کریں وہ ایمان نہیں لائیں گے'' (10)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سوال: ﴿وَسَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾ ''اور اُن پر برابر ہے خواہ آپ اُنہیں خبردار کریں یا نہ کریں وہ ایمان نہیں لائیں گے'' دلوں پر مہر لگنے کی وجہ سے وہ نصیحت قبول نہیں کر سکتے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَسَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾ ''اور اُن پر برابر ہے خواہ آپ اُنہیں خبردار کریں یا نہ کریں وہ ایمان نہیں لائیں گے'' وہ اس لیے نصیحت قبول نہیں کر سکتے کہ گمراہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے۔ جس کے دل پر مہر لگا دی گئی ہو وہ حق کو باطل اور باطل کو حق سمجھتا ہے۔ ایسے شخص سے ایمان لانے کی امید نہیں رکھی جا سکتی۔

(2) اب آپ ﷺ انہیں خبردار کریں یا نہ کریں وہ ایمان نہیں لائیں گے رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ (۹۶) وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ (۹۷)﴾ ''یقیناً جن لوگوں پر آپ کے رب کی بات ثابت ہو گئی وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ اگرچہ اُن کے پاس ہر نشانی آ جائے یہاں تک کہ وہ دردناک عذاب کو دیکھ لیں۔'' (یونس: 96،97)

(3) ﴿اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۭ وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ﴾ ''آپ درحقیقت صرف انہیں لوگوں کو ڈراتے ہیں جو بن دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو پاکیزگی اختیار کرتا ہے تو یقیناً وہ اپنے ہی لیے پاکیزگی اختیار کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔'' (فاطر: 18)

﴿اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ ۚ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ﴾

''آپ صرف اُسی شخص کو خبردار کرتے ہیں جس نے نصیحت کی پیروی کی اور رحمٰن سے بن دیکھے ڈرا سو اُسے مغفرت اور باعزت اجر کی بشارت دے دیں'' (11)

سوال: ﴿اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ ۚ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ﴾ ''آپ صرف اُسی شخص کو خبردار کرتے ہیں جس نے نصیحت کی پیروی کی اور رحمٰن سے بن دیکھے ڈرا سو اُسے مغفرت اور باعزت اجر کی بشارت دے دیں'' انذار قبول کرنے والوں کی خصوصیات کی وضاحت آیت کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ﴾ ''آپ صرف اُسی شخص کو خبردار کرتے ہیں جس نے نصیحت کی پیروی کی'' یعنی آپ ﷺ کے انذار کو قبول کرنے والا، اس سے فائدہ اٹھانے والا تو وہی ہے جو حق کی اتباع کا ارادہ رکھتا ہے، جو قرآن کی ہدایت پر عمل کرتا ہے۔

(2) ﴿وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ﴾ ''اور رحمٰن سے بن دیکھے ڈرا'' جو اپنی تنہائیوں میں بھی رب سے ڈرتا ہے۔ آپ ﷺ کے انذار کا نفع وہ اٹھا سکتا ہے جو قرآن پر ایمان لایا اور اس میں جو اللہ تعالیٰ کے احکامات ہیں ان کی اتباع کی۔ (جامع البیان: 158/22)

(3) جس کے دل کو یقین ہے کہ الرحمٰن اس کے تمام اعمال سے واقف ہے۔ وہ دلوں کے حال بھی جانتا ہے اور زبان اور اعضاء کے اعمال کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی جانتا ہے۔(4)وہ اللہ سے ڈرتا ہے جب لوگوں کی نگاہوں سے چھپ جاتا ہے۔

(5)﴿فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ﴾''سو اُسے مغفرت کی بشارت دے دیں''ایسے شخص کو گناہوں کی بخشش اور معافی کی بشارت سنادیں۔

(6)﴿وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ﴾''اور باعزت اجر کی''عزت والے،باوقار،فراخ،نفیس اور عمدہ اجر کی خوشخبری دے دیں جو اچھی نیت اور نیک اعمال کا صلہ ہیں۔(7)انہیں نعمتوں بھری جنت دارالسلام کی خوشخبری دے دیں۔(ایسر التفاسیر:1268)

(8)رب العزت نے فرمایا:﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ﴾''جو لوگ بن دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں یقیناً اُن کے لیے بخشش اور بڑا اجر ہے۔''(الملک:12)

(9)سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نقطہ پڑ جاتا ہے۔پھر اگر وہ گناہ چھوڑ دے،استغفار کرے اور توبہ کرلے تو اس کا دل صاف کر دیا جاتا ہے اور اگر وہ دوبارہ گناہ کرے تو نقطہ بڑھ جاتا ہے،حتیٰ کہ پورے دل پر چھا جاتا ہے۔(ترمذی:3334)

﴿اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ۭ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ﴾

''یقیناً ہم مُردوں کو زندہ کریں گے اور ہم لکھ رہے ہیں جو انہوں نے آگے بھیجا اور اُن کے آثار کو بھی اور ہر چیز کو ہم نے ایک کھلی کتاب میں شمار کر رکھا ہے''(12)

سوال:﴿اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ۭ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ﴾''یقیناً ہم مُردوں کو زندہ کریں گے اور ہم لکھ رہے ہیں جو انہوں نے آگے بھیجا اور اُن کے آثار کو بھی اور ہر چیز کو ہم نے ایک کھلی کتاب میں شمار کر رکھا ہے''اعمال اور آثار محفوظ کیسے جارہے ہیں آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى﴾''یقیناً ہم مُردوں کو زندہ کریں گے''یعنی موت کے بعد اللہ تعالیٰ دوبارہ زندہ کریں گے۔

(2)قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ کرے گا۔

(3)اس میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کافر کا دل زندہ کرنا چاہے تو کرسکتا ہے اور مردہ دلوں کو بھی زندہ کر کے حق کی راہنمائی فرما سکتا ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سنگدلی کے ذکر کے بعد فرمایا:﴿اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ﴾''یقین جانو اللہ تعالیٰ ہی زمین کو اُس کی موت کے بعد زندہ کرتا ہے،یقیناً ہم نے تمہارے لیے نشانیاں کھول کر بیان کردی ہیں تاکہ تم سمجھو۔''(الحدید:17)(مختصر ابن کثیر:1655/2)

(4)﴿ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَاَنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۙ وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ﴾''اس کی وجہ یہ ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ ہی حق ہے اور بلاشبہ وہی مردوں کو زندہ کرے گا اور یقیناً وہ ہر چیز پر پوری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قدرت رکھنے والا ہے۔'' (الحج:6-7)

(4)﴿وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا﴾ ''اور ہم لکھ رہے ہیں جو انہوں نے آگے بھیجا'' یعنی دنیا میں جو اچھے برے اعمال کیے ہم انہیں لکھ رہے ہیں۔

(5)﴿وَاٰثَارَهُمْ﴾ ''اور اُن کے آثار کو بھی'' اس سے مراد وہ آثار خیر اور آثار شر ہیں جنہیں وہ اپنی زندگی میں اور مرنے کے بعد وجود میں لانے کا سبب بنے۔ ان اعمال نے ان کے اقوال، افعال اور احوال سے جنم لیا۔ بھلائی کا ہر وہ کام آثار خیر میں شمار ہوتا ہے جو بندے کے علم، اس کی تعلیم، خیر خواہی، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرنے کے سبب سے وجود میں آتا ہے یا وہ علم جسے وہ اپنے متعلمین میں ودیعت کرتا ہے یا اس کی تحریر کے سبب سے وجود میں آتا ہے جس سے اس کی زندگی میں یا اس کے مرنے کے بعد فائدہ اٹھایا جاتا ہے یا کوئی نیک عمل جسے بندہ سرانجام دیتا ہے مثلاً نماز، صدقہ، یا کوئی بھلی بات جس کی دوسرے لوگ پیروی کریں، یا کسی مسجد کی تعمیر، یا کسی ایسی جگہ کی تعمیر جس سے لوگ استفادہ کرتے ہوں یا اس قسم کے دیگر کام، یہ سب آثار خیر میں شمار ہوتے ہیں جن کو اس کے لیے لکھ لیا جاتا ہے۔ اور اسی طرح آثار شر ہیں، جن کو لکھ لیا جاتا ہے۔ بنا بریں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے دین اسلام میں کوئی اچھا طریقہ جاری کیا تو اس کا اجر اسے عطا ہوگا اور اس کے بعد جو کوئی بھی اس پر عمل کرے گا اس کا اجر بھی ان کے اجروں میں کمی کرنے کے بغیر اسے ملے گا۔ جس کسی نے دین اسلام میں کسی برائی کو رواج دیا اس کا گناہ اس کو ملے گا اور ان لوگوں کا گناہ بھی اس کی گردن پر ہوگا جو اس کے بعد اس پر عمل کریں گے جب کہ ان کے گناہوں میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ (مسلم:1017) اس مقام پر اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے اور ہر طریقے اور ذریعے سے اس کی طرف جانے والے راستے کی نشاندہی کرنے کی عظمت واضح ہو جاتی ہے۔ برائی کی طرف دعوت دینے اور اس کو رائج کرنے والا سب سے گھٹیا مخلوق، سب سے بڑا مجرم اور سب سے زیادہ گناہوں کا بوجھ اٹھانے والا ہے۔ (تفسیر سعدی:2/2237)

(6) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب انسان مرجاتا ہے تو تین اعمال کے علاوہ تمام اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے: صدقہ جاریہ یا وہ علم جس سے نفع اُٹھایا جائے یا نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرتی ہے۔'' (مسلم:4223)

(7) قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں اے ابن آدم اگر اللہ تعالیٰ تیرے کسی فعل سے غافل ہوتا تو تیرے نشان قدم سے غافل ہوتا جنہیں ہوا مٹا دیتی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ تیرے کسی فعل سے غافل نہیں ہے، تیرے جتنے قدم اس کی اطاعت میں اٹھتے ہیں اور جتنے قدم تو اسکی معصیت میں اٹھاتا ہے سب اس کے ہاں لکھے ہوئے ہیں، تم میں سے جس سے ہو سکے وہ اللہ کی فرمانبرداری کے قدم اٹھا لے۔ سیدنا سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہر وہ نیکی جس کو اس نے جاری کیا اور اپنے بعد چھوڑ گیا۔ مجاہد: اس آیت کی تفسیر میں مروی ہے کہ گمراہ لوگ جو اپنی گمراہی باقی چھوڑ جائیں (الدر المنثور:5/489,488)

(8)﴿كَلَّا ۚ سَنَكْتُبُ مَا يَقُوْلُ وَنَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا﴾ ''ہرگز نہیں! جو کچھ وہ کہتا ہے وہ ہم ضرور لکھیں گے اور ہم اس کے عذاب میں اضافہ کریں گے، بہت اضافہ کرنا۔'' (مریم:79)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(9)﴿وَكُلَّ شَیْءٍ﴾ ''اور ہر چیز کو'' یعنی نیتوں اور اعمال کو۔

(10)﴿اَحْصَیْنٰهُ فِیْٓ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ﴾ ''ہم نے ایک کھلی کتاب میں شمار کر رکھا ہے'' یعنی ہر چیز ہم نے ایک روشن کتاب میں لکھ لی ہے یعنی تمام کائنات اور مخلوقات ایک لکھی ہوئی کتاب میں مندرج ہے جو لوح محفوظ میں سب سے بڑی کتاب ہے، یہاں امام مبین سے ام الکتاب مراد ہے۔ (مختصر ابن کثیر: 1655/2)

(11) رب العزت نے فرمایا: ﴿قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ فِیْ كِتٰبٍ ۚ لَا یَضِلُّ رَبِّیْ وَلَا یَنْسَی﴾ ''موسیٰ نے کہا: ''اُس کا علم میرے رب کے پاس ایک کتاب میں ہے، میرا رب نہ بھولتا ہے اور نہ وہ غلطی کرتا ہے۔'' (طٰہٰ: 52)

(12)﴿وَكُلُّ شَیْءٍ فَعَلُوْهُ فِی الزُّبُرِ (٥٢) وَكُلُّ صَغِیْرٍ وَّكَبِیْرٍ مُّسْتَطَرٌ (٥٣)﴾ ''اور ہر وہ چیز جو اُنھوں نے کی وہ دفتروں میں درج ہے اور ہر چھوٹی بڑی بات لکھی ہوئی ہے۔'' (القمر: 52، 53)

رکوع نمبر 2

﴿وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْیَةِ ۘ اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ﴾

''اور اُن کے لیے آپ بستی والوں کی مثال بیان کریں جب اُن کے پاس رسول آئے'' (13)

سوال: ﴿وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْیَةِ ۘ اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ﴾ ''اور اُن کے لیے آپ بستی والوں کی مثال بیان کریں جب اُن کے پاس رسول آئے'' رسولوں کو جھٹلانے والے واقعات سے عبرت، آیات کی روشنی میں واضح کریں؟

جواب: (1)﴿وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْیَةِ﴾ ''اور اُن کے لیے آپ بستی والوں کی مثال بیان کریں'' رسولوں کی دعوت کو جھٹلانے والوں کے سامنے پہلے جھٹلانے والوں کے واقعات بیان کریں۔

(2) بستی والوں کی مثال اہلِ مکہ کو سمجھانے کے لیے دی گئی۔ بستی والوں کے پاس بھی رسول آئے تھے اسی طرح محمد ﷺ بھی رسول ہیں۔ آپ ﷺ نہ تو پہلے رسول ہیں، نہ یہ سلسلۂ رسالت انوکھا ہے۔ رسالت اور نبوت کا سلسلہ قدیم ہے۔ (تفسیر منیر: 646/11)

(3) یہ ایسی بستی والوں کی مثال ہے جنہوں نے رسولوں کو جھٹلایا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب نازل کر کے انہیں ہلاک کر دیا تھا۔

(4)﴿اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ﴾ ''جب اُن کے پاس رسول آئے'' اس بستی میں اللہ تعالیٰ نے رسول بھیجے جو انہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے، اور دین کو اس کے لیے خالص کرنے کا حکم دیتے ہیں، اور انہیں شرک اور معاصی سے منع کرتے ہیں۔ (تفسیر سعدی: 2239/3)

﴿اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَیْهِمُ اثْنَیْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَیْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ﴾

''جب ہم نے اُن کے پاس دو رسول بھیجے۔ تو انہوں نے دونوں کو جھٹلا دیا۔ پھر ہم نے تیسرے کے ساتھ اُنہیں قوت دی تو اُن سب

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نے کہا: ''یقیناً ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں'' (14)

سوال: ﴿اِذۡ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلَیۡهِمُ اثۡنَیۡنِ فَکَذَّبُوۡهُمَا فَعَزَّزۡنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوۡۤا اِنَّاۤ اِلَیۡکُمۡ مُّرۡسَلُوۡنَ﴾ ''جب ہم نے اُن کے پاس دو رسول بھیجے۔ تو انہوں نے دونوں کو جھٹلا دیا۔ پھر ہم نے تیسرے کے ساتھ اُنہیں قوت دی تو اُن سب نے کہا: ''یقیناً ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں''، ہم آپ کی طرف بھیجے گئے ہیں، آیت کی روشنی میں واضح کریں؟

جواب: (1) ﴿اِذۡ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلَیۡهِمُ اثۡنَیۡنِ فَکَذَّبُوۡهُمَا فَعَزَّزۡنَا بِثَالِثٍ﴾ ''جب ہم نے اُن کے پاس دو رسول بھیجے۔ تو انہوں نے دونوں کو جھٹلا دیا۔ پھر ہم نے تیسرے کے ساتھ اُنہیں قوت دی'' یعنی دو رسولوں کو جھٹلانے کے بعد تیسرے رسول کے ذریعے ان دونوں کو تقویت پہنچائی۔

(2) رب العزت نے ان پر خاص رحمت کی ان پر پے در پے رسول بھیجے۔

(3) ﴿فَقَالُوۡۤا﴾ ''تو اُن سب نے کہا۔'' رسولوں نے قوم سے کہا۔

(4) ﴿اِنَّاۤ اِلَیۡکُمۡ مُّرۡسَلُوۡنَ﴾ ''یقیناً ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں'' رسولوں نے قوم کو واضح کیا کہ ہمیں تمہاری طرف بھیجا گیا ہے۔

(5) رب العزت نے فرمایا: ﴿قَالَتۡ رُسُلُهُمۡ اَفِی اللّٰهِ شَکٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ یَدۡعُوۡکُمۡ لِیَغۡفِرَ لَکُمۡ مِّنۡ ذُنُوۡبِکُمۡ وَیُؤَخِّرَکُمۡ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ قَالُوۡۤا اِنۡ اَنۡتُمۡ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُنَا ؕ تُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ تَصُدُّوۡنَا عَمَّا کَانَ یَعۡبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاۡتُوۡنَا بِسُلۡطٰنٍ مُّبِیۡنٍ﴾ ''اُن کے رسولوں نے کہا کہ کیا اُس اللہ تعالیٰ کے بارے میں بھی شک ہے جو آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے ہیں؟ وہ تمہیں بلاتا ہے تاکہ تمہارے گناہوں کو معاف کر دے اور تمہیں ایک مدتِ مقرر تک مہلت دے۔ انہوں نے کہا کہ تم اور کچھ نہیں مگر ہمارے جیسے انسان ہو، تم چاہتے ہو کہ ان سے ہمیں روک دو، جن کی ہمارے باپ دادا عبادت کرتے تھے چنانچہ تم ہمارے پاس کوئی واضح دلیل لاؤ۔'' (ابراہیم: 10)

﴿قَالُوۡا مَاۤ اَنۡتُمۡ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُنَا ۙ وَمَاۤ اَنۡزَلَ الرَّحۡمٰنُ مِنۡ شَیۡءٍ ۙ اِنۡ اَنۡتُمۡ اِلَّا تَکۡذِبُوۡنَ﴾

''اُنہوں نے کہا: ''تم ہمارے ہی جیسے انسان ہو اور رحمٰن نے کوئی چیز نازل نہیں کی، تم محض جھوٹ بولتے ہو'' (15)

سوال: ﴿قَالُوۡا مَاۤ اَنۡتُمۡ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُنَا ۙ وَمَاۤ اَنۡزَلَ الرَّحۡمٰنُ مِنۡ شَیۡءٍ ۙ اِنۡ اَنۡتُمۡ اِلَّا تَکۡذِبُوۡنَ﴾ ''اُنہوں نے کہا: ''تم ہمارے ہی جیسے انسان ہو اور رحمٰن نے کوئی چیز نازل نہیں کی۔ تم محض جھوٹ بولتے ہو'' تم بستی کے لوگوں نے رسولوں کی آمد پر کیسے ردعمل کا اظہار کیا آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿قَالُوۡا﴾ ''اُنہوں نے کہا'' قوم نے کہا۔

(2) ﴿مَاۤ اَنۡتُمۡ اِلَّا بَشَرٌ﴾ ''تم ہمارے ہی جیسے انسان ہو'' انہوں نے رسولوں کو ایسا جواب دیا جو ہر دور میں رسولوں کی دعوت کو جھٹلانے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کے لئے مشہور ہے۔ بستی والوں نے کہا: (i) کہ تم تو ہماری طرح کے معمولی انسان ہو۔ (ii) انہوں نے کہا کہ رحمٰن نے کوئی چیز نازل نہیں کی۔

(iii) انہوں نے کہا کہ تم جھوٹ بولتے ہو۔

(3) بستی والوں نے کہا: خاص طور پر تمہیں کیوں وحی کے لئے منتخب کیا گیا، اور دوسرے انسانوں کو چھوڑ دیا گیا ان کا خیال تھا کہ رسول انسانوں میں سے نہیں ہوتے۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰۗئِكَةً ښ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَاۗىِٕنَا الْاَوَّلِيْنَ﴾ ''تو اُس کی قوم میں سے جن سرداروں نے کفر کیا، انہوں نے کہا: ''یہ نہیں ہے مگر تمہارے جیسا ایک آدمی، جو چاہتا ہے کہ تمہارے اوپر برتری حاصل کرلے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ضرور فرشتے نازل کرتا، ہم نے اس کو اپنے پہلے باپ دادا میں نہیں سنا۔'' (المومنون:24)

(4) ﴿وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَاۗءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا (94) قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰۗئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَىِٕنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا (95) قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا (96)﴾ ''اور جب لوگوں کے پاس ہدایت آگئی تو انہیں کسی چیز نے نہیں روکا اس کے سوا کہ انہوں نے کہا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے ایک انسان کو رسول بنا کر بھیجا ہے؟ آپ کہہ دو کہ اگر زمین میں فرشتے اطمینان سے چل رہے ہوتے تو ضرور ہم آسمان سے اُن پر کسی فرشتے کو رسول بنا کر بھیجتے۔ آپ کہہ دو کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ گواہ کافی ہے۔ یقیناً وہ ہمیشہ سے اپنے بندوں کی پوری خبر رکھنے والا اور سب کچھ دیکھنے والا ہے۔'' (بنی اسرائیل:94،96)

(5) ﴿لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاَسَرُّوا النَّجْوَى ڰ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ڰ هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ﴾ ''اس حالت میں (کہ) دل اُن کے غافل ہیں۔ اور جن لوگوں نے ظلم کیا اُنہوں نے خفیہ سرگوشی کی کہ یہ تمہارے ہی جیسا آدمی ہے۔ تو کیا تم اس کے جادو میں آتے ہو حالانکہ تم دیکھتے ہو؟'' (انبیاء:3)

(6) ہر دور میں لوگ انسان کے رسول بن جانے کو فضیلت کی بات نہیں سمجھتے اس لیے مطمئن نہیں ہوتے۔

(7) ﴿وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ﴾ ''اور رحمٰن نے کوئی چیز نازل نہیں کی'' یعنی رحمٰن نے کوئی وحی نازل نہیں کی، کسی کو رسول بنا کر نہیں بھیجا۔ (8) ﴿اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ﴾ ''تم محض جھوٹ بولتے ہو'' یعنی تم رسالت کے بارے میں جھوٹ بولتے ہو۔

﴿قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّآ اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ﴾

''اُنہوں نے کہا: ''ہمارا رب جانتا ہے کہ بلاشبہ ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں'' (16)

سوال: ﴿قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّآ اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ﴾ ''اُنہوں نے کہا: ''ہمارا رب جانتا ہے کہ بلاشبہ ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں'' ہمارا رب خوب جانتا ہے آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿قَالُوْا﴾ ''اُنہوں نے کہا'' تینوں رسولوں نے جواب دیا۔

(2)﴿رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّآ اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ﴾ ''ہمارا رب جانتا ہے کہ بلاشبہ ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں'' رسولوں نے انتہائی اطمینان اور اعتماد سے جواب دیا: ہمارا رب جانتا ہے کہ ہم تمہارے پاس بھیجے گئے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا:﴿قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا ۚ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ﴾ ''آپ کہہ دیں کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ گواہ کافی ہے۔ وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اور جو لوگ باطل پر ایمان لائے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا، وہی خسارہ اٹھانے والے ہیں۔'' (العنکبوت:52)

(3) یعنی اگر ہم جھوٹ بولتے تو وہ ہم سے سخت انتقام لیتا لیکن وہ ہماری عزت افزائی کرنے والا ہے، اور ہمیں تم پر غلبہ عطا کرنے والا ہے۔ تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ کس کا انجام بہتر اور رشک آفریں ہوتا ہے۔ (مختصر ابن کثیر:1656/2)

﴿وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ﴾

''اور ہم پر ذمہ داری نہیں ہے مگر صاف صاف پہنچا دینا'' (17)

سوال:﴿وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ﴾ ''اور ہم پر ذمہ داری نہیں ہے مگر صاف صاف پہنچا دینا'' رسولوں کا کام اللہ تعالیٰ کا پیغام واضح طور پر پہنچا دینا ہے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَمَا عَلَيْنَآ﴾ ''اور ہم پر ذمہ داری نہیں ہے'' رسولوں نے اپنی ذمہ داری، اپنا کام واضح کرتے ہوئے کہا۔

(2)﴿اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ﴾ ''مگر صاف صاف پہنچا دینا'' ہمارا کام تو واضح طور پر اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دینا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کا پیغام تمہیں سنا دیں گے، تو ہمارا فرض تو ادا ہو گیا۔ اگر تم اطاعت کرو گے تو دنیا و آخرت کی سعادتیں سمیٹ لو گے۔ اور سرکشی کرو گے تو اس کا نتیجہ بھی تمہارے سامنے آ جائے گا۔

﴿قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾

''بستی والوں نے کہا:''بلاشبہ ہم نے تمہیں منحوس پایا ہے، یقیناً اگر تم لوگ باز نہ آئے تو ہم ضرور تمہیں سنگسار کر دیں گے اور یقیناً ضرور تمہیں ہماری طرف سے دردناک عذاب پہنچے گا'' (18)

سوال:﴿قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ ''بستی والوں نے کہا: ''بلاشبہ ہم نے تمہیں منحوس پایا ہے، یقیناً اگر تم لوگ باز نہ آئے تو ہم ضرور تمہیں سنگسار کر دیں گے اور یقیناً ضرور تمہیں ہماری طرف سے دردناک عذاب پہنچے گا'' انبیاء کو دی گئی دھمکی کی وضاحت آیت کی روشنی میں کریں؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جواب: (1)﴿قَالُوْٓا﴾ ''بستی والوں نے رسولوں سے کہا''

(2)﴿اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ﴾ ''بلاشبہ ہم نے تمہیں منحوس پایا ہے'' یعنی ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے ساتھ اگر کوئی برا معاملہ ہو تو تمہاری نحوست کی وجہ سے ہوگا۔ جب سے تم لوگ آئے ہمیں شر کے سوا کچھ نہیں ملا۔

(3) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی بیماری متعدی نہیں، بدشگونی کوئی چیز نہیں، الو کی نحوست کوئی چیز نہیں اور صفر کی نحوست کوئی چیز نہیں (بلکہ یہ محض وہم ہیں)۔'' (مسلم: 5788)

(4) یہ عجیب ترین بات ہے کہ اس شخص کو جوان کے پاس جلیل ترین نعمت لے کر آئے جس سے اللہ تعالیٰ بندوں کو نوازتا ہے۔ ان کو وہ بلند ترین اکرام عطا کرے جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو عطا کرتا ہے۔ اور وہ اسی چیز کے ضرورت مند ہوں۔ یہ کہا جائے کہ وہ شر لے کر آیا ہے جس نے ان کے شر میں اضافہ کر دیا ہے۔ اور وہ اس کو نحوست خیال کریں۔ یہ لوگ صرف اور صرف خذلان اور عدم توفیق کی وجہ سے اپنے ساتھی کے ساتھ ایسا سلوک کرتے ہیں جو دشمن کے ساتھ بھی نہیں کیا جاتا۔ (تفسیر سعدی: 3/2239، 2240)

(5) سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو بھی ایسے ہی منحوس سمجھا گیا۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ ؕ اَلَآ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ ''پھر جب ان پر خوشحالی آتی تو کہتے کہ یہ ہمارے لیے ہے اور اگر ان کو کوئی تکلیف پہنچتی تو موسیٰ اور ان کی نحوست ٹھہراتے جو اس کے ساتھ تھے۔ سن لو! یقیناً ان کی نحوست اللہ تعالیٰ کے پاس ہے لیکن ان کے اکثر لوگ نہیں جانتے۔'' (الاعراف: 131)

(6) سیدنا صالح علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو بھی منحوس قرار دیا: ﴿قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ ؕ قَالَ طٰٓئِرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ﴾ ''انہوں نے کہا: ''ہم تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو منحوس سمجھتے ہیں۔'' صالح نے کہا: ''تمہاری نحوست تو اللہ تعالیٰ کے پاس سے ہے۔ بلکہ تم لوگ فتنے میں مبتلا کر دیے گئے ہو'' (النمل: 47)

(6)﴿لَّمْ تَنْتَهُوْا﴾ ''اگر تم لوگ باز نہ آئے'' انہوں نے رسولوں کو دھمکی دیتے ہوئے کہا اگر تم ان باتوں سے باز نہ آئے۔

(7)﴿لَنَرْجُمَنَّكُمْ﴾ ''تو ہم ضرور تمہیں سنگسار کر دیں گے'' ہم تمہیں پتھر مار مار کر ہلاک کر دیں گے۔

(8)﴿وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ ''اور ضرور تمہیں ہماری طرف سے دردناک عذاب پہنچے گا'' یا ہم گالیاں دے کر طعن وتشنیع کی بوچھاڑ کر دیں گے اور تمہیں ہماری جانب سے سخت تکالیف پہنچیں گی۔

﴿قَالُوْا طٰٓئِرُكُمْ مَّعَكُمْ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ﴾

''انہوں نے کہا: ''تمہاری نحوست تمہارے ساتھ ہے۔ کیا اگر تمہیں نصیحت کی جائے؟ بلکہ تم حد سے بڑھنے والے لوگ ہو'' (19)

سوال: ﴿قَالُوْا طٰٓئِرُكُمْ مَّعَكُمْ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ﴾ ''انہوں نے کہا: ''تمہاری نحوست تمہارے ساتھ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہے۔کیا اگر تمہیں نصیحت کی جائے؟ بلکہ تم حد سے بڑھنے والے لوگ ہو'' انبیاء نے دھمکی کا جواب دے دیا، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿قَالُوْا﴾ ''اُنہوں نے کہا'' رسولوں نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

(2) ﴿طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ﴾ ''تمہاری نحوست تمہارے ساتھ ہے'' تمہاری نحوست تم پر لوٹا دی جائے گی۔

(3) یعنی تمہارا شرک اور نافرمانیاں جو عذاب کا موجب بنے اور اس کے واقع ہونے کا سبب بنتی ہیں، تم پر لوٹا دی جائیں گی۔

(4) ﴿اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ﴾ ''کیا اگر تمہیں نصیحت کی جائے؟'' تمہاری نحوست یعنی برے اعمال کا نتیجہ تمہارے ساتھ ہے۔کیا اسے نحوست سمجھتے ہو کہ تمہیں نصیحت کی جائے۔اور تمہیں خالص توحید کی، عبادت کی دعوت دی جائے۔

(5) ﴿بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ﴾ ''بلکہ تم حد سے گزرنے والے لوگ ہو'' یعنی تم اس حد تک زیادتی کرنے والے ہو کہ نصیحت کے مقابلے میں تکبر، دعوت کے مقابلے میں نفرت میں اضافے کے سوا کچھ نہیں۔تم حد سے بڑھ رہے ہو۔اور بے انصافی پر اتر آئے ہو۔

(6) لوگ نصیحتوں کا جواب دھمکیوں، تشدد اور قتل سے دے رہے تھے۔یہی حد سے نکل جانا ہے۔

﴿وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ﴾

''اور شہر کے دور مقام سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا، اُس نے کہا: ''اے میری قوم! رسولوں کی پیروی کرو'' (20)

سوال: ﴿وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ﴾ ''اور شہر کے دور مقام سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا، اُس نے کہا: ''اے میری قوم! رسولوں کی پیروی کرو'' نیک شخص نے رسولوں کی شہادت دی، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى﴾ ''اور شہر کے دور مقام سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا'' شہر کے دور کے علاقے سے آنے والے نیک شخص کو جب یہ خبر ملی کہ بستی والوں نے رسولوں کو قتل کرنے کا ارادہ کر لیا ہے، تو وہ بھاگا رسولوں کی مدد کو آیا اس نے اپنی قوم سے کہا۔

(2) ﴿يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ﴾ ''اُس نے کہا: ''اے میری قوم! رسولوں کی پیروی کرو'' اس نے اپنی قوم کی خیر خواہی کی اور انہیں رسولوں کی پیروی کا حکم دیا۔(3) اس نے رسولوں کی رسالت کی شہادت دی اور کہا ان کی تابعداری کرو اور ان کا کہا مانو۔

﴿اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ﴾

''پیروی کرو اُن کی جو تم سے کوئی اجر نہیں مانگتے اور وہ سیدھا راستہ پانے والے ہیں'' (21)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال:﴿اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا یَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ﴾ ''پیروی کرو اُن کی جو تم سے اجر نہیں مانگتے اور وہ ہدایت یافتہ ہیں'' مخلص رسولوں کی پیروی کرو، آیت کی روشنی میں نیک آدمی کی خیر خواہی کو واضح کریں؟

جواب:(1)﴿اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا یَسْـَٔلُكُمْ﴾ ''پیروی کرو اُن کی جو تم سے اجر نہیں مانگتے'' نیک شخص نے کہا: اس شخص کی پیروی کرو جو تم سے اجرت طلب نہیں کرتا۔ جو تمہارا خیر خواہ ہے۔

(2)﴿وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ﴾ ''اور وہ سیدھا راستہ پانے والے ہیں'' رسول تمہیں اس چیز کی دعوت دیتے ہیں جس میں تمہارے لیے خیر اور برکتیں ہیں۔ جس چیز کا حکم دیتے ہیں اس کے صحیح ہونے پر عقل گواہی دیتی ہے اور جس چیز سے روکتے ہیں اس کے قبیح ہونے پر عقل گواہی دیتی ہے۔ شاید اس شخص کی قوم نے نصیحت قبول نہ کی بلکہ الٹا وہ اسے رسولوں کی اتباع اور اخلاص پر ملامت کرنے لگے۔ (تفسیر سعدی:2240/3)

(3) اس نے کہا رسول خیر خواہ ان کا کہنا مانو گے تو پھلو پھولو گے۔

﴿وَمَا لِیَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِیْ فَطَرَنِیْ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾

''اور مجھے کیا ہے کہ میں اُس ہستی کی عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا اور اُسی کی طرف تم سب لوٹائے جاؤ گے؟'' (22)

سوال1:﴿وَمَا لِیَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِیْ فَطَرَنِیْ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾ ''اور مجھے کیا ہے کہ میں اُس ہستی کی عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا اور اُسی کی طرف تم سب لوٹائے جاؤ گے؟'' نیک شخص نے سب کے سامنے توحید کا اقرار کیا، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَمَا لِیَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِیْ فَطَرَنِیْ﴾ ''اور مجھے کیا ہے کہ میں اُس ہستی کی عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا'' یعنی وہ کون ہے جو مجھے اس کی عبادت سے روک سکتا ہے جس نے مجھے پیدا کیا، جس نے مجھے وجود عطا کیا، جو مجھے رزق دیتا ہے۔

(2)﴿وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾ ''اور جس کی طرف تم سب پلٹائے جاؤ گے؟'' اور اپنی موت کے بعد تم بھی اس کے پاس لوٹ کر جاؤ گے پھر وہ تمہارا حساب کتاب لے گا اور تمہیں تمہارے اعمال کی جزا دے گا جو پیدا کرتا ہے، رزق دیتا ہے، جو آخرت میں فیصلے کرے گا وہی یہ حق رکھتا ہے کہ اس کی عبادت کی جائے۔ (ایسر التفاسیر:1270)

(3) اس میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ترغیب اور اس کے عذاب سے ڈراوا ہے۔ (تفسیر منیر:649/11)

سوال2: مردِ مومن نے اپنی زندگی کو خطرے میں ڈال کر اپنی قوم کی کیسے صحیح راہنمائی کی؟

جواب:(1) مردِ مومن نے اپنی زندگی کو خطرے میں ڈال کر خالق کی طرف توجہ دلائی۔ اُس نے توحید کی دعوت دی کہ آخر کیوں نہ میں اُس ہستی کی عبادت کروں جس نے مجھے پیدا کیا۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(2) مردِ مومن نے خالق کی طرف لوٹ جانے کی حقیقت کو واضح کیا کہ اُسی کی طرف تمہیں لوٹ کر جانا ہے۔

سوال 3: مردِ مومن نے جیسے رب کی طرف دعوت دی ایسی دعوت کون دے سکتا ہے؟

جواب: (1) ایسی دعوت وہ شخص دے سکتا ہے جسے خالق کائنات کا شعور حاصل ہو چکا ہو۔

(2) ایسی دعوت وہ دے سکتا ہے جس نے اپنی زندگی کے مقصد کو پالیا ہو۔

(3) ایسی دعوت وہ شخص دے سکتا ہے جس کی ذات پوری طرح اپنے مقصدِ زندگی اور اپنے رب کے ساتھ جڑ چکی ہو پھر وہ یہ پکار اٹھتا ہے آخر کیوں نہ میں اُس ہستی کی بندگی کروں جس نے مجھے پیدا کیا اور جس کی طرف سب نے لوٹ کر جانا ہے۔

سوال 4: انسان کو اپنے خالق کا شعور کب اور کیسے حاصل ہوتا ہے؟

جواب: (1) انسان کی فطرت خالق کی طرف توجہ کرتی ہے انسان اگر خالق کی طرف توجہ نہیں کرتا تو اس کے بیرونی اسباب ہوتے ہیں۔

(2) انسان خالق کا شعور سچے علم سے اللہ تعالیٰ کے کلام سے اور محمد ﷺ کی احادیث سے حاصل کرسکتا ہے۔ اللہ کی صفات کے علم کے بغیر اس کا سچا شعور نصیب نہیں ہوسکتا۔

(3) انسان کو خالق کا شعور اس وقت حاصل ہوتا ہے جب اس کے دل میں ایمان داخل ہو جائے۔

سوال 5: انسان کو خالق کی طرف لوٹ جانے کا شعور کب اور کیسے حاصل ہوتا ہے؟

جواب: (1) انسان کی فطرت اس بات کو محسوس کرتی ہے کہ آخر کار انسان نے رب کی طرف لوٹنا ہے کیونکہ ہر چیز اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے۔ (2) انسان کو لوٹ جانے کا شعور وحی سے حاصل ہوتا ہے۔

﴿ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً اِنْ يُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا وَّلَا يُنْقِذُوْنِ﴾

”کیا میں اُس کے سوا معبود بنالوں اگر رحمن ارادہ کرے کسی نقصان کا تو نہ اُن کی کوئی سفارش میرے کام آئے گی اور نہ ہی وہ مجھے چھڑا سکیں گے“ (23)

سوال 1: ﴿ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً اِنْ يُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا وَّلَا يُنْقِذُوْنِ﴾ ”کیا میں اُس کے سوا معبود بنالوں اگر رحمن ارادہ کرے کسی نقصان کا تو نہ اُن کی کوئی سفارش میرے کام آئے گی اور نہ ہی وہ مجھے چھڑا سکیں گے“ جھوٹے معبود سفارش نہیں کرسکتے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً﴾ ”کیا میں اُس کے سوا دوسرے معبود بنالوں؟“ کیا میں اس ہستی کو چھوڑ کر جس نے مجھے پیدا کیا، ایسے معبود بنالوں جس کے اختیار میں نہ کوئی نفع ہے، نہ نقصان، نہ ان کے اختیار میں زندگی ہے نہ موت، نہ وہ کسی کو محروم کرسکتے ہیں، نہ عطا کر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سکتے ہیں، نہ وہ سنتے ہیں، نہ دیکھتے ہیں۔

(2)﴿اِنْ يُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا﴾ ''اگر رحمن ارادہ کرے کسی نقصان کا تو نہ اُن کی کوئی سفارش میرے کام آئے گی'' اگر میرا مہربان رب مجھے نقصان پہنچانے کا ارادہ کرلے تو ان کی سفارش میرے کچھ کام نہ آسکے گی۔

(3)﴿وَّلَا يُنْقِذُوْنِ﴾ ''اور نہ ہی وہ مجھے چھڑا سکیں گے'' نہ وہ مجھے اس تکلیف سے چھڑا سکیں گے جو اللہ تعالیٰ مجھے پہچانا چاہے۔

سوال 2: مردمومن نے باطل معبودوں کی بے بسی کی کیسے وضاحت کی؟

جواب: مردمومن نے قوم سے سوال کیا کہ کیا میں خالق کو چھوڑ کر دوسرے معبود بنالوں حالانکہ اگر وہ مجھے نقصان پہنچانا چاہے تو ان کی سفارش نہ مجھے نفع پہنچا سکتی ہے اور نہ وہ مجھے بچا سکیں گے پھر تو یقیناً میں کھلی گمراہی میں ہوں۔

سوال 3: مردمومن خالق کی عبادت کرنے میں خود کو حق بجانب کیوں سمجھتا ہے؟

جواب: خالق کی عبادت کے لیے انسان کی فطرت اسے آمادہ کرتی ہے۔

سوال 4: مردمومن غیراللہ کی عبادت کے لیے کیوں تیار نہیں تھا؟

جواب: (1) انسان کی فطرت اس سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ اپنے خالق کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرے۔

(2) انسان جب معبودان غیراللہ میں کمزوری پاتے ہوں کہ وہ کسی کی مدد نہیں کر سکتے جب کہ خالق گمراہی کی سزا دینا چاہے تو غیراللہ کی عبادت کے لیے تیار نہیں ہوسکتا یہ معاملہ مردمومن کا تھا۔

سوال 5: مردمومن نے غیراللہ کی عبادت پر تکذیب اور تشدد پر آمادہ لوگوں کے سامنے کیسے فطری فیصلہ دیا؟

جواب: (1) مردمومن نے یہ فیصلہ دیا تھا کہ اگر میں غیراللہ کی عبادت کروں تو میں گمراہ ہوجاؤں گا یہ تو نہایت گھاٹے کا سودا ہے۔

(2) مردمومن نے یہ فیصلہ اس لیے دیا کہ اس کا دل ایمان سے بھر چکا تھا اور اب کوئی دھمکی اس پر اثر انداز نہیں ہو رہی تھی۔

﴿اِنِّيْٓ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾

''یقیناً میں تب ضرور کھلی گمراہی میں ہوں گا'' (24)

سوال 1: ﴿اِنِّيْٓ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾ ''یقیناً میں تب ضرور کھلی گمراہی میں ہوں گا'' جھوٹے معبودوں کی عبادت گمراہی ہے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿اِنِّيْٓ اِذًا﴾ ''یقیناً میں تب'' یعنی اگر میں نے جھوٹے معبودوں کی عبادت کی جو نہ نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان سے بچا سکتے ہیں۔

(2)﴿لَّفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾ ''ضرور کھلی گمراہی میں ہوں گا'' اگر میں بے بس اور محتاج معبود بنالوں جو مجھے دکھوں اور تکلیفوں سے نہیں بچا سکتے تب تو میں کھلی گمراہی میں مبتلا ہوجاؤں گا۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(3)اس کے اس تمام کلام میں ان کی خیر خواہی، رسولوں کی رسالت کی گواہی اور رسولوں کی خبر پر صرف اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کے تعین کے ذریعے سے ہدایت کو اختیار کرنا جمع ہے، نیز اس میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے دلائل، غیر اللہ کی عبادت کا بطلان، اس کے دلائل و براہین، غیر اللہ کی عبادت کرنے والوں کی گمراہی کی خبر اور قتل کے خوف کے باوجود اس مرد صالح کے ایمان کے اعلان کا ذکر ہے۔(تفسیر سعدی:2242/3)

﴿اِنِّیْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ﴾

''یقیناً میں تمہارے رب پر ایمان لایا ہوں چنانچہ میری بات سنو!''(25)

سوال 1:﴿اِنِّیْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ﴾''یقیناً میں تمہارے رب پر ایمان لایا ہوں چنانچہ میری بات سنو!'' رب پر ایمان لانے کے اعلان کی وضاحت آیت کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿اِنِّیْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ﴾''یقیناً میں تمہارے رب پر ایمان لایا ہوں چنانچہ میری بات سنو!'' ''یعنی میں یقیناً تمہارے اس پروردگار پر ایمان لا چکا ہوں جس نے تمہاری تخلیق کی۔ چنانچہ میری بات غور سے سنو! اور میری نصیحت پر عمل پیرا ہو جاؤ!'' (صفوۃ التفاسیر:8/3)

(2)اس نے کہا! اے میری قوم میں تو اپنے رب پر ایمان لا چکا جس کو تم نہیں مانتے بس تم میری یہ بات سن لو۔

(3)اس نے کہا اے مقدس رسولو! میں تمہارے رب پر جس نے تم کو رسول بنا کر بھیجا، ایمان لے آیا۔ تم اللہ کے پاس میری گواہی دینا۔

(4)سیدنا وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جب اس مومن بندہ نے ان سے کہا تو وہ سارے اس ایک آدمی پر اس کو ضعیف اور کمزور جانتے ہوئے اس پر ٹوٹ پڑے حتی کہ قتل کر دیا اور کسی نے اس کا دفاع نہ کیا۔(جامع البیان:167/22)

(5)سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے اس مومن بندے کو پاؤں سے روندروند کے پاخانہ نکال دیا۔ معاذ اللہ (جامع البیان:167/22)(6)حسن رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اس کے گلے کو پھاڑ کر شہر کی فصیل سے لٹکا دیا۔ اس کی قبر انطاکیہ میں موجود ہے۔(قرطبی:16/8)

(7)سیدنا عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ حضور اگر اجازت دیں تو میں اپنی قوم میں تبلیغ دین کے لیے جاؤں اور انہیں دعوت اسلام دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں قتل کر دیں؟ جواب دیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کا تو خیال تک نہیں۔ انہیں مجھ سے اس قدر الفت وعقیدت ہے کہ میں سویا ہوا ہوں تو وہ مجھے جگائیں گے بھی نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا پھر جایئے، یہ چلے، جب لات عزیٰ کے بتوں کے پاس سے ان کا گذر ہوا تو کہنے لگے اب تمہاری شامت آ گئی قبیلہ ثقیف بگڑ بیٹھا۔ انہوں نے کہنا شروع کیا کہ اے میری قوم کے لوگو! تم ان بتوں کو ترک کرو یہ لات وعزیٰ دراصل کوئی چیز نہیں، اسلام قبول کرو تو سلامتی حاصل ہوگی، اے میرے بھائی بندو! یقین مانو کہ یہ بت کچھ حقیقت نہیں رکھتے، ساری بھلائی اسلام میں ہے وغیرہ۔ ابھی تو تین ہی مرتبہ صرف اس کلمہ کو دوہرایا تھا جو ایک بدنصیب تن جلے نے دور سے ایک تیر چلایا جو رگ اکحل پر لگا اور اسی وقت شہید ہو گئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب یہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

خبر پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ ایسا ہی تھا جیسے سورۂ یٰسین والا جس نے کہا تھا کاش کہ میری قوم میری مغفرت وعزت کو جان لیتی۔

(تفسیر ابن کثیر:4/342)(الاساس فی التفسیر:8/4629،4630)

(8) سیدنا کعب احبار رضی اللہ عنہ کے پاس جب حبیب بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ کا ذکر آیا جو قبیلہ بنو مازن بن نجار سے تھے جنہیں یمامہ میں مسیلمہ کذاب ملعون نے شہید کر دیا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم یہ حبیب بھی اسی حبیب کی طرح تھے جن کا ذکر سورۂ یٰسین میں ہے، ان سے اس کذاب نے حضور ﷺ کے بارے میں دریافت کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بے شک اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔ اس نے کہا میری نسبت بھی تو گواہی دیتا ہے کہ میں رسول اللہ ہوں؟ تو سیدنا حبیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نہیں سنتا۔ اس نے کہا محمد (ﷺ) کی نسبت تو کیا کہتا ہے؟ جواب دیا کہ میں ان کی سچی رسالت کو مانتا ہوں، اس نے پھر پوچھا میری رسالت کی نسبت کیا کہتا ہے؟ جواب دیا کہ میں نہیں سنتا اس ملعون نے کہا ان کی نسبت تو سن لیتا ہے اور میری نسبت بہرا بن جاتا ہے۔ ایک مرتبہ پوچھتا اور ان کے اس جواب پر ایک عضو بدن کٹوا دیتا پھر یہی پوچھتا پھر یہی جواب پاتا پھر ایک عضو بدن کٹواتا اسی طرح جسم کا ایک ایک جوڑ کٹوا دیا اور وہ اپنے سچے اسلام پر آخری دم تک قائم رہے اور جو جواب پہلے تھا وہی آخر تک رہا یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ (تفسیر ابن کثیر:4/342)(الاساس فی التفسیر:8/4630)

سوال 2: مردِ مومن نے اپنے ایمان کا آخری اعلان کیسے کیا؟

جواب: مردِ مومن نے انتہائی اطمینان کے ساتھ اپنے ایمان کا اعلان کیا کہ میں تو تمہارے رب پر ایمان لایا ہوں اس لیے میری بات سن لو یعنی تم بھی ایمان لے آؤ اس طرح اس نے ایک طرف رسولوں کو اپنے ایمان پر گواہ ٹھہرایا اور دوسری طرف اپنی استقامت کا اظہار کیا کہ جو میں نے کرنا تھا کر لیا اب جو تم کرنا چاہتے ہو وہ تم کر لو۔

﴿قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ۭ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ﴾

"کہا گیا: "جنت میں داخل ہو جاؤ!" اُس نے کہا: "اے کاش میری قوم جان جاتی!"" (26)

سوال 1: ﴿قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ۭ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ﴾ "کہا گیا: "جنت میں داخل ہو جاؤ!" اُس نے کہا: "اے کاش میری قوم جان جاتی!" کاش میری قوم جان جاتی، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ﴾ "کہا گیا: "جنت میں داخل ہو جاؤ!" فرشتوں نے موت کے وقت کہا: جنت میں داخل ہو جاؤ۔

(ایسر التفاسیر:1270)

(2) سیدنا مجاہد رحمہ اللہ ﴿قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ﴾ کے بارے میں کہتے ہیں کہ ﴿وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ﴾ کہ جنت اس کے لئے واجب ہو گئی۔ یہ اس وقت کہا جب اس نے بدلہ دیکھ لیا۔ (جامع البیان:22/167)

(3) جب وہ مومن بندہ جنت میں داخل ہوا تو اس نے اپنی آنکھوں سے اس کا نظارہ کیا جو اللہ نے اسے عزت و شرف بخشا یہ اس کے ایمان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اوراس پر صبر کی وجہ سے حاصل ہوا۔(جامع البیان:22/167)

(4)﴿قِيْلَ﴾ ’’کہا گیا‘‘اس شخص سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہا گیا﴿ادْخُلِ الْجَنَّةَ﴾ ’’جنت میں داخل ہو جاؤ!‘‘اس نے اپنی توحید پرستی اور اخلاص فی الدین کی بنا پر اللہ تعالیٰ کے ہاں حاصل ہونے والے اکرام وتکریم کی خبر دیتے ہوئے اور اپنے مرنے کے بعد بھی اسی طرح اپنی قوم کی خیر خواہی کرتے ہوئے جیسے زندگی میں کیا کرتا تھا۔(تفسیر سعدی:3/2242)

(5)﴿قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ﴾ ’’اس نے کہا اے کاش میری قوم جان جاتی!‘‘جب اس شخص نے جنت میں اپنا ٹھکانہ دیکھ لیا تو آرزو کی کاش میری قوم کو بھی ان نعمتوں کا علم ہو جاتا۔

(6)اس نے کہا!کاش!میری قوم کو علم ہو جاتا کہ کن امور کی بنا پر میرے رب نے مجھے بخش دیا اور مجھ سے عذابوں کو دور کر دیا۔

(7)قتادہ نے کہا۔قوم کے لوگ انہیں پتھر مارتے رہے اور وہ کہتے رہے:﴿اللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِيْ فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ. فَلَمْ يَزَالُوْا بِهٖ حَتّٰى مَاتَ رَحِمَهُ اللهُ﴾ ’’اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے وہ جانتے نہیں۔وہ یہی کہتے رہے یہاں تک کہ وفات پا گئے۔(تفسیر منیر:11/657)

(8)سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:’’جب تم میں سے کوئی آدمی مرجاتا ہے تو صبح وشام اس کا ٹھکانہ اس پر پیش کیا جاتا ہے اگر وہ جنت والوں میں سے ہے تو جنت والوں کا مقام اور اگر وہ دوزخ والوں میں سے ہوتا ہے تو دوزخ والوں کا مقام اسے دکھایا جاتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا ٹھکانہ ہے جب تک کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تجھے اٹھا کر اس جگہ نہ پہنچا دے۔‘‘(مسلم:7211)

سوال2:مرد مومن کی دعوت کا کیا اثر ہوا؟

جواب:مرد مومن کی دعوت توحید کے جواب میں قوم نے قتل کر دیا۔

سوال3:مرد مومن کو کس عمل کی وجہ سے جنت میں داخل کر لیا گیا؟

جواب:مرد مومن نے اپنی قیمتی زندگی خطرے میں ڈال کر پیغمبروں کی دعوت کی تاکید کی تھی جس کی وجہ سے اُسے جنت میں داخل کر دیا گیا۔

سوال4:جنت میں داخل ہونے کے بعد بھی مرد مومن کی کیا خواہش تھی؟

جواب:(1)مرد مومن کی جنت میں داخلے کے بعد بھی یہ خواہش تھی کہ کاش لوگ جان لیتے کہ میرا انجام کیا ہے کس وجہ سے مجھے معاف کر کے عزت کا مقام دیا گیا۔

(2)مرد مومن اپنی قوم کی ہر حال میں خیر خواہی چاہتا ہے یہ ایک سچے مومن کی تصویر ہے وہ لوگوں کے ظالمانہ سلوک کے باوجود ان کا خیر خواہ ہوتا ہے۔

﴿بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ﴾

’’میرے رب نے کس چیز کی وجہ سے مجھے بخش دیا اور مجھے باعزت لوگوں میں شامل کر دیا‘‘(27)

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com

سوال 1: ﴿بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ﴾ ''میرے رب نے کس چیز کی وجہ سے مجھے بخش دیا اور مجھے باعزت لوگوں میں شامل کر دیا'' کاش میری قوم کو ایمان کے نتائج پتہ چل جاتے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ﴾ ''میرے رب نے کس چیز کی وجہ سے مجھے بخش دیا'' ابی مجلز کا قول ہے ﴿بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ﴾ کہ یہ مغفرت میرے رب پر ایمان لانے اور اس کے رسولوں کی تصدیق کرنے کی وجہ سے ہوئی۔ واللہ اعلم۔ (جامع البیان: 168/22)

(2) اس شخص نے زندگی میں بھی قوم کی خیر خواہی کی اور مرنے کے بعد بھی۔ (ابن ابی حاتم)

(3) یعنی ایمان، توحید اور صبر کی وجہ سے میرے رب نے مجھے بخش دیا اور مجھے باعزت لوگوں میں شامل فرمایا۔ (ایسر التفاسیر: 1270)

(4) ﴿وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ﴾ ''اور مجھے باعزت لوگوں میں شامل کر دیا'' اور مختلف انواع کی مسرتوں اور ثواب کے ذریعے سے مجھے اکرام بخشا۔ اگر ان تمام امور کا علم میری قوم کے دلوں تک پہنچ جائے تو وہ کبھی بھی اپنے شرک پر قائم نہ رہے۔ (تفسیر سعدی: 2242/3)

(5) اس شخص نے کہا! میں دنیا میں اپنے رب پر ایمان لایا تھا اور اس کے رسولوں کی تصدیق کی تھی۔ اس کا مجھے آخرت میں یہ بدلہ ملا کہ کیسے کیسے جلیل الشان انعامات اور اعزازات سے نوازا جا رہا ہوں کاش! میری قوم کو ایمان اور تصدیق کے یہ نتائج معلوم ہو جائیں۔ اگر انہیں یہ ثواب بیکراں یہ اجر غیر منقطع اور یہ دائمی اجر معلوم ہو جائیں تو شاید وہ بھی رسولوں کے پیروکار بن جائیں۔ اللہ ان پر رحم فرمائے اور ان سے راضی ہو جائے۔ آپ دل سے قوم کی ہدایت کے خواہش مند تھے۔ (مختصر ابن کثیر 1660/2)

(6) سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم بقیع غرقد میں ایک جنازہ کے ساتھ تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپ بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ کے گرد بیٹھ گئے۔ آپ کے پاس ایک چھڑی تھی۔ آپ سر جھکائے چھڑی سے زمین پر لکیریں لگانے لگے، پھر فرمانے لگے: تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے اور کوئی بھی جان ایسی نہیں ہے کہ جس کا ٹھکانا اللہ نے جنت یا جہنم میں نہ لکھ دیا ہو اور یہ نہ لکھ دیا ہو کہ وہ نیک بخت ہے یا بد بخت ہے۔ ایک شخص بولا، یا رسول اللہ! پھر ہم اپنے لکھے ہی پر کیوں نہ بھروسہ کر لیں اور عمل چھوڑ دیں؟ (یعنی تقدیر کے روبرو عمل کرنا بے فائدہ ہے کہ ہو گا تو وہی جو قسمت میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو نیک بختوں میں سے ہے وہ نیکیوں والے کاموں کی طرف چلے گا اور جو بد بختوں میں سے ہے وہ بد بختوں والے کاموں کی طرف چلے گا۔ (مسلم: 6731)

سوال 2: مرد مومن نے اپنی قوم کے ایمان لانے اور اللہ کی مغفرت کا مستحق بننے کے لئے قوم کی کیسے خیر خواہی کی؟

جواب: مرد مومن نے اس جہان سے گزر کر بھی یہ چاہا کہ لوگ جان لیں میرے رب نے کس وجہ سے میری مغفرت فرما دی یعنی کاش لوگ ایک رب کی عبادت کی حقیقت کو سمجھ جائیں اور کاش انہیں یہ پتہ چل جائے کہ میرے رب نے مجھے معزز لوگوں میں شامل کر لیا ہے تاکہ وہ بھی اس عزاز کو حاصل کرنے کے لئے ایمان لے آئیں۔

﴿وَمَا أَنْزَلْنَا عَلٰى قَوْمِهٖ مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِيْنَ﴾

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

''اور اُس کے بعد اُس کی قوم پر ہم نے آسمان سے کوئی فوج نہیں اُتاری اور نہ ہی ہم اُتارنے والے تھے'' (28)

سوال 1: ﴿وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى قَوْمِهٖ مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِيْنَ﴾ ''اور اُس کے بعد اُس کی قوم پر ہم نے آسمان سے کوئی فوج نہیں اُتاری اور نہ ہی ہم اُتارنے والے تھے'' اللہ تعالیٰ کے ولی کی شہادت پر عذاب آ گیا، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى قَوْمِهٖ مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِيْنَ﴾ ''اور اُس کے بعد اُس کی قوم پر ہم نے آسمان سے کوئی فوج نہیں اُتاری اور نہ ہی ہم اُتارنے والے تھے'' اللہ کے ولی کی شہادت پر عذاب آ گیا یعنی جن لوگوں نے اللہ کے ولی کو قتل کر دیا ان پر اللہ تعالیٰ کا غصہ بھڑک اٹھا اور اس نے ان کی قوم سے انتقام لیا کیونکہ انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا تھا اور اس اللہ کے ولی کو شہید کر ڈالا تھا تو حق تعالیٰ نے ان پر آسمان سے فرشتے نہیں اتارے کہ وہ انہیں آ کر تباہ کریں اور نہ ہی کسی کو تباہ کرنے کے لیے آسمانی لشکر کے اتارنے کی ضرورت پڑتی ہے بلکہ اس کا تو حکم ہی کافی ہے۔ (مختصر ابن کثیر: 1660/2)

(2) یعنی ہم ان کے عذاب دینے کے لیے کسی تکلف کے محتاج نہیں کہ ہمیں ان کو ہلاک اور تلف کرنے کے لیے آسمان سے فوج اتارنی پڑے۔ کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے اقتدار کی عظمت اور بنی آدم کی شدت ضعف کی بنا پر اللہ تعالیٰ کو آسمان سے فوج اتارنے کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ادنیٰ سا عذاب بھی ان کے لیے کافی ہے۔ (تفسیر سعدی: 2242/3)

(3) سیدنا قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''ما انزلنا علی قومہ من بعدہ من جند من السماء وما کنا منزلین'' اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے ان کے قتل کے بعد ان کی قوم پر کوئی عذاب (خفگی) نازل نہیں کیا سوائے ایک چیخ کے وہ سارے کے سارے اس سے ملیا میٹ ہو کر راکھ بن گئے۔ (جامع البیان: 23/3)

(4) امام رازی کا فرمان ہے: ''اس کے بعد آسان ترین صورت میں ان کی جلد ہلاکت کی طرف اشارہ ہے وہ اس لیے کہ ان کی ہلاکت کے لیے اللہ تعالیٰ کسی قسم کے لاؤ لشکر بھیجنے کا محتاج نہیں ہے۔'' (تفسیر قاسمی: 66/14)

سوال 2: رسولوں کے مقابلے میں ڈٹ جانے والوں کا کیا انجام ہوا؟

جواب: ان لوگوں کے خلاف لشکر کشی نہ کی گئی بس ایک دھماکے سے سب بجھ کر رہ گئے۔

﴿اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ خٰمِدُوْنَ﴾

''وہ محض ایک ہی چیخ تھی پس اچانک وہ سب بجھے ہوئے تھے'' (29)

سوال 1: ﴿اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ خٰمِدُوْنَ﴾ ''وہ محض ایک ہی چیخ تھی پس اچانک وہ سب بجھے ہوئے تھے'' ان

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کے دل سینوں میں پارہ پارہ ہو گئے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿اِنۡ كَانَتۡ اِلَّا صَيۡحَةً وَّاحِدَةً﴾ ''وہ محض ایک ہی چیخ تھی'' یعنی وہ سیدنا جبرائیل علیہ السلام کی چنگھاڑ تھی۔

(2)﴿فَاِذَا هُمۡ خٰمِدُوۡنَ﴾ ''اچانک وہ سب بجھے ہوئے تھے'' یعنی وہ سب کے سب مر گئے۔

(3) ان کے دل ان کے سینوں میں پارہ پارہ ہو گئے۔ وہ اس چنگھاڑ کی آواز سے گھبرا اٹھے اور بے جان ہو گئے۔ اس تکبر کے بعد ان کی کوئی آواز نہ تھی نہ ان کے اندر کوئی حرکت تھی۔ اشرف المخلوقات کے مقابلے میں ظلم، تکبر، جبر اور ان کے ساتھ بدکلامی کے بعد ان میں زندگی کے آثار تک نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر رحمت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: ﴿يٰحَسۡرَةً عَلَى الۡعِبَادِ‌ ۚ مَا يَاۡتِيۡهِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا كَانُوۡا بِهٖ يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ﴾ ''ہائے افسوس بندوں پر! اُن کے پاس کوئی رسول نہیں آیا مگر وہ اُس کا مذاق ہی اُڑاتے رہے ہیں'' یعنی ان کی بدبختی کتنی بڑی، ان کا عناد کتنا طویل اور ان کی جہالت کتنی شدید ہے کہ وہ اس قبیح صفت سے متصف ہیں جو ہر بدبختی، ہر عذاب اور ہر سزا کا سبب ہے (تفسیر سعدی: 2242/3)

(4) بغوی نے لکھا انطاکیہ والوں نے جب حبیب کو شہید کر دیا تو اللہ تعالیٰ کا غضب جوش میں آ گیا اور فوری عذاب اس نے نازل کر دیا۔ سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے بحکم الٰہی ایک چیخ ماری جس سے سب مر گئے۔ (قرطبی: 17/8)

(5) یعنی ایک گرج دار آواز سے ہی سب کے پتے پانی ہو گئے اور سب مرے کے مرے رہ گئے۔ بادشاہ اپنے محل میں اور رعایا اپنے گھروں میں دم کے دم میں لوٹ پوٹ ہو گئے اور روئے زمین میں ایسے فنا ہوئے کہ ان میں سے ایک بھی تو نہیں بچا۔ سب کی زندگی کے شعلے آن کی آن میں بجھ گئے۔ (سیرت ابن اسحٰق)

سوال 2: سرکش لوگ کیسے بجھ کر رہ گئے؟

جواب: ایک دھماکہ ہوا پھر سخت چیخ اُٹھی اور سب بجھ کر رہ گئے۔

سوال 3: یہ چیخ کس کی تھی؟

جواب: یہ سیدنا جبرئیل علیہ السلام کی چیخ تھی جس سے سب کے جسموں سے روحیں نکل گئیں اور وہ بجھی آگ کی طرح ہو گئے۔

﴿يٰحَسۡرَةً عَلَى الۡعِبَادِ‌ ۚ مَا يَاۡتِيۡهِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا كَانُوۡا بِهٖ يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ﴾

''ہائے افسوس بندوں پر! اُن کے پاس کوئی رسول نہیں آیا مگر وہ اُس کا مذاق ہی اُڑاتے رہے ہیں'' (30)

سوال 1: ﴿يٰحَسۡرَةً عَلَى الۡعِبَادِ‌ ۚ مَا يَاۡتِيۡهِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا كَانُوۡا بِهٖ يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ﴾ ''ہائے افسوس بندوں پر! اُن کے پاس کوئی رسول نہیں آیا مگر وہ اُس کا مذاق ہی اُڑاتے رہے ہیں'' ہائے افسوس! بندوں کے حال پر، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿یٰحَسْرَةً عَلَی الْعِبَادِ﴾ ''ہائے افسوس بندوں پر'' ہائے افسوس! بندوں کے حال پر۔قیامت کے دن وہ خود افسوس کریں گے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے دین پر عمل کیوں نہ کیا اس کے احکامات کیوں ضائع کیے۔

(2)﴿مَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ﴾ ''ان کے پاس کوئی رسول نہیں آیا مگر وہ اُس کا مذاق ہی اُڑاتے رہے ہیں'' قیامت کے دن جب لوگ عذاب کا مشاہدہ کریں گے تو کس کس طرح سے پچھتائیں گے کہ ہائے انہوں نے رسولوں کو کیوں جھٹلایا تھا؟ کیوں انہوں نے رسولوں کو مذاق کا نشانہ بنایا تھا۔

(3)اللہ تعالیٰ کے فرمان﴿یٰحَسْرَةً عَلَی الْعِبَادِ﴾ کے بارے میں سیدنا قتادہ سے مروی ہے ان جانوں پر تاسف ہو! جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی پامالی کی اور ذات الٰہی کے بارے میں کوتاہی سے کام لیا۔(الاساس فی التفسیر:4627/8)

(4)اللہ تعالیٰ کے فرمان﴿یٰحَسْرَةً عَلَی الْعِبَادِ﴾ کے بارے میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ ندامت وشرمندگی اُن بندوں کے لیے ہے جن کا یہ مزاج بن چکا ہو کہ ان کے پاس جو بھی رسول آیا، اس کا مذاق ہی اڑاتے رہے تھے۔مزید کہتے ہیں:''ان پر تا قیام قیامت پشیمانگی ہے۔''(الدر المنثور:55،54/7)(ابن ابی حاتم:3193/10)

(5)یعنی ان کی بدبختی کتنی بڑی، ان کا عناد کتنا طویل اور ان کی جہالت کتنی شدید ہے کہ وہ ایسی قبیح صفت سے متصف ہیں جو ہر بدبختی، ہر عذاب اور سزا کا سبب ہے۔(سعدی:2243/3)

سوال2:اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر حسرت کا اظہار کیسے کیا ہے؟

جواب:ہائے افسوس بندوں کے حال پر جو رسول بھی ان کے پاس آیا اس کا مذاق ہی اڑاتے رہے۔

سوال3:حسرت کسے کہتے ہیں؟

جواب:حسرت ایک نفسیاتی کیفیت ہے جس میں انسان کو شدید افسوس ہوتا ہے لیکن وہ اپنے حالات بدلنے پر قدرت نہیں رکھتا بس دیکھ کر کڑھتا ہے اور اذیت برداشت کرتا ہے۔

سوال4:حسرت تو انسانی کیفیت ہے اللہ تعالیٰ صاحب اختیار ہے جو چاہے کر سکتا ہے پھر بھی اُس نے حسرت کا اظہار کیا اس کی حقیقت واضح کریں؟

جواب:اللہ کو بندوں کے ایمان نہ لانے کی حسرت نہیں ہوتی بس لوگ قابل حسرت ہیں قابل افسوس ہیں لوگ اپنی گمراہی کی وجہ سے ہمیشہ کی مصیبت میں مبتلا ہونے والے ہیں اس لئے قابل رحم ہیں۔

سوال5:پیغمبروں کا مذاق کیوں اُڑایا گیا؟

جواب:پیغمبروں کو لوگ حقیر سمجھتے ہیں اپنے زمانے کے لوگ کم حیثیت سمجھتے ہیں اس لئے مذاق اُڑاتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿اَلَمۡ یَرَوۡا کَمۡ اَہۡلَکۡنَا قَبۡلَہُمۡ مِّنَ الۡقُرُوۡنِ اَنَّہُمۡ اِلَیۡہِمۡ لَا یَرۡجِعُوۡنَ﴾

''کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ کتنی ہی قومیں ہم نے اُن سے پہلے ہلاک کر دیں؟ یقیناوہ اُن کی طرف پلٹ کر نہیں آئے'' (31)

سوال 1: ﴿اَلَمۡ یَرَوۡا کَمۡ اَہۡلَکۡنَا قَبۡلَہُمۡ مِّنَ الۡقُرُوۡنِ اَنَّہُمۡ اِلَیۡہِمۡ لَا یَرۡجِعُوۡنَ﴾ ''کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ کتنی ہی قومیں ہم نے اُن سے پہلے ہلاک کر دیں؟ یقیناوہ اُن کی طرف پلٹ کر نہیں آئے'' انہوں نے گزشتہ قوموں کی ہلاکت سے عبرت نہیں پکڑی، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اَلَمۡ یَرَوۡا﴾ ''کیا انہوں نے نہیں دیکھا'' کیا اہل مکہ نے نہیں دیکھا۔

(2) ﴿کَمۡ اَہۡلَکۡنَا قَبۡلَہُمۡ مِّنَ الۡقُرُوۡنِ﴾ ''کہ کتنی ہی قومیں ہم نے اُن سے پہلے ہلاک کر دیں'' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کیا انہوں نے انبیاء ورسل کی تکذیب کرنے والی گزشتہ قوموں کو دیکھ کر عبرت نہیں پکڑی، جن کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک کر ڈالا، ان پر عذاب کا کوڑا برسایا اور وہ سب ہلاک اور برباد ہو گئیں۔ (سعدی: 2243/3)

(3) یعنی کیا انہوں نے قوم نوح، عاد، ثمود اور اصحاب مدین کی تباہی کو نہیں دیکھا۔

(4) ﴿اَنَّہُمۡ اِلَیۡہِمۡ لَا یَرۡجِعُوۡنَ﴾ ''یقیناوہ اُن کی طرف پلٹ کر نہیں آئے'' وہ دنیا میں بار بار لوٹ کر آنے کی تمنا کریں گے مگر واپس نہیں بھیجے جائیں گے۔ دنیا میں تو جہالت کی وجہ سے گمان کرتے تھے۔ ﴿اِنۡ ہِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنۡیَا نَمُوۡتُ وَنَحۡیَا وَمَا نَحۡنُ بِمَبۡعُوۡثِیۡنَ﴾ ''نہیں ہے یہ مگر ہماری دنیا کی زندگی، ہم یہیں مرتے اور جیتے ہیں اور ہم ہرگز اُٹھائے جانے والے نہیں ہیں'' (المومنون: 37)

سوال 2: اہل مکہ کو اللہ تعالیٰ نے کیسے تنبیہ کی ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے اہل مکہ کو رسالت کی تکذیب کی وجہ سے تنبیہ کی ہے کہ جیسے پچھلی قومیں تباہ ہوئیں یہ بھی ہو سکتے ہیں اور وہ دوبارہ لوٹ کر نہیں آئے۔

سوال 3: انسان اپنے جیسے انسانوں کی ہلاکتیں دیکھنے کے باوجود پھر اُسی راستے پر کیوں چلنا چاہتا ہے؟

جواب: ایک جانور دوسرے جانور کی موت سے کانپ اُٹھتا ہے اور استطاعت کے مطابق کوشش کرتا ہے کہ بچ جائے لیکن انسان اپنے غرور وتکبر اور لاپرواہی کی وجہ سے دھوکہ کھاتا ہے اور ہلاک ہونے والوں کے راستے پر چلتا ہے۔

﴿وَاِنۡ کُلٌّ لَّمَّا جَمِیۡعٌ لَّدَیۡنَا مُحۡضَرُوۡنَ﴾

''اور یہ سب ہمارے پاس حاضر کیے جانے والے ہیں'' (32)

سوال 1: ﴿وَاِنۡ کُلٌّ لَّمَّا جَمِیۡعٌ لَّدَیۡنَا مُحۡضَرُوۡنَ﴾ ''اور یہ سب ہمارے پاس حاضر کیے جانے والے ہیں'' تمام زمانوں کے لوگ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کے پاس حاضر کیے جانے والے ہیں، آیت کی رشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿وَاِنْ كُلٌّ﴾ ''اور یہ سب'' یعنی ہلاک ہونے والی ساری قومیں، سارے لوگ۔

(2) ﴿لَّمَّا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ﴾ ''ہمارے پاس حاضر کیے جانے والے ہیں'' یعنی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے حساب دینے کے لیے حاضر کیے جائیں گے، مومن نجات پائیں گے اور کافر ہلاک ہو جائیں گے۔

(3)﴿وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ ۭ اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ﴾ ''اور یقیناً آپکا ربّ ان سب کو جب (وقت آئے گا) ان کے اعمال کا یقیناً پورا پورا بدلہ دے گا۔ یقیناً وہ پوری طرح باخبر ہے اُس سے جو وہ کرتے ہیں'' (ہود:111)

(4)﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا﴾ ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا اور اگر ایک نیکی ہوئی تو اس کو دوگنا کر دے گا اور اپنے پاس سے بہت بڑا اجر عطا فرمائے گا'' (النساء:40)

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے اگلے پچھلے انسانوں کے بارے میں کیا تنبیہہ کی ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو تنبیہہ کی ہے کہ تمام لوگ اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے اور ان سے حساب کتاب لیا جائے گا۔

رکوع نمبر 3

﴿وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ ښ اَحْيَيْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ﴾

''اور اُن کے لیے ایک نشانی مردہ زمین ہے، ہم نے اُسے زندہ کیا اور ہم نے اُس میں سے اناج نکالا تو اُس میں سے وہ کھاتے ہیں'' (33)

سوال 1: وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ ښ اَحْيَيْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ ﴾ ''اور اُن کے لیے ایک نشانی مردہ زمین ہے، ہم نے اُسے زندہ کیا اور ہم نے اُس میں سے اناج نکالا تو اُس میں سے وہ کھاتے ہیں'' اللہ تعالیٰ کی قدرت اور زندگی بعد موت پر دلیل کی وضاحت آیت کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿ وَاٰيَةٌ لَّهُمُ﴾ ''اور اُن کے لیے ایک نشانی ہے'' یعنی موت کے بعد دوبارہ زندہ اٹھائے جانے، حشر اور حساب کے لیے رب العزت کے حضور کھڑے ہونے اور اعمال کی جزا سزا پر دلیل ہے۔ (2) یعنی اللہ تعالیٰ کے وجود، اس کے کمال قدرت پر دلیل ہے۔

(3) ﴿الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ﴾ ''مردہ زمین'' جس پر گھاس کا ایک تنکا نہیں ہوتا، جہاں دھول اڑتی ہے وہاں اللہ تعالیٰ بارش برسا دیتا ہے تو وہ لہلہانے لگتی ہے۔

(4)﴿اَحْيَيْنٰهَا﴾ ''ہم نے اُسے زندہ کیا'' یعنی اللہ تعالیٰ زمین کے مردہ ہو جانے کے بعد اسے زندہ کرتا ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(5)﴿يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ وَكَذَٰلِكَ تُخْرَجُونَ﴾ ''وہ مُردہ میں سے زندہ کو نکالتا ہے اور زندہ میں سے مُردہ کو نکالتا ہے۔ اور وہ زمین کو اُس کی موت کے بعد زندہ کرتا ہے۔ اور ایسے ہی تم نکالے جاؤ گے۔'' (الروم:19)

(6)﴿وَأَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَأْكُلُونَ﴾ ''اور ہم نے اُس میں سے اناج نکالا تو اُس میں سے وہ کھاتے ہیں'' اللہ تعالیٰ اس زمین سے زرعی اجناس اور نفیس قسم کے عمدہ جوڑے پیدا کرتا ہے جنہیں لوگ اور جانور خوراک کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ اس طرح تمہارے لیے اور تمہارے جانوروں کے لیے رزق پیدا کرتا ہے۔

(7) مردہ زمین کو زندہ کرنا، اس سے اناج اگانا، اللہ تعالیٰ کی توحید، اس کی قدرت اور الوہیت پر دلیل ہے۔ (فتح القدیر:4/462)

سوال 2: مردہ زمین کس چیز کی نشانی ہے؟

جواب: (1) مردہ زمین میں زندگی کے آثار یعنی زرخیز مٹی کا جمع ہونا اللہ تعالیٰ کی رحمت کی نشانی ہے۔

(2) مردہ زمین میں پانی، دھوپ، ہوا کا انتظام اللہ تعالیٰ کی رحمت کی نشانی ہے۔

(3) مردہ زمین میں اُگنے والے بیج کے اندر نشوونما کی صلاحیت اللہ تعالیٰ کی رحمت کی نشانی ہے۔

(4) مردہ زمین کو زندہ کر کے اس سے سبزیاں اور پھل نکالنا اللہ تعالیٰ کی رحمت کی نشانی ہے۔

(5) مردہ زمین کے سارے نظام انسان کے بنائے بغیر بنے ہیں۔ کسی چیز کو وجود میں لانا اس کو قائم رکھنا یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی نشانی ہے۔

﴿وَجَعَلْنَا فِيهَا جَنَّاتٍ مِّن نَّخِيلٍ وَأَعْنَابٍ وَفَجَّرْنَا فِيهَا مِنَ الْعُيُونِ﴾

''اور ہم نے اُس میں کھجوروں اور اناروں کے باغ بنائے اور ہم نے اُس میں کئی چشمے پھاڑ کر جاری کر دیے'' (34)

سوال 1: ﴿وَجَعَلْنَا فِيهَا جَنَّاتٍ مِّن نَّخِيلٍ وَأَعْنَابٍ وَفَجَّرْنَا فِيهَا مِنَ الْعُيُونِ﴾ ''اور ہم نے اُس میں کھجوروں اور اناروں کے باغ بنائے اور ہم نے اُس میں کئی چشمے پھاڑ کر جاری کر دیے'' اللہ تعالیٰ نے لذیذ پھل پیدا کر کے اپنی مہربانی کا ثبوت دیا ہے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿وَجَعَلْنَا فِيهَا جَنَّاتٍ مِّن نَّخِيلٍ وَأَعْنَابٍ﴾ ''اور ہم نے اُس میں کھجوروں اور اناروں کے باغ بنائے'' اللہ تعالیٰ نے مردہ زمین سے تمہارے لیے کھجور اور انگور کے باغات پیدا کیے۔

(2)﴿وَفَجَّرْنَا فِيهَا مِنَ الْعُيُونِ﴾ ''اور ہم نے اُس میں کئی چشمے پھاڑ کر جاری کر دیے'' اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے اسی مردہ زمین میں تمہارے لیے حسب ضرورت دریا جاری کر دیے تاکہ باغ اور کھیتیاں سیراب ہوں اور لوگ ان کے پھل کھائیں۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے مردہ زمین کو زندہ کرنے کے لیے کیا انتظام کیا؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب۔اللہ تعالیٰ نے مردہ زمین سے کھجوروں اور انگوروں کے باغات پیدا کرنے کے لیے پانی کے چشمے جاری کر کے زندگی کا انتظام کر دیا۔

﴿لِيَأْكُلُوا مِنْ ثَمَرِهٖ ۙ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ ۭ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ﴾

''تا کہ وہ اُس کے پھلوں میں سے کھائیں، یہ سب اُن کے ہاتھوں نے نہیں بنایا تو کیا وہ شکر نہیں کرتے؟'' (35)

سوال 1:﴿لِيَأْكُلُوا مِنْ ثَمَرِهٖ ۙ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ ۭ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ﴾ ''تا کہ وہ اُس کے پھلوں میں سے کھائیں، یہ سب اُن کے ہاتھوں نے نہیں بنایا تو کیا وہ شکر نہیں کرتے؟'' پھل کھاؤ اور شکر ادا کرو، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿لِيَأْكُلُوا مِنْ ثَمَرِهٖ﴾ ''تا کہ وہ اُس کے پھلوں میں سے کھائیں'' یعنی رب العزت نے جو درخت اگائے کھجور، انگور اور دیگر پھلوں کے درخت، تو اس لیے کہ لوگ انہیں غذا کے طور پر بھی استعمال کریں اور ان سے لذت حاصل کریں۔

(2)﴿وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ﴾ ''یہ سب اُن کے ہاتھوں نے نہیں بنایا'' یعنی اس میں تمہاری صنعت کاری کا، تمہاری محنت اور کوشش کا دخل نہیں۔یہ تو اللہ تعالیٰ کا کمال ہے۔

(3) حالانکہ ان پھلوں کو ان کے ہاتھوں نے تخلیق نہیں کیا، ان میں ان کی کوئی صنعت کاری ہے نہ ان کی کسی کاری گری کا عمل دخل، یہ تو اللہ، احکم الحاکمین اور خیر الرازقین کی تخلیق کا کمال ہے، نیز ان پھلوں کو ان لوگوں یا کسی اور نے آگ پر نہیں پکایا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان پھلوں کو اس طرح وجود بخشا ہے کہ ان کو آگ پر پکائے جانے کی ضرورت ہی نہیں۔ان پھلوں کو درختوں سے توڑ کر اسی وقت اور اسی حال میں کھایا جا سکتا ہے۔(تفسیر سعدی:2244/3)

(4) یعنی نباتات کو پیدا کرنا انسان کا کام نہیں۔نباتات اور پھلوں کی پیدائش میں جس قدر عناصر سرگرم عمل ہیں وہ سب کے سب اللہ کے حکم کے تحت اپنے اپنے کام میں لگے رہتے ہیں تب جا کر نباتات وجود میں آتی، بڑھتی، پھلتی پھولتی اور انسانوں اور دوسرے جانداروں کا رزق بنتی ہے۔اور ما کو موصولہ قرار دیا جائے تو پھر اس کے دو مطلب ہیں ایک یہ کہ اگرچہ نباتات کو وجود میں لانے والے سارے عناصر اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ ہیں۔تاہم اس میں کچھ نہ کچھ کام انسان کا بھی ہوتا ہے۔مثلاً انسان بیج ڈالتا ہے، ہل چلاتا ہے، زمین کی سیرابی اور فصل کی نگہداشت کرتا ہے۔لیکن اگر وہ غور کرے تو انسان کی یہ استعداد بھی اللہ ہی کا عطیہ ہے۔اور انسان کے اتنا کام کرنے کے بعد بھی نباتات تب ہی اگ سکتی ہے جب پیداوار کے بڑے بڑے وسائل انسان کی اس حقیر سی کوشش کا ساتھ دیتے ہیں۔لہٰذا اللہ تعالیٰ کا شکر بہر حال واجب ہوا۔(تیسیر القرآن:682/3)

(5)﴿اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ﴾ ''تو کیا وہ شکر نہیں کرتے؟'' رب العزت نے پھل پیدا کر کے مہربانی کا ثبوت دیا ہے، اب تم اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرو۔

(6) یعنی اس ہستی کا شکر کیوں نہیں ادا کرتے جس نے انہیں اپنی رحمت اور اپنے فضل و کرم سے غذا بھی دی اور اس میں لذت بھی دی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(7) کیاوہ ہستی جس نے بارش برسا کر زمین کو زندہ کیا، اس میں باغات اور کھیتیاں اگائیں۔ اس میں لذتوں بھرے پھل پیدا کیے جس نے زمین پر چشمے جاری کر دیے، کیاوہ مردوں کو زندہ کرنے پر قادر نہیں ہے؟ یقیناوہ پوری طرح قدرت رکھنے والا ہے۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے پھلوں کی پیدائش کو انسانی ہاتھوں کا کام قرار نہیں دیا۔ اس کی وضاحت کریں؟

جواب: غلوں اور پھلوں کی پیداوار اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ہے انسانی ہاتھوں کا عمل نہیں۔ انسانی ہاتھوں نے تو بیج بو دیا۔ اُس کے بعد اس کا کوئی کام نہیں۔ تمام غلوں اور پھلوں کی پیداوار رب کی رحمت ہے۔

سوال 3: اللہ تعالیٰ نے پھل کھلا کر انسانوں سے کیا مطالبہ کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے انسانوں سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ شکر ادا کریں۔

﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا یَعْلَمُوْنَ﴾

''پاک ہے وہ ذات جس نے ہر چیز کے جوڑے پیدا کیے اُن میں سے بھی جو زمین اُگاتی ہے اور اُن کے اپنے نفسوں میں سے بھی اور اُن میں سے بھی جنہیں وہ نہیں جانتے'' (36)

سوال 1: ﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا یَعْلَمُوْنَ﴾ ''پاک ہے وہ ذات جس نے ہر چیز کے جوڑے پیدا کیے اُن میں سے بھی جو زمین اُگاتی ہے اور اُن کے اپنے نفسوں میں سے بھی اور اُن میں سے بھی جنہیں وہ نہیں جانتے'' اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو جوڑا جوڑا بنایا ہے، آیت کی روشنی میں واضح کریں؟

جواب: (1) ﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا﴾ ''پاک ہے وہ ذات جس نے ہر چیز کے جوڑے پیدا کیے'' پاک ہے وہ ذات جس نے ساری مخلوق کو جوڑا جوڑا بنایا، رب العزت نے فرمایا: ﴿وَمِنْ كُلِّ شَیْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَیْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ﴾ ''اور ہر چیز سے ہم نے جوڑے پیدا کیے ہیں تاکہ تم سبق حاصل کرو'' (الذاریات: 49)

(2) ﴿مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ﴾ ''اُن میں سے بھی جو زمین اُگاتی ہے'' یعنی زمین کی بے شمار اصناف جن کو شمار نہیں کیا جا سکتا، ان کو بھی جوڑا جوڑا بنایا۔

(3) ازواج کے کئی معنی ہیں مثلاً اس کا اطلاق نر و مادہ پر بھی ہوتا ہے۔ مرد، عورت کے لئے زوج ہے اور عورت مرد کے لئے۔ اور ان دونوں میں اللہ تعالیٰ نے فطری طور پر ایک دوسرے کے لئے کشش رکھ دی ہے۔ پھر اس زوج کے ایک دوسرے سے ملنے سے آگے مزید تخلیق کا سلسلہ چلتا ہے۔ مثلاً کھجور اور انار کے درخت نر بھی ہوتے ہیں اور مادہ بھی، جب پھل لگنے کا موسم ہوتا ہے تو ہوائیں نر درختوں کا بیج مادہ درختوں میں پھینک دیتی ہیں۔ تو مزید پیدائش عمل میں آتی ہے۔ اور نباتات کی ہر قسم میں یہ نر و مادہ کا سلسلہ موجود ہے خواہ اس کا ابھی تک انسان کو علم ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔ پھر یہ سلسلہ جمادات حتیٰ کہ مادہ کے ایک ذرہ کے اندر بھی پایا جاتا ہے۔ اس میں بھی مثبت اور منفی قوتیں موجود

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہوتی ہیں۔جو آپس میں ایک دوسرے کے لئے کشش رکھتی ہیں۔دوسرے زوج کا لفظ آپس میں مماثلت رکھنے والی چیزوں کے لئے بھی آتا ہے۔مثلاً ایک جوتا دوسرے جوتے کا زوج ہوتا ہے۔اور اس معنی میں یہ لفظ قرآن میں بھی موجود ہے جیسے فرمایا:﴿وَاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖٓ اَزْوَاجٌ﴾ یعنی اس سے ملتی جلتی دوسری چیزیں اور ازواج کا تیسرا معنی ایک دوسرے کے مخالف اشیاء جیسے دن رات کا زوج اور رات دن کا سایہ دھوپ کا اور دھوپ سایہ کا یا روشنی تاریکی کی زوج اور تاریکی روشنی کی گویا یہ زوج کا سلسلہ اتنا وسیع ہے جو نباتات اور حیوانات کے علاوہ بھی تمام اشیاء میں پایا جاتا ہے۔خواہ تمہیں اس کا علم ہو یا نہ ہو سکے۔اس آیت کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ نے ﴿سُبْحٰنَ الَّذِيْ﴾ کا لفظ استعمال فرمایا۔جس کا مطلب یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی ہی ایک ایسی ذات ہے جو ہر قسم کے زوج سے پاک ہے۔نہ اس کا کوئی مقابلہ ہے اور نہ مماثل۔کیونکہ مقابلہ یا مماثلت ان چیزوں میں ہوسکتی ہے جو کسی درجہ میں فی الجملہ اشتراک رکھتی ہوں مگر خالق اور مخلوق کا کسی حقیقت میں اشتراک نہیں ہوتا اور اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ دنیا میں شرک کی جتنی بھی اقسام پائی جاتی ہیں ان میں سے ہر قسم میں اللہ تعالیٰ کی ذات میں کسی نہ کسی کمی،کمزوری،عیب یا نقص کا الزام ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے سبحان کا لفظ کہہ کر مشرکوں کے ہر قسم کے شرکیہ عقیدہ کی تردید فرمادی۔(تیسیر القرآن:3/682،683)

(4)﴿وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ ''اور ان کے اپنے نفسوں میں سے بھی اور ان میں سے بھی جنہیں وہ نہیں جانتے'' رب العزت نے انسانوں کا جوڑا مرد اور عورت کی صورت میں بنایا اور ان کی تخلیق،ان کی فطرت اور ان کے ظاہری اور باطنی اوصاف میں فرق رکھا،رب العزت نے فرمایا:﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾ ''اے لوگو!اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی پیدا کی اور اس نے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیے اور اللہ تعالیٰ سے ڈر کر رہو جس کے واسطے سے تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور رشتہ داری (کو بگاڑنے) سے بھی ڈرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم پر ہمیشہ سے پورا نگہبان ہے''(النساء:1)

(5)﴿وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ ''اور ان میں سے بھی جنہیں وہ نہیں جانتے'' اور ان مخلوقات کی اصناف کو پیدا کیا جو ہمارے علم کی گرفت سے باہر ہیں اور وہ مخلوقات جو اس کے بعد پیدا ہی نہیں کی گئیں،اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات اس سے پاک ہے کہ اس کا کوئی شریک،مددگار،معاون،وزیر،بیوی،یا کوئی بیٹا ہو،وہ اس سے پاک ہے کہ اس کی صفات کمال اور نعوت جلال میں اس کا ہمسر،مثیل یا کوئی مشابہت کرنے والا ہو یا اسے کوئی اپنے ارادے سے باز رکھ سکے۔(تفسیر سعدی:3/2244)

سوال 2:اللہ تعالیٰ کی تخلیق کا اُصول کیا ہے؟

جواب:اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کو جوڑے جوڑے بنایا ہے،انسانوں کو بھی،زمین کی پیداوار میں بھی اور جن چیزوں کو انسان نہیں جانتے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ ۚۖ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ﴾

''اور اُن کے لیے ایک نشانی رات ہے، ہم اُس سے دن کو کھینچ لیتے ہیں تو اچانک وہ اندھیرے میں رہ جانے والے ہوتے ہیں'' (37)

سوال 1: ﴿وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ ۚۖ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ﴾ ''اور اُن کے لیے ایک نشانی رات ہے، ہم اُس سے دن کو کھینچ لیتے ہیں تو اچانک وہ اندھیرے میں رہ جانے والے ہوتے ہیں'' رات اور دن کا پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کی قدرت عظیم کی نشانی ہے، آیت کی روشنی میں واضح کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ﴾ ''اور اُن کے لیے ایک نشانی رات ہے'' اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت کی نشانی رات اور دن کا پیدا کرنا ہے، رات اندھیرے اور دن روشنی کو لے کر آتا ہے اور ایک دوسرے کے پیچھے باری باری آتے ہیں جیسا کہ فرمایا: ﴿اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۣ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا ۙ وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۢ بِاَمْرِهٖ ۭ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ۭ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ ''بلاشبہ تمہارا رب وہی اللہ تعالیٰ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر وہ عرش پر بلند ہوا، وہ رات کو دن پر اوڑھاتا ہے وہ تیزی سے اس کے پیچھے چلا آتا ہے اور سورج، چاند اور ستارے سب اُس کے حکم کے تابع کیے ہوئے ہیں، سن لو! پیدا کرنا اور حکم دینا اُسی کا کام ہے اللہ تعالیٰ بڑی برکت والا ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے'' (الاعراف: 54)

(2) یعنی اللہ تعالیٰ کی مشیت کے نفاذ، اس کی قدرت کے کمال، مردوں کو اس کے دوبارہ زندہ کرنے پر ایک دلیل رات ہے۔ (تفسیر سعدی: 2245/3)

(3) ﴿نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ﴾ ''ہم اُس سے دن کو کھینچ لیتے ہیں'' یعنی جیسے بکرے کی کھال کھینچی جاتی ہے اسی طرح روشنی کو رات کے اوپر سے اتار دیتے ہیں تو اس کی جگہ اندھیرا لے لیتا ہے۔ (تفسیر المراغی: 132/8)

(4) اللہ تعالیٰ دن کو تاریکی سے بدل دیتے ہیں جس نے ساری زمین کو روشن کر رکھا تھا۔

(5) ﴿فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ﴾ ''تو اچانک وہ اندھیرے میں رہ جانے والے ہوتے ہیں'' اس طرح وہ تاریکیوں میں ڈوب جاتے ہیں۔ رب العزت اسی طرح تاریکی کو سورج طلوع کر کے دور کر دیتے ہیں اور زمین روشن ہو جاتی ہے۔

(6) رب العزت نے فرمایا: ﴿قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَاۗءٍ ۭ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ (٧١) قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ (٧٢) وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (٧٣)﴾ ''آپ فرمائیں کہ کیا تم نے دیکھا اگر اللہ تعالیٰ تم پر قیامت کے دن تک ہمیشہ کے لیے رات طاری کر دے تو اللہ تعالیٰ کے سوا کون معبود

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہے جو تمہیں روشنی لا دے؟ تو کیا تم سنتے نہیں ہو؟ آپ فرمائیں کہ کیا تم نے دیکھا اگر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تک تم پر ہمیشہ کے لیے دن ہی کر دے تو اللہ تعالیٰ کے سوا کون معبود ہے جو تمہیں رات لا دے گا جس میں تم سکون حاصل کرو؟ تو کیا تم نہیں دیکھتے؟ اور اُس نے اپنی رحمت سے تمہارے لیے رات اور دن بنائے ہیں تا کہ تم اُس میں سکون حاصل کرو اور تا کہ تم اُس کے فضل میں سے تلاش کرو اور تا کہ تم شکر کرو۔'' (القصص:71-73)

سوال 2: رات اللہ تعالیٰ کی کیسی نشانی ہے؟

جواب: رات اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ دن کو رات سے جدا کر دیتا ہے جس سے اندھیرا چھا جاتا ہے۔

﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ﴾

''اور سورج اپنے ٹھکانے کی طرف چلا جا رہا ہے، یہ سب پر غالب، سب کچھ جاننے والے کا اندازہ ہے'' (38)

سوال 1: ﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ﴾ ''اور سورج اپنے ٹھکانے کی طرف چلا جا رہا ہے، یہ سب پر غالب، سب کچھ جاننے والے کا اندازہ ہے'' سورج اپنے ٹھکانے کی طرف رواں دواں ہے، آیت کی روشنی میں واضح کریں؟

جواب: (1) ﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا﴾ ''اور سورج اپنے ٹھکانے کی طرف چلا جا رہا ہے'' سورج دائمی طور پر اپنے ٹھکانے کی طرف رواں دواں ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے مقرر فرمایا ہے۔ وہ اس سے تجاوز کرتا ہے نہ کوتاہی اور نہ وہ اپنے آپ پر تصرف کا اختیار رکھتا ہے اور نہ وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے سامنے دم مار سکتا ہے۔ (تفسیر سعدی:2245/3)

(2) سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے سورج غروب ہونے کے وقت پوچھا: کیا تم جانتے ہو کہ سورج کہاں جاتا ہے؟ میں نے کہا، اللہ کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: وہ عرش کے نیچے جا کر سجدہ کرتا ہے اور پھر (مشرق سے نکلنے کی) اجازت مانگتا ہے، چنانچہ اس کو اجازت دے دی جاتی ہے اور وہ زمانہ قریب ہے کہ جب وہ سجدہ تو کرے گا، لیکن اس کا سجدہ قبول نہیں ہوگا اور بعد ازاں جب وہ مشرق سے نکلنے کی اجازت مانگے گا تو اس کو اجازت نہیں دی جائے گی، بلکہ حکم ہوگا کہ جہاں سے آیا ہے وہیں لوٹ جا۔ چنانچہ وہ مغرب سے طلوع ہوگا اور یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا: ﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ﴾ ''اور سورج اپنے ایک ٹھکانے کی طرف چلا جا رہا ہے، یہ سب پر غالب سب کچھ جاننے والے کا اندازہ ہے۔'' (بخاری:3199)

(3) اس حدیث سے دو باتیں معلوم ہوئیں، ایک یہ کہ سورج اور اسی طرح دوسرے سیاروں کی گردش میں محض کشش ثقل اور مرکز گریز قوت کا نتیجہ نہیں بلکہ اجرام فلکی اور ان کے نظام پر اللہ حکیم وخبیر کا زبردست کنٹرول ہے کہ ان میں نہ تو تصادم وتزاحم ہوتا ہے اور نہ ہی ان کی مقررہ گردش میں کمی بیشی ہوتی ہے اور یہ اجرام اللہ کے حکم کے تحت گردش کر رہے ہوتے ہیں دوسرے یہ کہ قیامت سے پہلے ایک ایسا وقت آنے والا ہے جب سورج مغرب سے طلوع ہوگا اس کے بعد نظام کائنات بگڑ جائے گا۔ (تیسیر القرآن:684،683/3)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(4)﴿ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ﴾ ''یہ سب پر غالب، سب کچھ جاننے والے کا اندازہ ہے'' یہ کمال غلبہ رکھنے والی ہستی کا اندازہ ہے جس نے سورج جیسی مخلوق کی بہترین تدبیر اور انتظام کیا۔

(5) یہ غالب اللہ کا اندازہ ہے جس کے کام میں نہ تو کسی کو مخالفت کی جرأت ہے اور نہ مزاحمت کی اور جو ایک ایک حرکت اور سکون سے واقف ہے اور اسی نے سورج کی رفتار مقرر فرمائی ہے اور اسے ایک مقررہ مدت تک باقاعدہ قرینے سے رکھا ہے جس میں نہ اختلاف ہو سکے اور نہ اس کے برعکس ہو سکے، رب العزت نے فرمایا:﴿ فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۚ وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ﴾ ''وہ صبح کو پھاڑ نکالنے والا ہے اور اس نے رات کو سکون کا باعث بنایا اور سورج اور چاند کو حساب کا ذریعہ بنایا ہے، یہ سب پر غالب، سب کچھ جاننے والے کا اندازہ ہے۔'' (الانعام:96)(مختصر ابن کثیر:1663/2)

سوال 2: سورج کس ٹھکانے کی طرف چلا جا رہا ہے؟

جواب: (1) سورج کے ٹھکانے کے لیے لفظ مستقر استعمال ہوا ہے جس کا ایک مطلب ٹھکانہ ہے اور دوسرا مطلب ٹھہرنے کی جگہ ہے۔

(2) پہلے مطلب کے لحاظ سے سورج اپنے اس ٹھکانے کی طرف چلتا چلا جا رہا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے مقرر کر دیا ہے۔

(3) دوسرے معنی کے لحاظ سے سورج اپنے ٹھہرنے کی جگہ تک چلتا چلا جا رہا ہے جس کا مقام عرش کے نیچے ہے۔ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا جانتے ہو سورج کہاں جاتا ہے۔ میں نے کہا: اللہ اور اُس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا سورج جاتا ہے اور عرش کے نیچے سجدہ ریز ہو جاتا ہے پھر اُسے (طلوع ہونے کا) حکم دیا جاتا ہے۔ ایک وقت آئے گا کہ اسے کہا جائے گا واپس لوٹ جا یعنی جہاں سے آیا وہیں چلا جا۔ (صحیح بخاری)(مسلم)

سوال 3: سورج کا چلنا کب تک ہے؟

جواب: سورج کا چلنا قیامت کے دن تک ہے۔ قیامت کے دن اس کی حرکت ختم ہو جائے گی۔

سوال 4: اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات العزیز اور العلیم کا کیسے شعور دلایا ہے؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت العزیز کا شعور سورج کے اپنے ٹھکانے کی طرف چلنے سے دلایا ہے کہ وہ غالب ہستی کی قدرت کی وجہ سے اپنے راستے پر چل رہا ہے۔ نہ ادھر اُدھر ہوتا ہے، نہ ٹکراتا ہے۔

(2) اللہ تعالیٰ نے سورج کے پوری صحت کے ساتھ چلنے سے اپنی صفت علیم کا شعور دلایا ہے کہ کوئی چیز اس کے علم سے باہر نہیں۔

﴿وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ﴾

''اور چاند کی ہم نے منزلیں مقرر کر دیں یہاں تک کہ وہ لوٹ کر کھجور کی پرانی شاخ کی طرح ہو جاتا ہے'' (39)

سوال 1:﴿وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ﴾ ''اور چاند کی ہم نے منزلیں مقرر کر دیں یہاں تک کہ وہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

لوٹ کر کھجور کی پرانی شاخ کی طرح ہوجاتا ہے" چاند کی منزلیں مقرر ہیں، آیت کی روشنی میں واضح کریں؟

جواب: (1)﴿وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ﴾ "اور چاند کی ہم نے منزلیں مقرر کردیں" رب العزت نے چاند کی منزلیں مقرر کردی ہیں۔ وہ ہر رات ایک منزل میں ہے۔ ابتداء میں چاند بڑا ہوتا ہے۔ پھر وہ ہر منزل میں کم ہوتا رہتا ہے۔

(2)﴿حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ﴾ "یہاں تک کہ وہ لوٹ کر کھجور کی پرانی شاخ کی طرح ہوجاتا ہے" یہاں تک کہ وہ کھجور کی سوکھی شاخ کی طرح چھوٹا ہوجاتا ہے۔

(3) کھجور کی سوکھی شاخ کا حجم آہستہ آہستہ کم ہوجاتا ہے پھر وہ شاخ ٹیڑھی ہوجاتی ہے۔

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ۭ قُلْ هِىَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ﴾ "وہ آپ سے نئے چاندوں کے بارے میں پوچھتے ہیں، آپ کہہ دیں وہ لوگوں کے لیے اور حج کے لیے وقت معلوم کرنے کے ذریعے ہیں۔" (البقرہ:189)

(5)﴿وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ۭ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا﴾ "اور ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا پھر ہم نے رات کی نشانی کو بے نور کردیا اور دن کی نشانی کو روشن بنایا تاکہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرسکو اور تاکہ تم برسوں کی تعداد اور حساب معلوم کرسکو اور ہر چیز کو ہم نے خوب کھول کر بیان کیا ہے خوب کھول کر بیان کرنا۔" (بنی اسرائیل:12)

(6)﴿هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاۗءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ۭ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ (۵) اِنَّ فِي اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ (۶)﴾ "وہی ذات ہے جس نے سورج کو روشن اور چاند کو نور بنایا ہے اور اس کی منزلیں مقرر کردی ہیں تاکہ تم برسوں کی تعداد اور حساب معلوم کرو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ سب کچھ برحق ہی بنایا ہے۔ وہ ان کے لیے نشانیاں کھول کر بیان کرتا ہے جو علم رکھتے ہیں۔ یقیناً رات اور دن کے آنے جانے میں اور آسمانوں اور زمین میں اللہ تعالیٰ نے جو کچھ پیدا کیا ہے اس میں ان کے لیے نشانیاں ہیں جو ڈرتے ہیں۔" (یونس:6،5)

سوال 2: چاند کی کتنی منزلیں ہیں؟

جواب: چاند کی 28 منزلیں ہیں۔

سوال 3: چاند اپنی منزلیں کیسے طے کرتا ہے؟

جواب: چاند روزانہ ایک منزل طے کرتا ہے۔ پھر دو راتیں غائب رہ کر تیسری رات کو نکل آتا ہے۔

سوال 4: چاند آخری منزل پر پہنچ کر کیسا ہوجاتا ہے؟

جواب: چاند آخری منزل پر پہنچ کر باریک اور چھوٹا ہوجاتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال5: اللہ تعالیٰ نے چاند کے گھٹنے کو کس چیز سے تشبیہ دی ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے چاند کے گھٹ کر پتلے ہونے کو کھجور کی سوکھ کر ٹیڑھی ہونے والی شاخ سے تشبیہ دی ہے۔

سوال6: سورج اور چاند کی گردش سے انسانوں کا کیا تعلق ہے؟

جواب (1) سورج اور چاند کی گردش کی وجہ سے لوگ اپنے سالوں، مہینوں اور دنوں کا حساب لگاتے ہیں۔

(2) سورج اور چاند کی گردش سے عبادات کے اوقات کا تعین کیا جاتا ہے۔

﴿لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۭ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ﴾

''نہ ہی سورج کے لائق ہے کہ وہ چاند کو جا پکڑے اور نہ ہی رات دن سے پہلے آنے والی ہے اور سب ایک ایک مدار میں تیر رہے ہیں'' (40)

سوال1: ﴿لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۭ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ﴾ ''نہ ہی سورج کے لائق ہے کہ وہ چاند کو جا پکڑے اور نہ ہی رات دن سے پہلے آنے والی ہے اور سب ایک ایک مدار میں تیر رہے ہیں'' سورج اور چاند ایک دوسرے کو نہیں پکڑ سکتے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ﴾ ''نہ ہی سورج کے لائق ہے کہ وہ چاند کو جا پکڑے'' سورج اللہ تعالیٰ کا غلام ہے۔ اس کی قدرت، اس کی مجال نہیں کہ چاند کو جا پکڑے۔ سورج کی ایک حد ہے جس سے وہ آگے نہیں بڑھ سکتا، نہ اس حد میں وہ کمی کرتا ہے۔ سورج رات کے وقت نہیں آ سکتا۔

(2) ﴿وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ﴾ ''اور نہ ہی رات دن سے پہلے آنے والی ہے'' رات کی یہ مجال نہیں کہ وہ دن کے وقت آ جائے۔

(3) اللہ تعالیٰ کائنات کا خالق ہے۔ اُس نے ستاروں اور سیاروں کے درمیان فاصلے رکھے ہیں تاکہ انہیں ٹکرانے سے بچایا جا سکے۔ سورج اور سارے سیارے ایک نظام میں بندھے ہوئے ہیں۔ ان کو باندھنے والا رب ہی قدرت والا ہے۔

(4) ﴿وَكُلٌّ﴾ ''اور سب'' یعنی سورج اور چاند، رات اور دن، روشنی اور اندھیرا ہر ایک کے لیے رب العزت نے اندازہ مقرر کر دیا ہے۔ کوئی اس حد سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ ہر ایک کے لیے وقت اور حد مقرر ہے جب ایک آتا ہے تو دوسرا چلا جاتا ہے۔

(5) ﴿فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ﴾ ''ایک ایک مدار میں تیر رہے ہیں'' یعنی وہ دائمی طور پر اپنے راستے پر آ جا رہے ہیں۔ یہ سب کچھ خالق کائنات اور اس کے اوصاف کی عظمت کی ناقابل تردید دلیل اور برہان ہے۔ خاص طور پر اللہ تعالیٰ کی صفت قدرت، حکمت اور اس موضوع کے متعلق علم کے اثبات کی دلیل ہے۔ (تفسیر سعدی: 2246/3)

(6) سبح کے معنی پانی یا ہوا میں نہایت تیز رفتاری سے گزر جانا یا تیرنا۔ اور فلک کے معنی سیاروں کے مدارات یا ان کی گزرگاہیں (Orbits)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔اس آیت میں پہلے صرف سورج اور چاند کا ذکر فرمایا پھر کل کا لفظ استعمال فرمایا جو جمع کے لئے آتا ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سورج اور چاند کے علاوہ باقی سیارے بھی فضا میں تیزی سے گردش کررہے ہیں۔اور چونکہ ہماری زمین بھی ایک سیارہ ہے لہٰذا یہ اب محوِ گردش ہے۔ البتہ زمین کی گردش کے متعلق چند مخصوص وجوہ کی بنا پر استثناء ممکن ہے اور زمین کی گردش کے متعلق آج تک چار نظریے بدل چکے ہیں۔ (تیسیر القرآن:685،684/3)

(7) رب العزت نے فرمایا:﴿يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا ۙ وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ ۭ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ۭ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ ''بلاشبہ تمہارا رب وہی اللہ تعالیٰ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر وہ عرش پر بلند ہوا، وہ رات کو دن پر اوڑھاتا ہے وہ تیزی سے اس کے پیچھے چلا آتا ہے اور سورج، چاند اور ستارے سب اسی کے حکم کے تابع کیے ہوئے ہیں، سن لو! پیدا کرنا اور حکم دینا اسی کا کام ہے اللہ تعالیٰ بڑی برکت والا ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے'' (الاعراف:54)

سوال 2: سورج کے بس میں کیوں نہیں ہے کہ وہ چاند کو جا پکڑے؟

جواب: سورج کو اللہ تعالیٰ نے یہ قوت نہیں دی کہ وہ چاند کو جا پکڑے اور اس کی روشنی ختم کردے۔دونوں کے راستے جدا جدا ہیں۔

سوال 3: اللہ تعالیٰ نے سورج اور چاند کے نہ ٹکرانے سے اپنی قدرت کا کیسے ثبوت دیا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کائنات کا خالق ہے۔اُس نے ستاروں اور سیاروں کے درمیان فاصلے رکھے ہیں تاکہ انہیں ٹکرانے سے بچایا جا سکے۔سورج اور سارے سیارے ایک نظام میں بندھے ہوئے ہیں۔ان کو باندھنے والا ربّ ہی قدرت والا ہے۔

سوال 4: رات دن سے پہلے کیوں نہیں آسکتی؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے رات اور دن کا ایسا نظام بنایا ہے کہ دونوں ہی ایک دوسرے سے آگے نہیں بڑھ سکتے۔

سوال 5: سارے سیارے ایک مدار میں کیسے تیرتے ہیں؟

جواب: (1) سیّاروں کی حرکت ایسی ہی ہے جیسے کوئی جہاز سمندر میں تیرتا ہے۔

(2) زمین، چاند، سورج اور سب سیاروں کا ایک مدار مقرر ہے۔سب اپنے اپنے مدار میں گھوم رہے ہیں۔

(3) سارے سیارے کروڑوں سال سے اپنے اپنے مدار میں تیر رہے ہیں اور ان میں کوئی خلل واقع نہیں ہوا۔

سوال 6: سیاروں کی گردش سے انسان کو کیا سبق ملتا ہے؟

جواب: سیاروں کی گردش سے انسان کو ایک رب کی بے پناہ قدرت کا سبق ملتا ہے۔وہی ایک ہے، سب سے بڑا ہے۔وہی عظیم ہے۔اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

﴿وَاٰيَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اور اُن کے لیے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ ہم نے اُن کی نسل کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کیا'' (41)

سوال 1: ﴿وَاٰيَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ﴾ ''اور اُن کے لیے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ ہم نے اُن کی نسل کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کیا'' اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی کشتیاں اور جہاز ہیں، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاٰيَةٌ لَّهُمْ﴾ ''اور اُن کے لیے ایک نشانی یہ بھی ہے'' اللہ تعالیٰ کی قدرت کی ایک نشانی کشتیاں اور جہاز بھی ہیں جو سمندر میں مال اور مسافر اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر منتقل کرتے ہیں، کشتیوں اور جہازوں کے اس عظیم سفر کے لیے رب العزت نے سمندر انسان کے قبضے میں دے دیا۔

(2) اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے بڑی نعمت ہے ﴿اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ﴾ ''کہ ہم نے اُن کی نسل کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کیا'' رب العزت نے سیدنا نوح علیہ السلام کی پہلی کشتی میں نسل انسانی میں سے ایمان لانے والوں کو نجات دی تھی، رب العزت نے انہیں طوفان سے بچا لیا تھا اور باقی ساری دنیا ڈبو دی تھی۔

(3) نسل کو سوار کرنے سے مراد باپ دادا کو سوار کرنا ہے جن سے بعد میں آنے والے سارے انسانوں کی نسل چلی۔

(4) بھری ہوئی کشتی میں جانوروں کے جوڑے اور دیگر سامان تھا۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے کس بھری ہوئی کشتی میں انسانی نسل کو سوار کروایا؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے سیدنا نوح علیہ السلام کی کشتی میں انسانی نسل کو سوار کروایا۔ انسانوں کے آباء چونکہ اس کشتی میں موجود تھے اس لیے یہ فرمایا کہ انسانوں کو سوار کروایا۔ (2) یہاں اس سے مراد یہ بھی ہے کہ انسان بھری ہوئی کشتیوں میں اپنے بچوں کے ساتھ سوار ہوتے ہیں۔

﴿وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ﴾

''اور ہم نے اُن کے لیے اس جیسی اور چیزیں پیدا کی ہیں جن پر وہ سوار ہوتے ہیں'' (42)

سوال 1: ﴿وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ﴾ ''اور ہم نے اُن کے لیے اس جیسی اور چیزیں پیدا کی ہیں جن پر وہ سوار ہوتے ہیں'' رب العزت نے ہر طرح کی سواریاں بنائیں، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَخَلَقْنَا لَهُمْ﴾ ''اور ہم نے اُن کے لیے پیدا کی ہیں'' یعنی اللہ رب العزت نے ہر طرح کی سواریاں بنائیں۔

(2) ﴿مِّنْ مِّثْلِهٖ﴾ ''اس جیسی اور چیزیں'' یعنی سیدنا نوح علیہ السلام کی کشتی جیسی کشتی بنانا انسان نے سیکھ لیا جس کی تعلیم اللہ نے دی تھی۔ اس لحاظ سے سیدنا نوح علیہ السلام ہی کشتی یا جہاز کے موجد ہیں اور یہ مراد بھی لی جاسکتی ہے کہ کشتی جیسی کوئی اور چیز یا چیزیں بھی پیدا کیں اور اس سے مراد وہ تمام سواریاں لی جاسکتی ہیں جو سمندر یا خشکی یا فضا میں چلتی ہیں اور انسان ان پر سوار ہوتا ہے۔ (تیسیر القرآن: 685/3)

(3) یعنی پہلے دور میں سواریوں کے لیے جانور تخلیق کیے جیسے اُونٹ اور بعد کے زمانے کے لیے اس کشتی جیسی اور سواریاں بھی ایجاد ہوں گی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جواللہ تعالیٰ کی قدرت کی عظیم نشانیاں ہوں گی، اللہ تعالیٰ نے ان سواریوں کی صنعت کی تعلیم دی۔

سوال 2: کشتی جیسی اور کون سی سواریاں رب نے بنائی ہیں؟

جواب: کشتی کی طرح انسانوں اور سامانِ تجارت کو لے جانے والی سواریاں بحری جہاز، ہوائی جہاز، بسیں، ریل گاڑیاں، کاریں، راکٹس اور دیگر نقل وحمل کی اشیاء ہیں۔

﴿وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ﴾

''اور اگر ہم چاہیں تو اُنہیں غرق کر دیں پھر نہ ہی ان کا کوئی فریاد رس ہوگا اور نہ ہی وہ بچائے جائیں گے'' (43)

سوال 1: ﴿وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ﴾ ''اور اگر ہم چاہیں تو اُنہیں غرق کر دیں پھر نہ ہی ان کا کوئی فریاد رس ہوگا اور نہ ہی وہ بچائے جائیں گے'' اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بچانے والا نہیں، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ﴾ ''اور اگر ہم چاہیں تو اُنہیں غرق کر دیں پھر نہ ہی ان کا کوئی فریاد رس ہوگا'' یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ہستی نہیں جو مصیبت میں مبتلا شخص کی مدد کر سکے۔

(2) گہرے سمندر میں کشتی کی حیثیت ایسی ہوتی ہے جیسے طوفان میں ایک تنکے کی۔ گہرے سمندر میں کشتی خواہ کتنی ہی بھاری ہو، سائنسی اُصولوں کے مطابق بنی ہو، انسانی تدبیر کشتی کو سمندر میں ڈوبنے سے نہیں بچا سکتی۔ کوئی ڈوبتی کشتی کے لیے فریاد رس نہیں ہوتا کہ وہ بچائے جا سکیں۔

(3) ﴿وَلَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ﴾ ''اور نہ ہی وہ بچائے جائیں گے'' یعنی جو مصیبت میں مبتلا کو بچا سکے۔

(4) یعنی اگر اللہ تعالیٰ کشتی والوں کو ڈبو دے تو کوئی بچانے والا، کوئی فریاد رس نہ ہوتا۔

﴿اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ﴾

''مگر یہ ہماری طرف سے رحمت ہے اور ایک خاص وقت تک فائدہ دینا ہے'' (44)

سوال 1: ﴿اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ﴾ ''مگر یہ ہماری طرف سے رحمت ہے اور ایک خاص وقت تک فائدہ دینا ہے'' اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے مقررہ وقت تک فائدہ اٹھانے دیتے ہیں، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا﴾ ''مگر یہ ہماری طرف سے رحمت ہے'' رب العزت نے فرمایا یہ ہماری رحمت ہے کہ غرق ہونے والوں کو نجات دیتے ہیں۔

(2) ﴿وَمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ﴾ ''اور ایک خاص وقت تک فائدہ دینا ہے'' یعنی غرق ہونے کے بعد جب وہ بچا لیتا ہے تو اپنے مقررہ وقت تک

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

فائدہ اُٹھانے کی مہلت دیتا ہے۔

(3) یعنی اللہ تعالیٰ خشکی اور تری میں بحفاظت چلاتا ہے اور اپنے مقررہ وقت تک سلامت رکھتا ہے تاکہ لوگ معین وقت تک فائدہ اُٹھالیں۔

سوال 2: کشتی کو ڈوبنے سے کون بچاتا ہے؟

جواب: کشتی کو سمندر میں ڈوبنے سے اللہ تعالیٰ کی رحمت بچاتی ہے۔

سوال 3: اللہ تعالیٰ کی رحمت کب تک انسان کا ساتھ دیتی ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وجہ سے انسان کو خاص وقت تک دنیا میں فائدہ اٹھانے کا موقع مل جاتا ہے۔

سوال 4: اللہ تعالیٰ کی رحمت پر غور وفکر کرنے سے انسان کو کیا فائدہ نصیب ہوتا ہے؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ کی رحمت پر غور وفکر کرنے کی وجہ سے انسان کو سرکشی چھوڑ کر تواضع اختیار کرنے کا موقع ملتا ہے۔

(2) اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وجہ سے انسان کا اپنے رب سے امید کا رشتہ جڑ جاتا ہے۔

﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾

''اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ اُس سے بچو جو تمہارے آگے اور تمہارے پیچھے ہے تاکہ تم پر رحم کیا جائے'' (45)

سوال 1: ﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾ ''اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ اُس سے بچو جو تمہارے آگے اور تمہارے پیچھے ہے تاکہ تم پر رحم کیا جائے'' اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے لیے تقویٰ اختیار کرنے کی ترغیب دی ہے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ﴾ ''اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ اُس سے بچو جو تمہارے آگے اور تمہارے پیچھے ہے'' یعنی جب اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی رحمت کے لیے تقویٰ اختیار کرنے کی رغبت دلائی کہ پچھلے گناہوں سے بچو پچھلے گناہوں سے توبہ کرلو اور آئندہ گناہ کرنے چھوڑ دو تو توقع ہے کہ تم پر رحمت کی جائے گی۔

(2) یعنی برزخ اور قیامت کے احوال اور دنیاوی سزاؤں سے اپنا بچاؤ کرو۔ (تفسیر سعدی: 2248/3)

(3) ﴿لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾ ''تاکہ تم پر رحم کیا جائے'' یعنی تقویٰ اختیار کرنے پر اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے عذاب سے بچالے گا، تمہیں اپنی عافیت میں رکھے گا۔

(4) تقویٰ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سبب ہے اسی لیے رب العزت نے تقویٰ اختیار کرنے کی ترغیب دی۔

سوال 2: انسان کو کس وجہ سے اپنے اندر اللہ تعالیٰ کا ڈر پیدا کرنے کی دعوت دی گئی؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: انسان کو اپنے اندر اللہ تعالیٰ کا ڈر پیدا کرنے کی دعوت اس لیے دی گئی تاکہ اُن پر رحم کیا جائے۔

سوال 3: اللہ تعالیٰ کے آگے اور پیچھے ہونے کا شعور انسان کو کیا دیتا ہے؟

جواب: یہ شعور انسان کے اندر اللہ تعالیٰ کا ڈر پیدا کر دیتا ہے۔

سوال 4: انسانوں سے جب یہ کہا جاتا ہے کہ گناہوں سے بچو تاکہ تم پر رحم کیا جائے تو ان کا کیا رویہ ہوتا ہے؟

جواب: عام طور پر انسان سنی اَن سنی کرتے ہیں۔

﴿وَمَا تَأْتِيهِم مِّنْ آيَةٍ مِّنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ إِلَّا كَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ﴾

''اور اُن کے پاس اُن کے رب کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی نہیں آتی مگر وہ اُس سے منہ ہی موڑنے والے ہوتے ہیں'' (46)

سوال 1: ﴿وَمَا تَأْتِيهِم مِّنْ آيَةٍ مِّنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ إِلَّا كَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ﴾ ''اور اُن کے پاس اُن کے رب کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی نہیں آتی مگر وہ اُس سے منہ ہی موڑنے والے ہوتے ہیں'' نشانیاں دیکھ کر وہ منہ موڑ جاتے ہیں، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمَا تَأْتِيهِم مِّنْ آيَةٍ مِّنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ﴾ ''اور اُن کے پاس اُن کے رب کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی نہیں آتی'' اللہ رب العزت نے اپنی رحمت سے اپنی آیات نازل فرمائیں تاکہ بندے دین و دنیا میں ان سے راہنمائی حاصل کریں لیکن لوگوں کا عجیب حال ہے کہ ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی بھی آجائے جس سے توحید کی حقیقت اور رسالت کی تصدیق ہوتی ہو تو وہ اس پر توجہ ہی نہیں کرتے۔

(2) ﴿إِلَّا كَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ﴾ ''مگر وہ اُس سے منہ ہی موڑنے والے ہوتے ہیں'' وہ اس سے منہ موڑ جاتے ہیں اور اسے ٹھکرا دیتے ہیں۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ کی نشانیاں انسانوں کے اندر کیسی تبدیلی پیدا کر سکتی ہیں؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ کی نشانیاں انسان کو جھنجوڑتی ہیں۔

(2) اللہ تعالیٰ کی نشانیاں انسان کو کائنات کے ساتھ ہم آہنگ کر دیتی ہیں۔

(3) اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے انسان اپنے خالق کو پہچان لیتا ہے۔ اس کی عظمت کی وجہ سے انسان کے دل میں ڈر پیدا ہوتا ہے۔

سوال 3: اللہ تعالیٰ نے نشانیوں پر انسان کے رویے کی وضاحت کیسے کی ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے اِعراض کو واضح کیا ہے کہ انسان نشانیوں پر غور نہیں کرتے۔ اسی وجہ سے انہیں فائدہ نہیں ہوتا اور وہ نشانیوں سے منہ پھیر جاتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗٓ ۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾

''اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ تمہیں دیا ہے اُس میں سے خرچ کرو جنہوں نے کفر کیا اُن لوگوں سے کہتے ہیں جو ایمان لائے کہ کیا ہم اُس کو کھلائیں جس کو اللہ تعالیٰ چاہتا تو خود کھلا دیتا؟ نہیں ہو تم مگر کھلی گمراہی میں'' (47)

سوال 1: ﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗٓ ۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾ ''اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ تمہیں دیا ہے اُس میں سے خرچ کرو جنہوں نے کفر کیا اُن لوگوں سے کہتے ہیں جو ایمان لائے کہ کیا ہم اُس کو کھلائیں جس کو اللہ تعالیٰ چاہتا تو خود کھلا دیتا؟ نہیں ہو تم مگر کھلی گمراہی میں'' اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کرنے کی عجیب دلیل کی وضاحت آیت کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ﴾ ''اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ تمہیں دیا ہے اُس میں سے خرچ کرو'' یعنی جب ان کو یہ حکم دیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے رزق میں سے خرچ کرو۔

(2) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ روم کے بادشاہ ہرقل نے جب ابوسفیان سے پوچھا تھا کہ وہ نبی تمہیں کس بات کا حکم دیتے ہیں، تو ابوسفیان نے کہا، وہ ہمیں نماز پڑھنے، زکوٰۃ دینے، رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور پاک دامنی کا حکم دیتے ہیں۔ (مسلم: 4607)

(3) ﴿قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗٓ﴾ ''جنہوں نے کفر کیا اُن لوگوں سے کہتے ہیں جو ایمان لائے کہ کیا ہم اُس کو کھلائیں جس کو اللہ تعالیٰ چاہتا تو خود کھلا دیتا؟'' وہ جواب دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ چاہتا تو یہ بھی مال دار ہوتے، ہم اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف کیسے کر سکتے ہیں؟

(4) ﴿اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾ ''نہیں ہو تم مگر کھلی گمراہی میں'' یعنی تمہارا یہ کہنا کہ غریبوں، مسکینوں، محتاجوں پر خرچ کرو، سراسر غلطی ہے۔

(5) ان کا یہ قول ان کی جہالت یا تجاہل پر دلالت کرتا ہے، کیونکہ مشیت الٰہی کسی نافرمان کی نافرمانی کے لیے ہرگز دلیل نہیں۔ ہر چند کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہو سکتا، تاہم اس نے اپنے بندوں کو اختیار عطا کیا ہے اور انہیں قوت سے نوازا ہے جس کے ذریعے سے وہ اوامر کی تعمیل اور نواہی سے اجتناب کر سکتے ہیں۔ اگر وہ کسی ایسی چیز کو ترک کرتے ہیں جس کی تعمیل کا انہیں حکم دیا گیا ہے تو وہ اپنے اختیار سے ترک کرتے ہیں اور ان پر کوئی جبر نہیں ہوتا۔ (تفسیر سعدی: 3/2248، 2249)

(6) ﴿وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ ۭ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ﴾ ''اور اگر اللہ تعالیٰ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنے بندوں کے لیے رزق کشادہ کر دیتا تو وہ زمین میں سرکش ہو جاتے لیکن وہ ایک اندازے سے نازل کرتا ہے جو وہ چاہتا ہے، یقیناً وہ اپنے بندوں سے خوب باخبر، خوب دیکھنے والا ہے۔'' (الشوریٰ:27)

(7)﴿ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ﴿۵﴾ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ﴿۶﴾ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ﴿۷﴾ وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ﴿۸﴾ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ﴿۹﴾ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ﴿۱۰﴾﴾ ''چنانچہ جس نے دیا اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچا اور بھلائی کو سچ مانا۔ پھر جلد ہی ہم اُس کو آسان راستے کی سہولت دیں گے۔ اور لیکن جس نے بخل کیا اور بے پرواہ ہوا۔ اور بھلائی کو جھٹلایا۔ تو ہم جلد ہی اُس کو سخت راستے کے لیے سہولت دیں گے۔''

(الیل:5،10)

سوال 2: اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب کون دلاتا ہے؟

جواب: رسول اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کی ترغیب دلاتے ہیں۔

سوال 3: اللہ تعالیٰ کن لوگوں کے لیے اِنفاق کا حکم دیتا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ غرباء، مساکین اور ضرورت مندوں کے لیے خرچ کرنے کا حکم دیتا ہے۔

سوال 4: انسان اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے حکم پر کیسا رویہ اختیار کرتے ہیں؟

جواب: (1) انسان اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے (اِنفاق) کے حکم پر اہلِ ایمان کو یہ جواب دیتے ہیں کہ ہم انہیں کیوں کھلائیں جنہیں اللہ تعالیٰ چاہتا تو خود کھلا دیتا۔ (2) لوگ کہتے ہیں کہ تم کھلی گمراہی پر ہو۔

سوال 5: ''اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو انہیں خود کھلاتا'' کی وضاحت کریں؟

جواب: اس سے ان کی مراد یہ ہے کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے کھلانا نہ چاہا، جن کو غریب رکھنا چاہا، ہم انہیں دے کر اللہ تعالیٰ کی مشیت کے خلاف کیوں کریں۔

سوال 6: ''تم کھلی گمراہی میں ہو'' اس سے کیا مراد ہے؟

جواب: اس سے مراد یہ ہے کہ تم غرباء کی مدد کر کے نادانی کا مظاہرہ کر رہے ہو۔

سوال 7: خرچ کرنے کے حکم پر ایسا جواب کون دیتا ہے؟

جواب: ایسا جواب وہ لوگ دیتے ہیں جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے۔ جو اللہ سے اجر پانے کی اُمید نہیں رکھتے۔

﴿وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾

''اور وہ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہو گا اگر تم سچے ہو؟'' (48)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سوال1:﴿ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾ ''اور وہ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہوگا اگر تم سچے ہو؟''مشرک قیامت کو ناممکن سمجھتے ہیں، آیت کی روشنی میں واضح کریں؟

جواب:(1)﴿ وَيَقُوْلُوْنَ﴾ ''اور وہ کہتے ہیں'' وہ قیامت کو جھٹلاتے ہوئے عذاب کے لیے جلدی مچاتے ہوئے کہتے ہیں۔

(2)﴿ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾ ''کہ یہ وعدہ کب ہوگا اگر تم سچے ہو؟''یعنی اگر تم بعث اور آخرت کے آنے کے بارے میں اپنے قول میں سچے ہو(ایسر التفاسیر:1276)

(3) یہ بتاؤ قیامت کب آئے گی؟ لوگ آخرت کی طرف سے بے فکر ہیں۔ اپنی زندگی اور عیش و آرام میں مست رہنا چاہتے ہیں اس لیے غفلت میں ڈوبے ہوئے مذاق اُڑانے کے لیے پوچھتے ہیں کہ سچے ہو تو یہ بتاؤ کہ قیامت کب آئے گی؟ کیونکہ وہ اس وعدے کو سچ نہیں سمجھتے۔

(4)﴿ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ۭ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ۭ يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ ''وہ آپ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ اس کا قیام کب ہوگا؟ آپ کہہ دیں:''یقیناً اس کا علم میرے ربّ ہی کے پاس ہے اس کے وقت پر اس کے سوا اسے کوئی ظاہر نہیں کرے گا، وہ (حادثہ) آسمانوں اور زمین میں بھاری ہے،تم پر وہ اچانک ہی آئے گی۔ وہ آپ سے سوال کرتے ہیں گویا آپ اس کی پوری تحقیق کرنے والے ہیں۔ آپ کہہ دیں:''اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔'' (الاعراف:187)

سوال2:﴿ الْوَعْدُ﴾ سے کون سا وعدہ مراد ہے؟

جواب:اس سے مراد قیامت کا وعدہ ہے۔

سوال3:لوگ یہ سوال کیوں کرتے ہیں کہ قیامت کب آئے گی؟

جواب:لوگ آخرت کی طرف سے بے فکر ہیں۔ اپنی زندگی اور عیش و آرام میں مست رہنا چاہتے ہیں اس لیے غفلت میں ڈوبے ہوئے مذاق اُڑانے کے لیے پوچھتے ہیں کہ سچے ہو تو یہ بتاؤ کہ قیامت کب آئے گی؟ کیونکہ وہ اس وعدے کو سچ نہیں سمجھتے۔

﴿ مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ﴾

''نہیں وہ انتظار کرتے مگر ایک ہی چیخ کا جو اُن کو پکڑ لے گی اور وہ جھگڑتے ہی رہ جائیں گے''(49)

سوال1:﴿ مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ﴾ ''نہیں وہ انتظار کرتے مگر ایک ہی چیخ کا جو اُن کو پکڑ لے گی اور وہ جھگڑتے ہی رہ جائیں گے''صور ان کو آ پکڑے گا، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جواب: (1)﴿مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ﴾ ''نہیں وہ انتظار کرتے مگر ایک ہی چیخ کا جواُن کو پکڑ لے گی'' یعنی وہ صرف ایک چیخ، زوردار دھماکے کا انتظار کر رہے ہیں جو انہیں گھبراہٹ میں مبتلا کر دے گا۔

(2)﴿وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ﴾ ''اور وہ جھگڑتے ہی رہ جائیں گے'' سیدنا قتادہ رضی اللہ عنہ اس آیت مبارکہ ﴿مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں ہمیں بتایا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عموماً فرمایا کرتے تھے کہ قیامت لوگوں پر اچانک واقع ہو جائے گی۔ لوگوں کی مصروفیت کا یہ عالم ہوگا کہ کوئی شخص اپنے جانور کو پانی پلا رہا ہوگا، کوئی پانی کا حوض صاف کر رہا ہوگا، کوئی شخص دوکان میں سامان ترتیب دے رہا ہوگا اور اسی طرح کوئی شخص ناپ تول میں مصروف ہوگا کہ قیامت بپا ہو جائے گی، ان لوگوں کو اتنی بھی مہلت نہیں ملے گی کہ وہ گھر واپس جاسکیں یا ان کو وصیت کر سکیں۔ (جامع البیان: 23/15)

(3) سیدنا ابن زید رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً﴾ کی توضیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں ﴿صَيْحَةً وَّاحِدَةً﴾ سے مراد ''نفخة واحدة'' ہے یعنی ایک صور۔ (جامع البیان: 23/15)

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ﴾ ''وہ انتظار نہیں کر رہے مگر قیامت کا کہ اچانک اُن پر آ جائے اور وہ سوچتے بھی نہ ہوں۔'' (الزخرف: 66)

(5) یعنی لوگ اپنے معاملات میں جھگڑ رہے ہوں گے۔ بازاروں میں بھی ایسی ہی کیفیت ہوگی کہ ناگہانی طور پر چیخ ان کو پکڑ لے گی اور وہ انہی مقامات (جہاں کھڑے تھے) پر فوت ہو جائیں گے۔ (صفوۃ التفاسیر: 15/3)

(6)﴿اَفَاَمِنُوْٓا اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ﴾ ''تو کیا وہ اس سے بے خوف ہو گئے ہیں کہ ان پر اللہ تعالیٰ کے عذاب میں سے کوئی ڈھانپ لینے والی آفت آ جائے یا اچانک ان پر قیامت ہی آ جائے اور وہ اس کا شعور بھی نہ رکھتے ہوں'' (یوسف: 107)

سوال 2: قیامت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کیا خبر دی ہے؟

جواب: قیامت اچانک آئے گی۔ لوگ تکرار میں مصروف ہوں گے کہ اچانک صور پھونک دیا جائے گا اور قیامت آ جائے گی ﴿يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ﴾ ''جس دن تم اُسے دیکھو گے ہر دودھ پلانے والی اپنے بچے سے غافل ہو جائے گی جسے وہ دودھ پلا رہی ہوگی اور ہر حاملہ اپنا حمل ڈال دے گی۔ اور تم لوگوں کو مدہوش دیکھو گے حالانکہ وہ مدہوش نہ ہوں گے بلکہ اللہ تعالیٰ کا عذاب بڑا ہی سخت ہوگا'' (الحج: 2)

﴿فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ﴾

''پھر نہ وہ وصیت کی طاقت رکھیں گے اور نہ ہی اپنے گھر والوں کی طرف لوٹیں گے'' (50)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال1: ﴿فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ﴾ ''پھر نہ وہ وصیت کی طاقت رکھیں گے اور نہ ہی اپنے گھر والوں کی طرف لوٹیں گے'' صور پھونکا جائے گا تو وہ گھروں کو لوٹ نہیں سکیں گے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً﴾ ''پھر نہ وہ وصیت کی طاقت رکھیں گے'' اللہ تعالیٰ کا یہ کہنا ہے کہ جب صور پھونکا جائے گا تو یہ مشرکین اتنی ہمت نہیں کر سکیں گے کہ اپنے اموال میں سے کسی شخص کے لیے وصیت کر جائیں۔ (جامع البیان:16/23)

(2) ﴿وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ﴾ ''اور نہ ہی اپنے گھر والوں کی طرف لوٹیں گے'' ﴿وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ﴾ سے مراد ہے کہ جو شخص گھر سے باہر ہوگا وہ گھر نہیں آسکے گا اس لیے کہ اسے اتنی مہلت نہیں دی جائے گی۔ بلکہ یہ لوگ بہت جلد اجل کے منہ میں چلے جائیں گے۔ (جامع البیان:16/23)

(3) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت (اتنی اچانک) قائم ہو جائے گی کہ کوئی شخص اونٹنی (کا دودھ) دوہ رہا ہوگا (اور بعد ازاں دودھ کا) برتن اس کے منہ تک نہ پہنچا ہوگا کہ قیامت آجائے گی۔ اسی طرح دو آدمی کپڑے کی خرید و فروخت کر رہے ہوں گے اور وہ ابھی خرید و فروخت کر ہی رہے ہوں گے کہ قیامت آجائے گی اور کوئی شخص اپنا حوض درست کر کے لوٹا نہیں ہوگا کہ قیامت آجائے گی۔ (مسلم:7413)

(4) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک سورج مغرب سے نہ نکلے گا۔ جب سورج مغرب سے نکلے گا اور لوگ دیکھ لیں گے تو سب ایمان لے آئیں گے، یہی وہ وقت ہوگا جب کسی کے لیے ایمان نفع نہیں دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہوگا یا جس نے ایمان کے بعد عمل خیر نہ کیا ہو۔ پس قیامت آجائے گی اور دو آدمی کپڑا درمیان میں (خرید و فروخت کے لیے) پھیلائے ہوئے ہوں گے۔ ابھی خرید و فروخت بھی نہیں ہو چکی ہوگی اور نہ انہوں نے اسے لپیٹا ہی ہوگا (کہ قیامت قائم ہو جائے گی) اور قیامت اس حال میں قائم ہو جائے گی کہ ایک شخص اپنی اونٹنی کا دودھ لے کر آرہا ہوگا اور اسے پی بھی نہیں سکے گا اور قیامت اس حال میں قائم ہو جائے گی کہ ایک شخص اپنا حوض تیار کر رہا ہوگا اور اس کا پانی بھی نہ پی پائے گا۔ قیامت اس حال میں قائم ہو جائے گی کہ ایک شخص اپنا لقمہ اپنے منہ کی طرف اٹھائے گا اور اسے کھانے بھی نہ پایا ہوگا۔ (بخاری:6506)

سوال2: قیامت کتنی دیر میں آجائے گی؟

جواب: قیامت اتنی جلدی آئے گی کہ کوئی وصیت نہیں کر سکے گا، کوئی اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ کر نہیں آسکے گا۔

رکوع نمبر 4

﴿وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اور صور میں پھونکا جائے گا سو یکا یک وہ قبروں سے اپنے رب کی طرف تیزی سے دوڑ پڑیں گے''(51)

سوال:﴿وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَإِذَا هُمْ مِّنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ﴾ ''اور صور میں پھونکا جائے گا سو یکا یک وہ قبروں سے اپنے رب کی طرف تیزی سے دوڑ پڑیں گے'' زندگی بعد موت کے صور کے بعد حالات کیسے بدل جائیں گے آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ﴾ ''اور صور میں پھونکا جائے گا'' یعنی جب سیدنا اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے۔

(2) سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک دیہاتی نے سوال کیا ''یارسول اللہ ﷺ! صور کیا ہے'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''یہ ایک سینگ ہے جس میں پھونک ماری جائے گی۔'' (ترمذی:3244)

(3)﴿فَإِذَا هُمْ مِّنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ﴾ ''سو یکا یک وہ قبروں سے اپنے رب کی طرف تیزی سے دوڑ پڑیں گے'' یہ دوسری بار صور پھونکنے کی آواز ہوگی جو مردوں کے قبروں سے زندہ ہو کر اٹھنے کے لیے ہوگی۔

(4) رب العزت نے فرمایا:﴿يَوْمَ تَشَقَّقُ الْأَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ۚ ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيْرٌ﴾ ''جس دن ان پر سے زمین پھٹ جائے گی اور لوگ (نکل کر) تیزی سے دوڑ رہے ہوں گے، یہ حشر ہم پر بہت ہی آسان ہے۔'' (ق:44)

(5)﴿خُشَّعًا أَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْأَجْدَاثِ كَأَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ ﴿٧﴾ مُّهْطِعِيْنَ إِلَى الدَّاعِ ۖ يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ﴿٨﴾﴾ ''ان کی نگاہیں جھکی ہوئی ہوں گی، وہ اپنی قبروں سے ایسے نکلیں گے گویا وہ منتشر ٹڈیاں ہوں۔ گردن اٹھا کر پکارنے والے کی طرف دوڑنے والے ہوں گے، کافر کہیں گے: ''یہ تو بڑا مشکل دن ہے۔'' (القمر:7،8)

(6) سیدنا ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں کیونکر آرام کروں حالانکہ نرسنگے والا نرسنگا منہ میں لیے ہوئے ہے (یعنی صور) اور اپنی پیشانی جھکائے ہوئے ہے اور کان لٹکائے ہوئے منتظر ہے پھونکنے کے حکم کا کہ فوراً پھونک دے'' مسلمانوں نے کہا: ہم کیا کہیں یارسول اللہ ﷺ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہو کافی ہے ہم کو اللہ اور کیا اچھا وکیل ہے توکل کیا ہم نے اللہ پر وہ پروردگار ہمارا ہے'' اور کبھی آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ ہی پر بھروسہ کیا ہم نے۔'' (ترمذی:3243)

﴿قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ﴾

''وہ کہیں گے: ''ہائے ہماری بدبختی! کس نے ہمیں ہماری قبروں سے اُٹھایا؟'' یہ وہی ہے جس کا رحمان نے وعدہ کیا تھا اور رسولوں نے سچ کہا تھا''(52)

سوال﴿قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ﴾ ''وہ کہیں گے: ''ہائے ہماری

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بدبختی! کس نے ہمیں ہماری قبروں سے اُٹھایا؟'' یہ وہی ہے جس کا رحمان نے وعدہ کیا تھا اور رسولوں نے سچ کہا تھا'' رسولوں کو جھٹلانے والے حسرت اور ندامت کا اظہار کیسے کریں گے۔ آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب (1)﴿قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا﴾ ''وہ کہیں گے: ''ہائے ہماری بدبختی! کس نے ہمیں ہماری قبروں سے اُٹھایا؟'' رسولوں کو جھٹلانے والے حسرت اور ندامت سے کہیں گے۔ ہمیں ہماری قبروں سے کس نے اٹھا کھڑا کیا۔

(2)﴿هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ﴾ ''یہ وہی ہے جس کا رحمان نے وعدہ کیا تھا اور رسولوں نے سچ کہا تھا'' مومن جواب دیں گے کہ یہی قیامت کا دن ہے جس کا وعدہ مہربان رب نے اور اس کے رسولوں نے کیا تھا۔

(3)﴿فَتَوَلَّ عَنْهُمْ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى شَيْءٍ نُّكُرٍ (٦) خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ (٧) مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ ۭ يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ (٨)﴾ ''چنانچہ آپ ان سے منہ پھیر لیں۔ جس دن پکارنے والا ایک سخت ناگوار چیز کی طرف پکارے گا ان کی نگاہیں جھکی ہوئی ہوں گی، وہ اپنی قبروں سے ایسے نکلیں گے گویا وہ منتشر ٹڈیاں ہوں۔ گردن اٹھا کر پکارنے والے کی طرف دوڑنے والے ہوں گے، کافر کہیں گے: ''یہ تو بڑا مشکل دن ہے۔'' (القمر:6-8)

(4)﴿يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ سِرَاعًا كَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ﴾ ''جس دن یہ اپنی قبروں سے تیز دوڑتے ہوئے نکلیں گے گویا کہ وہ کسی گاڑے ہوئے نشان کی طرف دوڑے جا رہے ہیں۔'' (المعارج:43)

(5) سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی نے سوال کیا، یارسول اللہ! صور کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ ایک سینگ ہے جس میں پھونک ماری جائے گی۔ (ترمذی:3244)

(6) اللہ تعالیٰ کی صفت الرحمٰن کا تذکرہ محض قیامت کے وعدے کی خبر دینے کے لیے نہیں ہوگا بلکہ اس دن اللہ تعالیٰ کی رحمت کے ایسے مناظر دیکھیں گے جو کبھی حاشیہ خیال سے بھی نہ گزرتے ہوں جیسا کہ فرمایا: ﴿وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَاۗءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰۗىِٕكَةُ تَنْزِيْلًا﴾ ''اور جس دن آسمان بادل کے ساتھ پھٹ جائے گا اور فرشتے نازل کیے جائیں گے، لگاتار نازل کیا جانا۔'' (الفرقان:25)

﴿اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ﴾

''نہیں ہوگی مگر ایک ہی چیخ تو اچانک وہ سب کے سب ہمارے سامنے حاضر کئے ہوئے ہوں گے'' (53)

سوال: ﴿اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ﴾ ''نہیں ہوگی مگر ایک ہی چیخ تو اچانک وہ سب کے سب ہمارے سامنے حاضر کئے ہوئے ہوں گے'' ایک چنگھاڑ سے مردے حاضر ہو جائیں گے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً﴾ ''نہیں ہوگی مگر ایک ہی چیخ'' قبروں والے مردے ایک چنگھاڑ سے جی اٹھیں گے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(2) رب العزت نے فرمایا: ﴿فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ﴿۱۳﴾ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ﴿۱۴﴾﴾ ''چنانچہ وہ تو بس ایک ڈانٹ ہوگی۔ پھر اچانک وہ ایک کھلے میدان میں ہوں گے۔'' (النازعات:13،14)

(3) ﴿وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ﴾ ''اور قیامت کا معاملہ پلک جھپکنے جیسا ہے یا وہ اس سے بھی زیادہ قریب ہے'' (النحل:77)

(4) ﴿فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ﴾ ''تو اچانک وہ سب کے سب ہمارے سامنے حاضر کئے ہوئے ہوں گے'' یعنی سب صرف ایک ڈانٹ سے اول و آخر، جن اور انسان سب حاضر ہو جائیں گے۔ (5) اس حاضری کے بعد ان کے اعمال کا حساب لیا جائے گا۔

﴿فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا وَّلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾

''چنانچہ آج کے دن کسی پر کچھ بھی ظلم نہ ہوگا اور تمہیں نہیں بدلہ دیا جائے گا سوائے اس کے جو تم عمل کیا کرتے تھے'' (54)

سوال: ﴿فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا وَّلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ ''چنانچہ آج کے دن کسی پر کچھ بھی ظلم نہ ہوگا اور تمہیں نہیں بدلہ دیا جائے گا سوائے اس کے جو تم عمل کیا کرتے تھے'' ہر ایک کو اس کے عمل کی جزا دی جائے گی، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ﴾ ''چنانچہ آج کے دن کسی پر کچھ بھی ظلم نہ ہوگا'' یعنی کسی کا کوئی نیک عمل کم نہیں کیا جائے گا، نہ کسی کی برائیوں میں اضافہ کیا جائے گا۔

(2) سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اے میرے بندو! میں نے ظلم کو اپنے اوپر حرام کیا ہے۔ (مسلم:6572)

(3) ﴿وَلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ ''اور تمہیں نہیں بدلہ دیا جائے گا سوائے اس کے جو تم عمل کیا کرتے تھے'' ہر کسی کو اس کے اعمال کی جزا دی جائے گی، جس نے کوئی برائی یا بھلائی کی ہوگی اسے اس کی جزا سزا ملے گی۔

﴿اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ﴾

''یقیناً آج اہلِ جنت اپنے شغل میں خوش ہیں'' (55)

سوال: ﴿اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ﴾ ''یقیناً آج اہلِ جنت اپنے شغل میں خوش ہیں'' جنت والے سدا بہار باغوں میں بسائے جائیں گے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) رب العزت نے اعمال کی جزا کا تفصیلی ذکر کرتے ہوئے اہل جنت کے بارے میں فرمایا: ﴿اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ﴾ ''یقیناً آج

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اہلِ جنت'' جنت والے سدا بہار باغوں میں بسائے جائیں گے۔

(2)﴿الْيَوْمَ فِي شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ﴾ ''اپنے شغل میں خوش ہیں'' اہل جنت ایسے مشاغل میں ہوں گے جس سے ان کے نفس اور ان کی آنکھیں لذت حاصل کریں گے۔ وہ لذتوں میں اس قدر خوش وخرم ہوں گے کہ ہر چیز سے بے نیاز ہو جائیں گے۔

(3) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (قیامت کے روز) ایک پکارنے والا (فرشتہ جنتی لوگوں کو) پکار کر کہے گا، تم لوگ ہمیشہ صحت مند رہو گے کبھی بیمار نہیں ہو گے، ہمیشہ زندہ رہو گے کبھی موت نہیں آئے گی، ہمیشہ جوان رہو گے کبھی تم پر بڑھاپا نہیں آئے گا اور ہمیشہ مزے کرو گے کبھی رنجیدہ نہیں ہو گے۔ (مسلم:7157)

(4) سیدنا ابی سعید رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ایک پکارنے والا پکارے گا (یعنی جنت میں) کہ تمہارے لیے زندگی ہے کہ تم کبھی نہ مرو گے تم، اور تندرست رہو گے اور کبھی بیمار نہ ہو گے، اور تم جوان رہو گے کہ کبھی بوڑھے نہ ہو گے اور تم ہمیشہ آرام میں رہو گے کہ کبھی تکلیف نہ پاؤ گے یہی مراد ہے اللہ تعالیٰ کہ اس قول کی ﴿وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ ''یعنی یہی جنت ہے کہ وارث ہوئے تم اس کے اپنے عملوں کے بدلے۔'' (ترمذی:3246)

﴿هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِيْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوْنَ﴾

''وہ اور اُن کی بیویاں تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے گھنے سایوں میں ہوں گے'' (56)

سوال: ﴿هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِيْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوْنَ﴾ ''وہ اور اُن کی بیویاں تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے گھنے سایوں میں ہوں گے'' اہل جنت کمال راحت، اطمینان اور لذت میں ہوں گے، آیت کی روشنی میں واضح کریں؟

جواب: (1)﴿هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ﴾ ''وہ اور اُن کی بیویاں'' یعنی اہل جنت اور ان کی پاکیزہ، خوب صورت اور خوب سیرت بیویاں۔

(2)﴿فِيْ ظِلٰلٍ﴾ ''گھنے سایوں میں ہوں گے'' جنت کے درختوں کی گھنی چھاؤں میں ہوں گے۔

(3)﴿عَلَى الْاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوْنَ﴾ ''تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے'' وہ خوبصورت مسہریوں اور مسندوں پر بےفکری سے آرام کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے ہوں گے۔

(4) مسند پر تکیہ لگانا کمال راحت، اطمینان اور لذت کی دلیل ہے۔

(5)﴿فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا (١١) وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا (١٢) مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ۚ لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا (١٣) وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا (١٤)﴾ ''چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اُس دن کی مصیبت سے اُنہیں بچایا اور اُنہیں تازگی اور خوشی عطا فرمائی ہے اور اس کی وجہ سے جو اُنہوں نے صبر کیا بدلہ میں انہیں جنت اور ریشم دیا وہاں وہ تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گئے، نہ اُس میں وہ شدید دھوپ دیکھیں گے اور نہ ہی یخ سردی۔ اور جنت کے سائے اُن پر جھکے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوں گے۔اور اُس کے خوشے اُن کے بالکل تابع کر دیئے جائیں گے،خوب تابع کیا جانا۔'' (الدھر:11-14)

﴿لَهُمۡ فِيۡهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمۡ مَّا يَدَّعُوۡنَ ﴾

''اُس میں ان کے لیے لذیذ پھل ہوں گے اور اُن کے لیے وہ سب کچھ ہوگا جو وہ طلب کریں گے'' (57)

سوال: ﴿لَهُمۡ فِيۡهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمۡ مَّا يَدَّعُوۡنَ﴾ ''اُس میں ان کے لیے لذیذ پھل ہوں گے اور اُن کے لیے وہ سب کچھ ہوگا جو وہ طلب کریں گے'' تازہ پھل اور جو چاہیں گے پائیں گے،آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿لَهُمۡ فِيۡهَا فَاكِهَةٌ﴾ ''اُس میں ان کے لیے لذیذ پھل ہوں گے'' جنت میں ان کے لیے ہر قسم کے لذیذ اور تازہ پھل تیار رہیں گے مثلاً انار انگور وغیرہ۔

(2) ﴿وَّلَهُمۡ مَّا يَدَّعُوۡنَ﴾ ''اور اُن کے لیے وہ سب کچھ ہوگا جو وہ طلب کریں گے'' جنت میں وہ جو چاہیں گے،جس کی تمنا ہوگی،جس کی خواہش کریں گے پالیں گے۔جیسا کہ فرمایا ﴿وَفِيۡهَا مَا تَشۡتَهِيۡهِ الۡاَنۡفُسُ وَتَلَذُّ الۡاَعۡيُنُ﴾ ''اور اُس میں ہر وہ چیز ہوگی جس کی دل خواہش کریں گے اور آنکھیں لذت پائیں گی'' (الزخرف:71)

(3) ابن ابی حاتم میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی اس جنت میں جانے کا خواہش منداور اس کے لیے تیاریاں کرنے والا اور مستعدی ظاہر کرنے والا ہے؟ جس میں کوئی خوف وخطر نہیں،رب کعبہ کی قسم وہ سراسر نور ہے تازگیاں بے حد ہیں۔اس کا سبزہ لہلہارہا ہے اس کے بالا خانے مضبوط بلند اور پختہ ہیں اس کی نہریں بھری ہوئی اور بہہ رہی ہیں۔اس کے پھل ذائقے دار،پکے ہوئے اور بکثرت ہیں۔اس میں خوبصورت نوجوان حوریں ہیں اور ان کے لباس ریشمی اور بیش قیمت ہیں،اس کی نعمتیں ابدی اور لازوال ہیں،وہ سلامتی کا گھر ہے،وہ سبز اور تازے پھلوں کا باغ ہے،اس کی نعمتیں بہ کثرت اور عمدہ ہیں اور اس کے محلات بلند و بالا اور مزین ہیں۔یہ سن کر جتنے صحابہ رضی اللہ عنہم تھے سب نے کہا حضور ﷺ ہم اس کے لیے تیاری کرنے اور اس کے حاصل کرنے کی کوشش کرنے والے ہیں،ہیں،آپ ﷺ نے فرمایا ان شاء اللہ کہو چنانچہ انہوں نے کہا ان شاء اللہ۔ (تفسیر ابن کثیر:4/351)

(4) ﴿نَحۡنُ اَوۡلِيٰٓـؤُكُمۡ فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا وَفِى الۡاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمۡ فِيۡهَا مَا تَشۡتَهِىۡۤ اَنۡفُسُكُمۡ وَلَكُمۡ فِيۡهَا مَا تَدَّعُوۡنَ ﴿۳۱﴾ نُزُلًا مِّنۡ غَفُوۡرٍ رَّحِيۡمٍ ﴿۳۲﴾﴾ ''ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے ساتھی ہیں اور آخرت میں بھی۔اور تمہارے لیے وہ ہے جو تمہارے دل چاہیں گے اور تمہارے لیے اُس میں وہ کچھ ہے جو تم طلب کرو گے۔بے حد بخشنے والے بے حد رحم والے کی جناب سے مہمان نوازی کے طور پر۔'' (حم السجدۃ:31،32)

(5) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (قیامت کے روز) ایک پکارنے والا (فرشتہ جنتی لوگوں کو) پکار کر کہے گا تم لوگ ہمیشہ صحت مند رہو گے کبھی بیمار نہیں ہوگے،ہمیشہ زندہ رہو گے کبھی موت نہیں آئے گی،ہمیشہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جوان رہو گے کبھی تم پر بڑھاپا نہیں آئے گا اور ہمیشہ مزے کرو گے کبھی رنجیدہ نہیں ہو گے۔ (مسلم:7157)

﴿سَلٰمٌ قف قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ﴾

''رب رحیم کی طرف سے سلام کہا جائے گا'' (58)

سوال:﴿سَلٰمٌ قف قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ﴾ ''رب رحیم کی طرف سے سلام کہا جائے گا'' جنت والوں کے لیے رب رحیم کے سلام کی وضاحت آیت کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿سَلٰمٌ﴾ ''سلام'' اہل جنت کی عزت اور لذت کا اس وقت کیا حال ہوگا جس وقت انہیں سلام کیا جائے گا۔

(2)﴿قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ﴾ ''رب رحیم کی طرف سے کہا جائے گا'' مہربان رب اہل جنت کو سلام فرمائے گا اور ان سے کلام کرے گا۔

(3) مقاتل نے کہا: جنت کے ہر دروازہ سے ملائکہ یہ کہتے ہوئے داخل ہوں گے اے اہل جنت تم پر تمہارے رب رحیم کی طرف سے سلامتی ہے دوامی سلامتی ہے۔ (تفسیر الوسیط:517/3)

(4)﴿قَوْلًا﴾ کے ذریعے سے مؤکد کیا اور جب ربّ رحیم کی طرف سے ان کو سلام بھیجا جائے گا تو انہیں ہر لحاظ سے مکمل سلامتی حاصل ہوگی۔ انہیں سلام کہا جائے گا جس سے بڑھ کر کوئی سلام نہیں اور اس جیسی کوئی نعمت نہیں۔ آپ کا کیا خیال ہے بادشاہوں کے بادشاہ، رب عظیم اور رؤف رحیم کی طرف سے اکرام وتکریم کے گھر میں رہنے والے ان لوگوں کو بھیجا گیا سلام کیسا ہوگا، جن پر اس کی رضا سایہ کناں اور جن سے ناراضی ہمیشہ کے لیے دور ہے؟ اگر اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے موت مقدر کی ہوتی یا فرحت وسرور کی وجہ سے حرکت قلب کا بند ہو جانا مقرر کیا ہوتا تو وہ خوشی سے ضرور مر جاتے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارا رب ہمیں ان نعمتوں سے محروم نہیں کرے گا اور ہمیں اپنے چہرہ اقدس کا دیدار کرائے۔ (سعدی:2251/3)

(5) یا ارحم الراحمین ہمیں نعمت عظمیٰ عطا فرمانا۔

﴿وَامْتَازُوا الْیَوْمَ اَیُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ﴾

''اور اے مجرمو! آج تم الگ ہو جاؤ'' (59)

سوال:﴿وَامْتَازُوا الْیَوْمَ اَیُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ﴾ ''اور اے مجرمو! آج تم الگ ہو جاؤ'' قیامت کے دن کافر مسلمانوں سے دور کر دیے جائیں گے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَامْتَازُوا الْیَوْمَ﴾ ''اور آج تم الگ ہو جاؤ'' قیامت کے دن اللہ تعالیٰ حکم دیں گے الگ ہو جاؤ، دور ہو جاؤ۔

(2)﴿اَیُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ﴾ ''اے مجرمو!'' حکم ہوگا اے مجرمو! مومنوں سے علیحدہ ہو جاؤ اور اپنے ٹھکانے دوزخ میں داخل ہو جاؤ۔ اس کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعد کبھی ایمان والوں کے ساتھ تم اکٹھے نہیں ہوسکو گے۔

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ﴾ ''اور جس دن قیامت قائم ہوگی اُس دن لوگ جُدا جُدا ہو جائیں گے۔'' (الروم:14)

(4) ﴿فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ يَوْمَئِذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ﴾ ''پس آپ اپنا چہرہ دین کے لیے سیدھا قائم رکھیں اس سے پہلے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ دن آئے جس کا ٹل جانا نہیں ہے، اُس دن وہ الگ الگ ہوجائیں گے'' (الروم:43)

(5) ﴿وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ وَشُرَكَآؤُكُمْ ۚ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ﴾ ''اور جس دن ہم اُن سب کو جمع کریں گے۔ پھر جنھوں نے شرک کیا ہوگا اُن سے کہیں گے کہ تم بھی اور تمہارے شریک بھی اپنی اپنی جگہ رہو۔ پھر ہم اُن کے درمیان پھوٹ ڈال دیں گے۔'' (یونس:28)

(6) ﴿اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ (٢٢) مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ (٢٣)﴾ ''جمع کرو اُن سب لوگوں کو جنھوں نے ظلم کیا اور اُن کے ساتھیوں کو بھی اور اُن کو بھی جن کی وہ عبادت کرتے تھے اللہ تعالیٰ کے ماسوا۔ اُن کی دوزخ کے راستے کی طرف راہ نمائی کرو۔'' (الصافات:23,22)

﴿اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ﴾

''اے آدم کی اولاد! کیا میں نے تمھیں تاکید نہیں کی تھی کہ شیطان کی عبادت نہ کرو یقیناً وہ تمہارا کھلا دشمن ہے'' (60)

سوال: ﴿اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ﴾ ''اے آدم کی اولاد! کیا میں نے تمھیں تاکید نہیں کی تھی کہ شیطان کی عبادت نہ کرو یقیناً وہ تمہارا کھلا دشمن ہے'' کافروں کی ندامت کے لیے اللہ تعالیٰ کی ڈانٹ کی وضاحت آیت کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ﴾ ''کیا میں نے تمھیں تاکید نہیں کی تھی'' قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کافروں سے کہے گا کیا میں نے تمھیں وصیت نہیں کی تھی، رسولوں کے ذریعے تمھیں حکم نہیں دیا تھا۔

(2) ﴿يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ﴾ ''اے آدم کی اولاد! کہ شیطان کی عبادت نہ کرو'' اللہ تعالیٰ جہنم میں جانے سے پہلے کافروں کو قائل کریں گے کہ اے آدم کے بچو کیا میں نے تم سے عہد نہیں لیا تھا کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا یعنی اس کی اطاعت، اس کی پیروی نہ کرنا۔

(3) ﴿اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ﴾ ''کہ شیطان کی عبادت نہ کرو'' اس نے وسوسے ڈال کر کتنی کثیر مخلوق کو گمراہ کر دیا۔ کیا میں نے تمھیں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

تمہارے دشمن سے بچانے کے لیے خبردار نہیں کیا تھا؟ کیا میں نے تمہیں اس کے طریقہ واردات سے آگاہ نہیں کیا تھا؟ کیا پیغمبروں نے شیطان کی عبادت سے نہیں روکا تھا؟ جیسا کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد کو روکا ﴿يٰٓاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا﴾ ''اے میرے ابا جان! آپ شیطان کی عبادت نہ کریں، یقیناً شیطان ہمیشہ سے رحمن کا بڑا نافرمان ہے۔'' (مریم:44)

(4) حشر کے میدان میں لوگ اعتراف کریں گے ﴿لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِيْ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا﴾ ''بلاشبہ یقیناً اُس نے مجھے اس کے بعد نصیحت سے بہکا دیا جب کہ وہ میرے پاس آ چکی تھی اور انسان کو شیطان ہمیشہ چھوڑ جانے والا ہے۔'' (الفرقان:29)

﴿وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ﴾

''اور یہ کہ تم میری عبادت کرو یہ سیدھا راستہ ہے'' (61)

سوال: ﴿وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ﴾ ''اور یہ کہ تم میری عبادت کرو یہ سیدھا راستہ ہے'' اللہ تعالیٰ کی عبادت کا راستہ ہی سیدھا ہے آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ﴾ ''اور یہ کہ تم میری عبادت کرو'' رب العزت حشر کے میدان میں کافروں سے مخاطب ہو کر فرمائیں گے کہ میں نے تمہیں صرف اپنی عبادت کا حکم دیا تھا۔ اپنی توحید اور اپنی اطاعت کا حکم دیا تھا اور یہ کہ میری نافرمانی نہ کرنا۔

(2) ﴿هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ﴾ ''یہ سیدھا راستہ ہے'' میری عبادت سیدھا راستہ ہے۔ یعنی شیطان کی عبادت چھوڑنے اور رحمٰن کی اطاعت کرنے کا راستہ ہی سیدھا دار السلام تک پہنچاتا ہے مگر تم نے سیدھے راستے کو چھوڑ کر شیطان کا راستہ اختیار کر لیا۔

﴿وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا ۭ اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ﴾

''اور بلاشبہ یقیناً وہ تم میں سے ایک کثیر مخلوق کو گمراہ کر چکا تو کیا تم سمجھتے نہیں تھے؟'' (62)

سوال: ﴿وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا ۭ اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ﴾ ''اور بلاشبہ یقیناً وہ تم میں سے ایک کثیر مخلوق کو گمراہ کر چکا تو کیا تم سمجھتے نہیں تھے؟'' شیطان نے بہت سی مخلوق کو گمراہ کر دیا، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا﴾ ''اور بلاشبہ یقیناً وہ تم میں سے ایک کثیر مخلوق کو گمراہ کر چکا'' رب العزت قیامت کے دن فرمائیں گے شیطان نے اپنے رسولوں سے، تزئین اعمال سے بہت سی مخلوق کو گمراہ کر دیا۔

(2) تم نے میرے ساتھ کیے گئے عہد کی حفاظت نہ کی، تم نے میری اطاعت نہ کی، تم نے میری مخالفت کی اور میری خالص عبادت کو چھوڑ کر شیطان سے دوستی رکھی تو اس نے بہت زیادہ مخلوق کو گمراہ کر دیا۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(3)﴿اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ﴾ ''تو کیا تم سمجھتے نہیں تھے'' یعنی اے شرک کرنے والو اس وقت تمہارے پاس عقل نہیں تھی جب تم نے شیطان کی اطاعت کر کے غیر اللہ کو معبود بنایا تھا۔ یہ تمہارے لائق نہ تھا کہ تم اپنے اور اللہ تعالیٰ کے دشمن کی اطاعت کرو اور غیر اللہ کی عبادت کرو۔ (جامع البیان:25/23) (4) اگر تمہاری عقل درست ہوتی تو تم اپنے بدترین دشمن کو اپنا سرپرست نہ بناتے۔

(5) کیا تمہارے پاس عقل نہیں تھی کہ تم شیطان کی دشمنی کے بارے میں جانتے اور تم یہ جان لیتے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت واجب ہے (قرطبی:36/8)

﴿هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ﴾

''یہ جہنم ہے جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا'' (63)

سوال: ﴿هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ﴾ ''یہ جہنم ہے جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا'' یہی جہنم ہے جس سے رسول تمہیں ڈراتے تھے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿هٰذِهٖ جَهَنَّمُ﴾ ''یہ جہنم ہے'' رب العزت فرمائیں گے تم نے عقل سے کام نہ لیا، اپنے دشمن شیطان کی اطاعت کی۔ تم نے اپنے مہربان رب کی مخالفت کی، اس کے ساتھ ملاقات کا انکار کیا اور دار الجزا میں آ گئے ہو تو دیکھ لو یہی جہنم ہے جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے اپنی آنکھوں سے دیکھو تمہارا پتہ پانی ہو جائے گا۔ یہی جہنم ہے۔

(2)﴿الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ﴾ ''جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا'' تمہارے کفر پر، اللہ تعالیٰ کے انکار اور اس کے رسولوں کو جھٹلانے پر تمہیں اس جہنم کی وعید دی جاتی تھی۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِیْنَ (۴۲) وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِیْنَ (۴۳)﴾ ''بے شک میرے بندوں پر تیرے لیے کوئی غلبہ نہیں ہوگا مگر جو گمراہوں میں سے تیرے پیچھے چلیں گے۔ اور بے شک جہنم یقیناً ان سب کے وعدے کی جگہ ہے۔'' (الحجر:42،43)

(3)﴿قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا﴾ ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جا! پھر ان میں سے جو بھی تیری پیروی کرے گا تم سب کا پورا پورا بدلہ یقیناً جہنم ہی ہے'' (بنی اسرائیل:63)

﴿اِصْلَوْهَا الْیَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ﴾

''آج اس میں داخل ہو جاؤ اس کے بدلے جو تم کفر کیا کرتے تھے'' (64)

سوال: ﴿اِصْلَوْهَا الْیَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ﴾ ''آج اس میں داخل ہو جاؤ اس کے بدلے جو تم کفر کیا کرتے تھے'' کفر کے بدلے میں جہنم میں داخل ہو جاؤ، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ﴾ ''آج اس میں داخل ہو جاؤ'' رب العزت حکم دیں گے کہ آج کے دن جہنم جاؤ اور جلو۔

(2)﴿بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ﴾ ''اس کے بدلے جو تم کفر کیا کرتے تھے'' تم اللہ کی آیات کا اس کی ملاقات اور رسولوں کی رسالت کا انکار کیا کرتے تھے اپنے کفر کے بدلے میں جہنم میں داخل ہو جاؤ۔ تمہارے جھٹلانے کی وجہ سے آگ تیار ہے جسم کے ہر حصے کو جلائے گی جیسا کہ فرمایا:﴿يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا (۱۳) هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ (۱۴) اَفَسِحْرٌ هٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ (۱۵)﴾ ''جس دن اُنہیں دھکیلا جائے گا جہنم کی آگ کی طرف، سخت دھکیلا جانا یہ ہے وہ آگ جسے تم جھٹلاتے تھے۔ تو کیا یہ جادو ہے یا تم دیکھتے ہی نہیں؟'' (طور:13، 15)

﴿اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾

''آج ہم اُن کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے اور اُن کے ہاتھ ہم سے کلام کریں گے اور اُن کے پاؤں گواہی دیں گے جو بھی وہ کمایا کرتے تھے'' (65)

سوال:﴿اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾ ''آج ہم اُن کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے اور اُن کے ہاتھ ہم سے کلام کریں گے اور اُن کے پاؤں گواہی دیں گے جو بھی وہ کمایا کرتے تھے'' قیامت کے دن گویائی سلب کر لی جائے گی، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿اَلْيَوْمَ﴾ ''آج'' یعنی قیامت کے دن۔

(2)﴿نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ﴾ ''ہم اُن کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے'' جب کافر اور منافق قسمیں کھا کھا کر اپنی بے گناہی کا یقین دلائیں گے تو رب العزت فرمائیں گے آج تو ہم ان کے منہ پر مہر لگا کر انہیں گونگا بنا دیں گے۔ اب یہ انکار نہیں کر سکیں گے۔ اب یہ اس پر قدرت نہیں رکھتے کہ جھٹلا سکیں۔

(3) مہر لگانے کی ضرورت اس لیے پیش آئے گی کہ ابتداء میں مشرکین قیامت کے دن جھوٹ بولیں گے۔

(4)﴿وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ﴾ ''اور اُن کے ہاتھ ہم سے کلام کریں گے'' ان کے اعضاء ان کی نافرمانیوں اور دنیا میں کیے جانے والے گناہوں کی گواہی دیں گے۔ ہر عضو اپنی اپنی گواہی دے گا۔

(5) اعضاء کو رب العالمین قوت گویائی دے گا جس نے ہر چیز کو قوت گویائی عطا فرمائی ہے جیسا کہ فرمایا:﴿وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ۭ قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾ ''اور وہ اپنی کھالوں سے کہیں گے: ''تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی ہے؟'' وہ کہیں گی: ''ہمیں اُسی اللہ تعالیٰ نے گویائی دی ہے جس نے ہر چیز کو گویائی دے دی'' اور اُس نے تمہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا اور اُسی کی طرف تم واپس لائے جا رہے ہو'' (حم السجدہ:21)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(6) ﴿وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾ ''اور اُن کے پاؤں گواہی دیں گے جو بھی وہ کمایا کرتے تھے'' یعنی دنیا میں جو گناہ کرتے تھے پاؤں بھی خلاف گواہی دے دیں گے۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ ''اس دن جب ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں ان کے اپنے ہی خلاف گواہی دیں گے جو کام بھی وہ کیا کرتے تھے۔'' (النور:24)

(7) ہر عضو اپنے جرم کی گواہی دے گا جیسا کہ فرمایا: ﴿حَتّٰٓى اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ ''یہاں تک کہ جونہی وہ آجائیں گے تو اُن کے کان اور اُن کی آنکھیں اور اُن کی کھالیں ان کے خلاف گواہی دیں گی اس کی جو وہ عمل کیا کرتے تھے'' (حم السجدۃ:20)

(8) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا قیامت کے دن ہم اپنے رب کو دیکھیں گے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تمہیں دو پہر کے وقت میں جبکہ کوئی بادل نہ ہو، سورج کے دیکھنے میں کوئی مشقت ہوتی ہے؟''، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''نہیں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تمہیں چودھویں رات کے چاند کے دیکھنے میں جبکہ بادل نہ ہوں کوئی مشقت ہوتی ہے؟'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''نہیں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! کہ تم لوگوں کو اپنے رب کو دیکھنے میں کسی قسم کا حجاب نہیں ہوگا سوائے اس کے کہ جتنا تمہیں سورج اور چاند میں کسی ایک کے دیکھنے میں حجاب ہوتا ہے۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے بعد اللہ بندوں سے ملاقات (یعنی حساب) کرے گا اور فرمائے گا: اے فلاں کیا میں نے تجھے عزت نہیں دی اور تجھے سردار نہیں بنایا اور تجھے جوڑا نہیں بنایا (یعنی تیری شادی نہیں کی) اور تیرے گھوڑے اور اونٹ مسخر نہیں کیے اور کیا میں نے تجھے ریاست اور آرام کی حالت میں نہیں چھوڑا اور تو ان سے چوتھائی حصہ لیتا تھا؟ وہ عرض کرے گا جی ہاں! اے پروردگار۔ اللہ عزوجل فرمائے گا کیا تو گمان کرتا تھا کہ تو مجھ سے ملاقات کرے گا؟ وہ عرض کرے گا نہیں۔ پھر اللہ عزوجل فرمائیں گے: کہ میں تجھے بھلا دیتا ہوں جس طرح کہ تو نے مجھے بھلا دیا پھر اللہ تعالیٰ دوسرے سے ملاقات کرے گا۔ اور فرمائے گا: اے فلاں کیا میں نے تجھے عزت نہیں دی اور تجھے سردار نہیں بنایا اور تجھے جوڑا نہیں بنایا (یعنی تیری شادی نہیں کی) اور تیرے گھوڑے اور اونٹ مسخر نہیں کیے اور کیا میں نے تجھے ریاست اور آرام کی حالت میں نہیں چھوڑا اور تو ان سے چوتھائی حصہ لیتا تھا؟ وہ عرض کرے گا جی ہاں! اے پروردگار۔ اللہ عزوجل فرمائے گا کیا تو گمان کرتا تھا کہ تو مجھ سے ملاقات کرے گا؟ وہ عرض کرے گا نہیں۔ پھر اللہ عزوجل فرمائیں گے: کہ میں تجھے بھلا دیتا ہوں جس طرح کہ تو نے مجھے بھلا دیا پھر اللہ تعالیٰ تیسرے سے ملاقات کرے گا اور اللہ اسے بھی اسی طرح سے فرمائے گا وہ عرض کرے گا اے پروردگار میں تجھ پر اور تیری کتابوں پر، اور تیرے رسولوں پر ایمان لایا اور میں نے نماز پڑھی اور میں نے روزہ رکھا اور میں نے صدقہ وخیرات کیا۔ اس سے جس قدر ہو سکے گی وہ اپنی نیکی کی تعریف کرے گا پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تجھے ابھی تیری نیکیوں کا پتہ چل جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر اسے کہا جائے گا کہ ہم ابھی تیرے خلاف گواہ بھیجتے ہیں وہ اپنے دل میں غور وفکر کرے گا کہ کون ہے جو میرے خلاف گواہی دے؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

پھراس کے منہ پر مہر لگادی جائے گی اوراس کی ران گوشت ہڈیوں سے کہا جائے گا بول۔تو پھراس کی ران اس کا گوشت،اوراس کی ہڈیاں اس کے اعمال کی گواہی دیتے ہوئے بولیں گی اور یہ سب اس وجہ سے ہوگا کہ کوئی اپنے نفس کی طرف سے کوئی عذر قائم نہ کرسکے اور یہ منافق آدمی ہوگا اوراس پر اللہ تعالیٰ اپنی ناراضگی کا اظہار فرمائے گا۔'' (مسلم:7438)

﴿وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓى اَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ﴾

''اوراگر ہم چاہیں تو یقیناً اُن کی آنکھوں کو مٹادیں۔پھروہ راستے کی طرف بڑھیں تووہ کہاں سے دیکھیں گے؟'' (66)

سوال1:﴿وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓى اَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ﴾ ''اوراگر ہم چاہیں تو یقیناً اُن کی آنکھوں کو مٹادیں۔پھروہ راستے کی طرف بڑھیں تووہ کہاں سے دیکھیں گے؟'' بینائی سلب کر لی جائے گی تو راستہ کہاں سے دیکھو گے؟ آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓى اَعْيُنِهِمْ﴾ ''اوراگر ہم چاہیں تو یقیناً اُن کی آنکھوں کو مٹادیں'' رب العزت نے فرمایا کہ ہم چاہیں تو بینائی سلب کرلیں۔کیا پہلے قوت گویائی سلب نہیں کر لی تھی۔

(2)یعنی اگر ہم چاہیں تو انہیں ہدایت سے اندھا کردیں اورانہیں دلیل کے راستے سے ہی گمراہ کردیں۔(جامع البیان:26/23)

(3)یعنی اگر ہم چاہیں تو انہیں ہدایت کے راستے سے ہٹا کر اندھا بنا دیتے۔﴿فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ﴾ ''پھروہ راستے کی طرف بڑھیں'' سیدھے راستے کی طرف بڑھو یہی راستہ جنت تک لے جاتا ہے۔

(4)﴿فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ﴾ ''تووہ کہاں سے دیکھیں گے'' یعنی ان کی بینائی توسلب ہوگئی اب دیکھیں گے کہاں سے؟

(5)اندھا کیسے راستے کی ہدایت پاسکتا ہے۔ایسے ہی گمراہ بھی صراط مستقیم نہیں پاسکتا۔اللہ تعالیٰ نے آنکھیں دیں۔دل عطا کیے جو باطن کی آنکھ ہے۔اب اگرکوئی خودآنکھیں بند کرلے توراستہ کہاں سے پائے گا۔

﴿وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ﴾

''اوراگرہم چاہیں تو اُن کی جگہ پرہی اُن کی صورتیں بدل دیں،پھرنہ وہ آگے چل سکیں گے اورنہ ہی پیچھے پلٹ سکیں گے'' (67)

سوال1:﴿وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ﴾ ''اوراگرہم چاہیں تو اُن کی جگہ پرہی اُن کی صورتیں بدل دیں،پھرنہ وہ آگے چل سکیں گے اورنہ ہی پیچھے پلٹ سکیں گے'' اللہ تعالیٰ صورتیں بدل سکتا ہے،آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ﴾ ''تواُن کی جگہ پرہی اُن کی صورتیں بدل دیں'' رب العزت نے اپنی قدرت اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اختیار کی وضاحت فرمائی ہے کہ تم جسے اپنا وجود سمجھتے ہو ہم چاہیں تو صورت بدل دیں۔ (2) یعنی ہم چاہیں تو ان کی حرکت سلب کر لیں۔

(3) ﴿فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا﴾ ''پھر نہ وہ آگے چل سکیں گے'' جب حرکت نہیں ہوگی تو وہ کیسے چل پھر سکتے ہیں۔ آگے کی جانب کیسے جائیں گے اور نہ پیچھے کی طرف جا سکتے ہیں۔

(4) ﴿وَّلَا يَرْجِعُوْنَ﴾ ''اور نہ ہی پیچھے پلٹ سکیں گے'' اور نہ آگ سے دور رہنے کے لیے پیچھے لوٹ سکیں گے۔ معنی یہ ہے کہ ان کفار کے لیے عذاب ثابت ہو گیا لہٰذا ان کو ضرور عذاب دیا جائے گا اور اس مقام پر جہنم کے سوا کچھ نہیں جو سامنے ہے اور اس پر بچھے ہوئے پل کو عبور کیے بغیر نجات کا کوئی راستہ نہیں اور اہل ایمان کے سوا اس پل کو کوئی عبور نہیں کر سکے گا۔ اہل ایمان اپنے ایمان کی روشنی میں پل کو عبور کریں گے۔ رہے یہ کفار تو اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے لیے نجات کا کوئی وعدہ نہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ ان کی بینائی کو سلب کر لے اور ان کی حرکت کو باقی رکھے تب اگر یہ راستے کی طرف بڑھیں تو اس تک پہنچ نہیں پائیں گے اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ان کی حرکت کو بھی سلب کر لے تب یہ آگے بڑھ سکیں گے نہ پیچھے لوٹ سکیں گے۔ مقصد یہ ہے کہ کفار پل صراط کو عبور کر سکیں گے نہ انہیں جہنم سے نجات حاصل ہوگی (تفسیر سعدی: 2253، 3/2254)

سوال 2: مسخ کے کیا معنی ہیں؟

جواب: (1) اس سے مراد پیدائش میں تبدیلی کے ہیں۔ (2) اس سے مراد انسان سے پتھر یا جانور کی حالت میں بدلنا ہے۔

سوال 3: اللہ تعالیٰ نے یہ کس مقصد کے لیے کہا ہے کہ اگر ہم چاہیں تو ان کی صورتیں بدل دیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے یہ اس لیے فرمایا ہے کہ اگر ہم چاہیں تو تمہاری صورتیں بدل ڈالیں پھر تم نہ آگے جا سکو نہ پیچھے پلٹ سکو گے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ اور کفر چھوڑ دو۔

رکوع نمبر 5

﴿وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ ۭ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ﴾

'' اور جس شخص کو ہم زیادہ عمر دیتے ہیں، ہم اُسے ساخت میں اُلٹ دیتے ہیں تو کیا وہ نہیں سمجھتے؟'' (68)

سوال 1: ﴿وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ ۭ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ﴾ ''اور جس شخص کو ہم زیادہ عمر دیتے ہیں، ہم اُسے ساخت میں اُلٹ دیتے ہیں تو کیا وہ نہیں سمجھتے؟'' بوڑھا بچہ بن جاتا ہے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ﴾ ''اور جس شخص کو ہم زیادہ عمر دیتے ہیں، ہم اُسے ساخت میں اُلٹ دیتے ہیں'' یعنی انسان کی عمر بڑھتی ہے تو قوت اور جوانی کے بعد وہ کمزور اور بوڑھا ہو جاتا ہے حتٰی کے اس کا حال بالکل بچے جیسا ہو جاتا ہے۔ اس کا جسم کمزور، عقل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں کمی اور علم سے خالی ہو جاتا ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ۭ وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَاۗءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْــــًٔا﴾ ''اے لوگو! اگر تم اٹھائے جانے کے بارے میں شک میں ہو تو یقیناً ہم نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر نطفے سے پھر خون کے لوتھڑے سے پھر گوشت کی بوٹی سے جس کی پوری شکل بنائی گئی اور جس کی شکل نہیں بنائی گئی تا کہ ہم تم پر واضح کر دیں اور ہم جسے چاہتے ہیں ایک مقرر مدت تک رحموں میں ٹھہراتے ہیں پھر ہم تمہیں ایک بچے کی صورت نکال لاتے ہیں، پھر تا کہ تم اپنی جوانی کو پہنچ جاؤ اور تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کو وفات دے دی جاتی ہے اور تم ہی میں سے کوئی ایسا ہے جسے بدترین عمر کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے تا کہ جاننے کے بعد وہ کچھ بھی نہ جانے۔'' (الحج:5)

(2) ﴿ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ﴾ ''پھر ہم نے اُس کو لوٹا کر نیچوں سے سب سے نیچا کر دیا۔'' (التین:5) (تفسیر القاسمی:85/14)

(3) ﴿اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُؔعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُؔعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُؔعْفًا وَّشَيْبَةً ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْقَدِيْرُ﴾ ''اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے تمہیں کمزوری سے پیدا کیا۔ پھر اس کمزوری کے بعد تمہیں قوت دی، پھر قوت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا کر دیا، وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، اور وہ علم والا، قدرت والا ہے۔'' (الروم:54)

(4) ﴿اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ﴾ ''تو کیا وہ نہیں سمجھتے؟'' یعنی کیا وہ نہیں سمجھتے کہ دنیا کی ہر چیز زوال پذیر ہے۔ انسان کی قوتیں بھی زوال پذیر ہیں۔ دنیا میں کسی چیز کو بقا نہیں۔ انسان کو یہ جان لینا چاہئے کہ اسے ایک ایسے جہان کی طرف منتقل ہونا ہے جہاں پائیداری اور دوام مل جائے گا۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے بڑھاپے کی جھلک دکھا کر انسان کو کس طرف توجہ دلائی ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے واضح کیا ہے کہ جس کو ہم لمبی عمر دیتے ہیں اس کی ساخت کو اُلٹ دیتے ہیں یعنی شکل بوڑھوں والی اور عقل بچوں جیسی ہو جاتی ہے لیکن انسان سبق نہیں لیتا۔ وہ یوں ہی سمجھتا ہے کہ میری قوتیں اور طاقتیں لازوال ہیں اور میں جو چاہوں کر سکتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے زندگی کے مراحل سے توجہ دلائی ہے کہ دیکھو تم کیسے رب کے اختیار میں ہو، اس کے باوجود رسولوں کا مذاق اُڑاتے ہو اور حق کو قبول نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ دوبارہ پیدا کرنے پر قدرت رکھتا ہے۔

﴿وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ﴾

''اور ہم نے اُس کو شعر نہیں سکھایا اور نہ وہ اُس کے لائق ہے، یہ نہیں ہے مگر ایک نصیحت اور واضح قرآن'' (69)

سوال 1: ﴿وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ﴾ ''اور ہم نے اُس کو شعر نہیں سکھایا اور نہ وہ اُس کے لائق ہے، یہ نہیں ہے مگر ایک نصیحت اور واضح قرآن'' نبی ﷺ شاعر نہیں تھے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ﴾ ''اور ہم نے اُس کو شعر نہیں سکھایا'' مشرکوں نے نبی ﷺ پر شاعر ہونے کا الزام لگایا تو رب العزت نے فرمایا کہ ہم نے اسے شاعری نہیں سکھائی۔

(2)﴿وَمَا یَنْۢبَغِیْ لَهٗ﴾ ''اور نہ وہ اُس کے لائق ہے'' نہ شاعری اس کے شایانِ شان ہے۔آپ ﷺ کا رجحان شاعری کی طرف نہیں تھا اور آپ ﷺ کو شعر سے محبت نہیں تھی۔شعراء کے اوصاف کے بارے میں رب العزت نے فرمایا:﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِیْ كُلِّ وَادٍ یَّهِیْمُوْنَ (۲۲۵) وَاَنَّهُمْ یَقُوْلُوْنَ مَا لَا یَفْعَلُوْنَ (۲۲۶)﴾ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ یقیناوہ ہر وادی میں سر مارتے پھرتے ہیں؟اور یقیناوہ کہتے ہیں جو وہ کرتے نہیں ہیں'' (سورہ الشعراء:225،226)

(3)سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی شخص اپنا پیٹ پیپ سے بھرے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ اسے شعر سے بھرے۔(بخاری:6154)

(4)آپ ﷺ کی اللہ تعالیٰ نے طبیعت ہی ایسی بنائی تھی کہ آپ ﷺ شعر کو موزوں نہیں کر سکتے تھے اور اگر کبھی کوئی دوسرے شاعر کا شعر پڑھتے تو اس کا وزن توڑ دیتے تھے۔چنانچہ سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ ہوازن کے اموال غنیمت میں سے ابوسفیان بن حرب اور سفیان بن امیہ،عینیہ بن حصین اور اقرع بن حابس کو سوسو اونٹ دیئے اور عباس بن مرداس (انصاری) کو کچھ کم دیئے تو اس نے چند شعر کہے جن کا پہلا شعر یہ تھا۔**اتجعل نهبيى ونهب العبيد:بين العيينة والاقرع** یعنی کیا آپ ﷺ میرا اور میرے گھوڑے عبید کا حصہ عینیہ اور اقرع کو دے رہے ہیں۔جب آپ کو اس شکوہ کی خبر ملی تو آپ ﷺ نے صرف انصار کو ایک خیمہ کے نیچے اکٹھا کیا پھر ان سے پوچھا کہ تم میں سے کسی نے یہ شعر کہا ہے اور جب آپ ﷺ نے مندرجہ بالا شعر پڑھا تو اسے یوں پڑھا۔ **اتجعل نهبى ونهب العبيد:بين الاقرع العيين** گویا آپ ﷺ نے دوسرے مصرعہ کا وزن توڑ دیا تو یہ سن کر ایک صحابی کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے کہ ﴿وماعلمنه الشعر وماینبغی له﴾ (مسلم:کتاب الزکوۃ:2443)

(5)﴿اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِیْنٌ﴾ ''یہ نہیں ہے مگر ایک نصیحت اور واضح قرآن'' یعنی یہ چیز جو محمد رسول اللہ ﷺ لے کر آئے ہیں ''ذکر'' ہے۔جس سے عقل مند لوگ تمام دینی مطالب میں راہنمائی حاصل کرتے ہیں،وہ تمام دینی کام کرنے کے حکم اور برے کاموں سے ممانعت کے طور پر انسانی فطرت میں ودیعت کر دیا ہے۔﴿وَّقُرْاٰنٌ مُّبِیْنٌ﴾ اور واضح قرآن ہے۔یعنی جن امور کی تبیین مطلوب ہے ان سب کو بیان کرتا ہے۔یہاں اس لیے معمول کو حذف کر دیا تا کہ وہ اس حقیقت پر دلالت کرے کہ وہ پورے حق کو اور باطل کے بطلان کو اجمالی اور تفصیلی دلائل کے ذریعے سے بیان کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے رسول ﷺ پر اسی طرح نازل فرمایا۔(سعدی:2255/3)

سوال 2:شعر کیا ہوتا ہے؟

جواب:شعر ایک تاثر کا بیان ہوتا ہے۔(expression)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سوال3: شاعری کیا ہوتی ہے؟

جواب: شاعری تاثرات کا بیان ہے۔

سوال4: وحی اور شاعری میں کیا فرق ہے؟

جواب: (1) وحی انسانوں کے لیے ایک مستقل پروگرام ہے اور شاعری بدلنے والے تاثرات کا بیان ہے۔

(2) وحی بدلتی نہیں اور شاعری بدلتی رہتی ہے۔

(3) وحی خواہشات کے مطابق نہیں، حقیقت کے مطابق ہوتی ہے جبکہ شاعری خواہشات کے مطابق ہوتی ہے۔

سوال5: مشرکینِ مکہ کے الزام پر کہ آپ ﷺ شاعر ہیں، اللہ تعالیٰ نے کیا جواب دیا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہ آپ ﷺ شاعر ہیں، نہ قرآن شعری مجموعہ ہے۔ قرآنِ مجید اس سے برتر ہے کہ اس کو انسانی شاعری قرار دیا جاسکے۔

سوال6: قرآن مجید کیا ہے؟

جواب: قرآن مجید نصیحت ہے اور صاف پڑھی جانے والی کتاب ہے۔

سوال7: شاعری اور شعراء کے بارے میں اسلام کا مؤقف واضح کریں؟

جواب: (1) رب العزت نے فرمایا: ﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ (۲۲۵) وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ (۲۲۶)﴾ ''کیا تم نہیں دیکھتے کہ یقیناوہ ہر وادی میں بھٹکتے ہیں؟ اور یقیناوہ کہتے ہیں جو وہ کرتے نہیں ہیں'' (الشعراء: 225، 226)

(2) بعض مواقع پر شعر کہنے مسنون ہیں مثلاً مشرکوں کی برائی میں جیسے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ، کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اور عبداللہ ابن رواحہ رضی اللہ عنہ جیسے بزرگوں نے شاعری کی۔

(3) وہ اشعار مسنون ہیں جن میں حکمتیں، نصیحتیں اور آداب ہوں۔ یہ وصف جاہلیت کے شاعروں میں بھی پایا جاتا تھا۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، شعراء کے کلام سے سچا کلمہ لبید کا مصرعہ ہے جو یہ ہے کہ ''اللہ تعالیٰ کے سوا جو کچھ ہے سب معدوم وفنا ہونے والا ہے۔'' (بخاری: 6147) (4) امیہ بن ابی الصلت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کے اشعار مومن اور دل کافر ہے۔

(5) کسی شاعر نے آپ ﷺ کے سامنے جو شعر پڑھے آپ ﷺ اس سے لطف اندوز ہوتے رہے اور فرماتے رہے اور سناؤ۔

(6) آپ ﷺ نے فرمایا: بعض بیان جادو ہوتا ہے اور بعض شعر سراسر حکمت ہوتا ہے۔ (ابوداؤد)

(7) جندب بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ چل رہے تھے کہ آپ ﷺ کو پتھر سے ٹھوکر لگی اور آپ ﷺ گر پڑے، اس سے آپ ﷺ کی انگلی سے خون بہنے لگا، تو آپ ﷺ نے یہ شعر پڑھا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

توتو ایک انگلی ہے اور کیا ہے تو زخمی ہو گئی

کیا ہوا اگر راہ مولیٰ میں تو زخمی ہو گئی (بخاری:6146)

(8) سیدنا ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے براء رضی اللہ عنہ سے سنا ان کے یہاں ایک شخص آیا اور ان سے کہنے لگا کہ یا ابو عمارہ! کیا تم نے حنین کی لڑائی میں پیٹھ پھیر لی تھی؟ انہوں نے کہا، میں اس کی گواہی دیتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ سے نہیں ہٹے تھے۔ البتہ جو لوگ قوم میں جلد باز تھے، انہوں نے اپنی جلد بازی کا ثبوت دیا تھا، پس قبیلہ ہوازن والوں نے ان پر تیر برسائے۔ ابو سفیان بن حارث رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید خچر کی لگام تھامے ہوئے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے ''میں نبی ہوں اس میں بالکل جھوٹ نہیں، میں عبد المطلب کی اولاد ہوں۔'' (بخاری:431)

(9) سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خندق کے دن خندق سے مٹی منتقل کر رہے تھے اور آپ کا بطن اطہر گرد و غبار سے اٹا ہوا تھا، آپ گھنے بالوں والے تھے اور آپ مٹی منتقل کرتے ہوئے سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے درج ذیل اشعار گنگنا رہے تھے: ﴿اَللّٰهُمَّ لَوْ لَا اَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا، وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا، فَاَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَيْنَا، اِنَّ الْاُولٰى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا اِذَا اَرَادُوْا فِتْنَةً اَبَيْنَا﴾ ''اے اللہ! اگر تو نہ ہوتا تو ہم ہدایت یافتہ نہ ہوتے، نہ ہم صدقہ دیتے نہ ہم نماز پڑھتے۔ اے اللہ! ہمارے اوپر سکون نازل فرما، اگر دشمن سے ہماری مڈبھیڑ ہو جائے تو ہمیں ثابت قدم رکھنا۔ مشرکوں نے ہم پر بغاوت کر دی ہے، تاہم جب وہ ہمیں فتنہ میں مبتلا کرنا چاہیں گے تو ہم انکاری ہیں۔ (بخاری:4106) (مسلم:4670)

(10) سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مہاجر و انصار مدینہ کے ارد گرد خندق کھود رہے تھے اور مٹی منتقل کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے۔ ﴿نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا عَلَى الْاِسْلَامِ مَا بَقِيْنَا اَبَدًا﴾ ہم ہی وہی ہیں جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی ہے کہ جب تک ہم زندہ ہیں جہاد کرتے رہیں گے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کا (پرجوش انداز میں) یوں جواب دیتے تھے۔ ﴿اَللّٰهُمَّ اِنَّ الْعَيْشَ عَيْشُ الْاٰخِرَةْ، فَاغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةْ﴾ ''اے میرے اللہ! زندگی تو آخرت کی زندگی ہے، انصار و مہاجرین کو معاف کر دے۔'' (بخاری:4099.4100، مسلم:4676)

(11) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ کئی بیان جادو ہوتے ہیں اور یقیناً کئی شعر حکمت ہوتے ہیں۔ (ابوداؤد:5011، ترمذی:2028)

﴿لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ﴾

''تاکہ وہ ہر اُس شخص کو خبردار کر دے جو زندہ ہو اور انکار کرنے والوں پر بات ثابت ہو جائے'' (70)

سوال 1: ﴿لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ﴾ ''تاکہ وہ ہر اُس شخص کو خبردار کر دے جو زندہ ہو اور انکار کرنے والوں پر بات ثابت ہو جائے'' قرآن سے فائدہ اٹھانے والوں کی وضاحت آیت کی روشنی میں کریں؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا﴾ ”تا کہ وہ ہر اُس شخص کو خبردار کردے جو زندہ ہو“ یعنی یہ قرآن اپنی ڈراوں اور تنبیہات سے انہیں فائدہ پہنچائے جس کا دل اور ضمیر زندہ ہو۔ایسے شخص کے علم، ایمان، عمل اور تقویٰ میں اضافہ ہوتا ہے۔ایسے شخص کے دل کے لئے قرآن عمدہ زمین میں بارش کی حیثیت رکھتا ہے۔رب العزت نے فرمایا:﴿اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ﴾ ”آپ صرف اس شخص کو خبردار کرتے ہیں جس نے نصیحت کی پیروی کی“ (یس:11)

(2)﴿وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ﴾ ”اور آپ ان کو ہرگز نہیں سنا سکتے جو قبروں میں ہیں“ (فاطر:22)

(3)﴿اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ﴾ آپ صرف اُنہی لوگوں کو ڈرا سکتے ہیں جو بن دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں۔اور جو شخص پاکیزگی اختیار کرتا ہے تو یقیناً اپنے ہی لیے اختیار کرتا ہے۔اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔(فاطر:18)

(4)﴿وَيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ﴾ ”اور انکار کرنے والوں پر بات ثابت ہو جائے“ یعنی کافروں پر عذاب کی بات ثابت ہو چکی ہے۔اس قرآن کے ذریعے کافروں پر حجت قائم ہو جاتی ہے۔

(5) قرآن ایمان والوں کے لئے رحمت اور کافروں کے لئے حجت ہے۔

سوال 2: قرآنِ مجید کا مقصد کیا ہے؟

جواب:(1) قرآنِ مجید کا مقصد انسانوں کو بُرے انجام سے بچنے کے لیے نصیحت کرنا ہے۔

(2) قرآنِ مجید کے نزول کا مقصد کافروں پر حجت تمام کرنا ہے۔

سوال 3: یہاں زندہ سے کون مراد ہے؟

جواب: اس سے مراد ہے جس کا دل صحیح ہو۔جو حق کو قبول کرتا ہو اور باطل سے انکار کرتا ہو۔

﴿اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ﴾

”اور کیا اُنہوں نے نہیں دیکھا کہ یقیناً ہم نے ان کے لیے مویشی پیدا کیے اس میں سے جسے ہمارے ہاتھوں نے بنایا، پھر وہ اُن کے مالک ہیں“ (71)

سوال 1:﴿اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ﴾ ”کیا اُنہوں نے نہیں دیکھا کہ یقیناً ہم نے ان کے لیے مویشی پیدا کیے اس میں سے جسے ہمارے ہاتھوں نے بنایا، پھر وہ اُن کے مالک ہیں“ جو چوپائے اللہ تعالیٰ نے بنائے اور وہ مالک بن گئے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿اَوَلَمْ يَرَوْا﴾ ''کیا اُنھوں نے نہیں دیکھا'' رب العزت نے اپنے بندوں کو غور و فکر کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ انہوں نے دیکھا نہیں؟ کیا انہوں نے غور و فکر نہیں کیا؟

(2)﴿اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ﴾ ''یقیناً ہم نے ان کے لیے پیدا کیے'' رب العزت نے فرمایا: کیا انہوں نے غور نہیں کیا کہ ہم نے ان کے لیے مویشی پیدا کیے؟

(3)﴿مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا﴾ ''اس میں سے جسے ہمارے ہاتھوں نے بنایا'' یعنی جن کو ہم نے تخلیق کیا اور بغیر کسی کی شراکت اور واسطے کے بنایا ہے۔

(4)﴿فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ﴾ ''پھر وہ اُن کے مالک ہیں'' یعنی اللہ تعالیٰ نے مویشیوں کو ان کے لیے مسخر کیا، انہیں مالک بنا دیا۔ اب وہ جیسے چاہتے ہیں انہیں استعمال کرتے ہیں۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے یہاں اپنے ہاتھوں سے بنانے کا ذکر کیوں کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھوں سے بنانے کا ذکر اس لیے کیا ہے کہ اس میں کسی اور کی شرکت نہیں، نہ کسی اور کا ان کے بنانے میں کوئی حصہ ہے۔

سوال 3: اللہ تعالیٰ نے چوپائے جانور پیدا کیے اور اب لوگ ان کے مالک ہو گئے ہیں، اس سے کیا مراد ہے؟

جواب:(1) اس سے مراد ہے کہ انسان جیسے چاہتے ہیں جانوروں کو استعمال کر لیتے ہیں۔

(2) اگر اللہ تعالیٰ چوپایوں میں بھی وحشی پن پیدا کر دیتے تو یہ انسانوں سے دور بھاگتے اور ان کی ملکیت میں نہ آ سکتے۔

﴿وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ﴾

'' اور ہم نے اُنہیں اُن کا تابع بنا دیا سو اُن میں کچھ اُن کی سواریاں ہیں اور اُن میں سے کچھ کو وہ کھاتے ہیں'' (72)

سوال 1:﴿وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ﴾ ''اور ہم نے اُنہیں اُن کا تابع بنا دیا سو اُن میں کچھ اُن کی سواریاں ہیں اور اُن میں سے کچھ کو وہ کھاتے ہیں'' مویشی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ﴾ ''اور ہم نے اُنہیں اُن کا تابع بنا دیا'' مویشی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں انسان کے تابع کر دیا ہے۔

(2)﴿فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ﴾ ''سو اُن میں کچھ اُن کی سواریاں ہیں'' وہ ان جانوروں پر سواری بھی کرتے ہیں اور بوجھ بھی لادتے ہیں جیسا کہ فرمایا:﴿وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ۭ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ ''اور گھوڑے، خچر اور گدھے تاکہ تم اُن پر سواری کرو

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اورزینت کے لیےاوروہ پیدا کرے گا جوتم نہیں جانتے۔'' (النحل:8)

(3)﴿وَمِنْهَا يَأْكُلُوْنَ﴾ ''اوراُن میں سے کچھ کووہ کھاتے ہیں'' ان میں سے بعض جانوروں کا گوشت کھاتے ہیں جیسا کہ فرمایا:﴿اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَ مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ﴾ ''اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے تمہارے لیے مویشی بنائے تاکہ تم اُن میں سے کسی پر سواری کرواوراُن میں سے کسی کوتم کھاتے ہو۔'' (غافر:79)

سوال2:اللہ تعالیٰ نے مویشیوں کو کیسے انسان کا تابع فرماں بنادیا ہے؟

جواب:مویشیوں سے انسان جیسے چاہیں فائدہ اُٹھاتے ہیں وہ انکارنہیں کرتے حتیٰ کہ مویشیوں کے چھوٹے بچے بھی انسانوں کو اُٹھائے پھرتے ہیں اورانسان انہیں ذبح کر کے کھاجاتے ہیں۔

﴿وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ۭ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ﴾

''اوراُن (جانوروں) میں اُن کے کئی فائدے ہیں اور پینے کی چیزیں بھی تو کیا وہ شکرنہیں کرتے؟'' (73)

سوال1:﴿وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ۭ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ﴾ ''اوراُن (جانوروں) میں اُن کے کئی فائدے ہیں اور پینے کی چیزیں بھی تو کیا وہ شکرنہیں کرتے؟'' مویشیوں کے فوائد کی وضاحت آیت کی روشنی میں کریں؟

جواب(1)﴿وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ﴾ ''اوراُن (جانوروں) میں اُن کے کئی فائدے ہیں'' اللہ تعالیٰ نے مویشیوں میں بہت سے فوائد رکھے ہیں۔ان میں زینت اور جمال بھی ہے اور دیگر فوائد بھی۔ان کی ریشم، ان کے بال اوران کی کھال سے ایک مدت تک فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔(2)﴿وَمَشَارِبُ﴾ ''اور پینے کی چیزیں بھی'' ان مویشیوں کے دودھ کو وہ پیتے ہیں۔

(3)﴿اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ﴾ ''توکیا وہ شکرنہیں کرتے؟'' کیا وہ ان نعمتوں کو ایک اللہ تعالیٰ کی تخلیق نہیں سمجھتے اللہ تعالیٰ ہی نے یہ نعمتیں عطا کی ہیں۔اس لیے ان کو استعمال کرتے ہوئے غوروفکر کریں اوراس کا شکرادا کریں۔

سوال2:سواری اور کھانے کے علاوہ مویشیوں سے کیا فوائد حاصل کیے جاتے ہیں؟

جواب:(1)مویشیوں کے اون اور بالوں سے لباس بنتے ہیں،کارپٹ بنتے ہیں،اونٹ کے بالوں سے کلاسیاں بنتی ہیں۔

(2)اُن کی چربی سے تیل حاصل ہوتا ہے۔(3)یہ کھیتی باڑی کے کام بھی آتے ہیں۔

(4)یہ وزن کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانے کے کام بھی آتے ہیں۔

سوال3:﴿اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ﴾ ''توکیا وہ شکرنہیں کرتے؟'' کی وضاحت کریں؟

جواب: کیا پھروہ اللہ تعالیٰ کے انعامات کا شعور حاصل کر کے ان انعامات پر شکرادا نہیں کریں گے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿وَاتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمۡ يُنۡصَرُوۡنَ﴾

''اور اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا معبود بنا رکھے ہیں تا کہ اُن کی مدد کی جائے''(74)

سوال 1:﴿وَاتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمۡ يُنۡصَرُوۡنَ﴾'اور اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا معبود بنا رکھے ہیں تا کہ اُن کی مدد کی جائے' انہوں نے غیر اللہ کو روزی کی امید پر معبود بنا لیا ہے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب (1)﴿وَاتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً﴾''اور اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا معبود بنا رکھے ہیں'' انہوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر غیر اللہ کو معبود بنا لیا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں پانے کے بعد ان کی عبادت کرتے ہیں۔

(2)﴿لَّعَلَّهُمۡ يُنۡصَرُوۡنَ﴾''تا کہ اُن کی مدد کی جائے' وہ ان سے روزی کی اور اللہ تعالیٰ سے قریب کرنے کی امید رکھتے ہیں کہ جھوٹے معبود ان کی مدد کریں گے اور ان کی سفارش کریں گے حالانکہ وہ اس کی طاقت نہیں رکھتے۔

(3) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے اگر کوئی انگارے پر بیٹھ جائے اس کے کپڑے جل جائیں اور اس کا اثر اس کی کھال تک پہنچے یہ اس کے لیے قبر پر بیٹھنے سے بہتر ہے۔(مسلم:2248)

سوال 2: انسان اللہ تعالیٰ کی ناشکری کیسے کرتے ہیں؟

جواب: (1) انسان اللہ تعالیٰ کا عبادت گزار بننے کی بجائے غیر اللہ سے اُمیدیں باندھتے ہیں اور انہیں معبود بناتے ہیں۔

(2) انسان اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے فائدہ اُٹھاتے ہیں لیکن اُس کے احسانات کا شعور نہیں رکھتے۔ انہیں اللہ تعالیٰ کے انعامات یاد نہیں رہتے۔ اس لیے وہ اللہ تعالیٰ کے ماسوا کھوٹے خداؤں کی طرف لپکتے ہیں۔

﴿لَا يَسۡتَطِيۡعُوۡنَ نَصۡرَهُمۡ ۙ وَهُمۡ لَهُمۡ جُنۡدٌ مُّحۡضَرُوۡنَ﴾

''وہ اُن کی مدد نہیں کر سکتے اور وہ اُن کے لیے حاضر کیے گئے لشکر ہیں''(75)

سوال 1:﴿لَا يَسۡتَطِيۡعُوۡنَ نَصۡرَهُمۡ ۙ وَهُمۡ لَهُمۡ جُنۡدٌ مُّحۡضَرُوۡنَ﴾''وہ اُن کی مدد نہیں کر سکتے اور وہ اُن کے لیے حاضر کیے گئے لشکر ہیں'' جھوٹے معبود اپنی مدد بھی نہیں کر سکتے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب (1)﴿لَا يَسۡتَطِيۡعُوۡنَ نَصۡرَهُمۡ﴾''وہ اُن کی مدد نہیں کر سکتے'' یعنی جھوٹے معبود اپنی مدد پر قدرت نہیں رکھتے تو ان کی کیا مدد کریں گے۔ کوئی کسی کی مدد تب کر سکتا ہے جب وہ مدد کرنے کا ارادہ رکھتا ہو اور اس کے پاس مدد کرنے کی استطاعت بھی ہو۔ وہ نہ تو استطاعت رکھتے ہیں اور نہ اپنے عبادت گزاروں کی مدد کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

(2)﴿وَهُمۡ لَهُمۡ جُنۡدٌ مُّحۡضَرُوۡنَ﴾''اور وہ اُن کے لیے حاضر کیے گئے لشکر ہیں'' یعنی وہ ان کے حاضر باش لشکر ہوں گے۔ یہ مشرکین کے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

خودساختہ معبودوں کے بطلان کا بیان ہے جن کو انہوں نے اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرا رکھا ہے اور ان سے مدد اور سفارش کی امید رکھتے ہیں، حالانکہ وہ انتہائی عاجز ہیں۔(سعدی:2256/3)

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے جھوٹے خداؤں سے باندھی جانے والی توقعات کی نفی کیسے کی ہے؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ معبودان کی مدد کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔

(2) یہ خود ان کے لیے حاضر ہونے والے ہیں یعنی وہ معبودان کی کیا مدد کریں گے، یہ خود ان کی مدد کرتے ہیں، ان کی حمایت اور مدافعت کرتے ہیں ورنہ وہ تو اپنی مدد کرنے سے بھی قاصر ہیں۔

﴿فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ إِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ﴾

''چنانچہ اُن کی باتیں آپ کو غم زدہ نہ کریں، یقیناً ہم جانتے ہیں جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں'' (76)

سوال 1: ﴿فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ إِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ﴾ ''چنانچہ اُن کی باتیں آپ کو غم زدہ نہ کریں، یقیناً ہم جانتے ہیں جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں'' آپ ﷺ کا دل ان کے غم میں مشغول نہ ہو، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب (1) ﴿فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ﴾ ''چنانچہ اُن کی باتیں آپ کو غم زدہ نہ کریں'' رب العزت نے نبی ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ آپ ﷺ کا دل ان کے غم میں مشغول نہ ہو کہ آپ ﷺ رسول نہیں ہیں اور یہ کہ آپ ﷺ شاعر، جادوگر، کاہن وغیرہ ہیں۔

(2) ﴿إِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ﴾ ''یقیناً ہم جانتے ہیں جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں'' اللہ تعالیٰ ان کے ظاہری باطنی حالات کا پوری طرح سے علم رکھتا ہے۔ جب قیامت آئے گی اور حساب کتاب ہوگا تو ہم انہیں ان کے کاموں کی سزا دیں گے۔ آپ ﷺ ان کی باتوں پر ان کے حسد، تکبر، عناد پر غم نہ کریں۔ ان کی باتیں آپ ﷺ کو نقصان نہیں پہنچا سکتیں۔

(3) ﴿قَدْ نَعْلَمُ إِنَّهُ لَيَحْزُنُكَ الَّذِي يَقُولُونَ فَإِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُونَكَ وَلَٰكِنَّ الظَّالِمِينَ بِآيَاتِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ (۳۳) وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّن قَبْلِكَ فَصَبَرُوا عَلَىٰ مَا كُذِّبُوا وَأُوذُوا حَتَّىٰ أَتَاهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ۚ وَلَقَدْ جَاءَكَ مِن نَّبَإِي الْمُرْسَلِينَ (۳۴)﴾ ''یقیناً ہم جانتے ہیں کہ بے شک آپ کو یقیناً ان کی باتیں آپ کو غم زدہ کرتی ہیں، تو یقیناً وہ آپ کو نہیں جھٹلاتے بلکہ ظالم اللہ تعالیٰ کی آیات ہی کا انکار کرتے ہیں۔ اور بلاشبہ یقیناً آپ سے پہلے بھی رسولوں کو جھٹلایا گیا۔ تو انہوں نے اُس پر صبر کیا جو وہ جھٹلائے گئے اور ایذا دیے گئے یہاں تک کہ ان کو ہماری مدد آ گئی۔ اور اللہ تعالیٰ کی باتوں کو کوئی بدلنے والا کوئی نہیں اور بلاشبہ آپ کے پاس یقیناً رسولوں کی کچھ خبریں آ چکی ہیں۔'' (الانعام:34،33)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(4)﴿فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا﴾ ''پھر شاید آپ ان کے پیچھے غم ہی سے خود کو ہلاک کرنے والے ہیں کہ وہ اس کلام پر ایمان نہیں لاتے؟'' (الکھف:6)

سوال 2: رسول اللہ ﷺ کو کافروں کی بے اعتنائی پر کیسے تسلی دی گئی؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ ﷺ کو ان کی باتیں غم میں مبتلا نہ کریں۔

(2) ان کی کھلی اور چھپی باتوں کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ وہ ان سے حساب لے لے گا۔

﴿اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ﴾

''اور کیا انسان نے دیکھا نہیں کہ یقیناً ہم نے اُسے نطفے سے پیدا کیا؟ اچانک وہ کھلم کھلا جھگڑا کرنے والا ہے'' (77)

سوال 1: ﴿اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ﴾ ''اور کیا انسان نے دیکھا نہیں کہ یقیناً ہم نے اُسے نطفے سے پیدا کیا؟ اچانک وہ کھلم کھلا جھگڑا کرنے والا ہے'' زندگی بعد موت کے انکار کی وضاحت آیت کی روشنی میں کریں؟

جواب (1) ﴿اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ﴾ ''اور کیا انسان نے دیکھا نہیں'' کیا زندگی بعد موت کا انکار کرنے والا اور اس میں شک کرنے والا انسان غور نہیں کرتا تا کہ اسے یقین حاصل ہو۔

(2)﴿اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ﴾ ''کہ یقیناً ہم نے اُسے نطفے سے پیدا کیا'' یعنی ہم نے انسان کی تخلیق کی ابتداء نطفے سے کی۔ اپنی پیدائش سے موت کے بعد کی زندگی پر استدلال کیوں نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو کسی نمونے کے بغیر ایک حقیر پانی کی بوند سے پیدا کیا۔ کون اسکی قدرت پر انگلی اٹھا سکتا ہے۔ رب العزت نے فرمایا ﴿اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ (۲۰) فَجَعَلْنٰهُ فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ (۲۱) اِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ (۲۲)﴾ ''کیا ہم نے تمہیں ایک حقیر پانی سے پیدا نہیں کیا؟ پھر ہم نے اسے ایک محفوظ جگہ میں رکھا معلوم اندازے تک'' (المرسلات:20،22)

(3)﴿اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا﴾ ''ہم نے انسان کو بلاشبہ ایک مخلوط نطفے سے پیدا کیا تا کہ ہم اسے آزمائیں، سو ہم نے اس کو خوب سننے والا، خوب دیکھنے والا بنایا۔'' (الدھر:2)

(4)﴿قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ (۱۷) مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ (۱۸) مِنْ نُّطْفَةٍ ؕ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ (۱۹) ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ (۲۰) ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ (۲۱) ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ (۲۲)﴾ ''اللہ کی مار ہو انسان پر کس قدر وہ ناشکرا ہے! (اللہ تعالیٰ نے) اُسے کس چیز سے پیدا کیا ہے؟ اُسے ایک نطفے سے پیدا کیا، پس اُس کی تقدیر مقرر کی۔ پھر اس نے اُس کے لیے راستہ آسان کر دیا۔ پھر اُسے موت دی، پھر اُسے قبر میں رکھوایا۔ پھر جب وہ چاہے گا اُسے دوبارہ زندہ کرے گا۔'' (عبس:17-22)

(5)﴿فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ﴾ ''اچانک وہ کھلم کھلا جھگڑا کرنے والا ہے'' تو یکا یک وہ صریح جھگڑالو بن بیٹھتا ہے۔ اس کے بعد کہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے نطفے سے اس کی تخلیق کی ابتدا کی۔ اسے ان دو حالتوں کے تفاوت پر غور کرنا چاہیے اور اسے معلوم ہونا چاہیے کہ وہ ہستی جو اسے عدم سے وجود میں لائی ہے زیادہ قدرت رکھتی ہے کہ اس کے مرنے اور ریزہ ریزہ ہو کر بکھر جانے کے بعد اسے دوبارہ زندہ کرے۔ (تفسیر سعدی: 2257/3)

(6) ایک دن نبی ﷺ نے ہتھیلی پر تھوک کر اس پر انگلی رکھ کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے انسان تو مجھے کہاں ہرا سکتا ہے۔ میں نے تجھے اس جیسے مادے سے پیدا کیا۔ یہاں تک کہ جب میں نے تجھے ٹھیک ٹھاک کر دیا اور درست اور برابر کر دیا تو تو لباس پہن کر اترا اترا کر چلنے لگا اور تو نے مال جوڑنا شروع کر دیا اور حقداروں کی حق تلفی کرنے لگا پھر جب تیرے حلق میں سانس آ کر اٹک گئی تو اب تو نے صدقے کی خواہش کی، اب صدقے کا وقت کہاں؟ (ابن ماجہ)

(7) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ عاص بن وائل رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک بوسیدہ ہڈی لے کر آیا اور اسے ریزہ ریزہ کرنے لگا، پھر کہنے لگا، اے محمد ﷺ! کیا اللہ اس ہڈی کو اس کے بوسیدہ ہونے کے بعد بھی زندہ کرے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اللہ تعالیٰ اسے زندہ کرے گا، (سن!) اللہ تعالیٰ تجھے موت دے گا، پھر تجھے زندہ کرے گا اور پھر تجھے جہنم کی آگ میں داخل کرے گا۔ تو اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئیں: ﴿اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ﴾ (یٰس: 77، 83) سورت کے آخر تک۔ (مستدرک حاکم: 429/2: 3606)

سوال 2: انسان کس بارے میں جھگڑے کرتا ہے؟

جواب: انسان جی اُٹھنے کے بارے میں جھگڑے کرتا ہے۔

سوال 3: اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس کی تخلیق کیوں یاد دلائی ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس کی تخلیق اس لیے یاد دلائی ہے کہ اسے کتنے حقیر مادے یعنی نطفے سے پیدا کیا ہے اور وہ صریح جھگڑالو بن گیا ہے۔

﴿وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ۭ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ﴾

''اور اُس نے ہمارے لیے ایک مثال بیان کی اور اپنی پیدائش کو بھول گیا، اس نے کہا کہ اُن ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا حالانکہ وہ بوسیدہ ہوں گی؟'' (78)

سوال 1: ﴿وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ۭ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ﴾ ''اور اُس نے ہمارے لیے ایک مثال بیان کی اور اپنی پیدائش کو بھول گیا، اس نے کہا کہ اُن ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا حالانکہ وہ بوسیدہ ہوں گی؟'' زندگی بعد موت کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قدرت الٰہی سے باہر سمجھنا قابل تعجب ہے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب (1)﴿وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا﴾ ''اور اُس نے ہمارے لیے ایک مثال بیان کی'' اور اس نے ہمارے لیے مثال بیان کی۔ کسی کے لیے مناسب نہیں کہ وہ اس قسم کی مثال بیان کرے اور وہ ہے خالق کی قدرت کا مخلوق کی قدرت کے ساتھ قیاس کرنا، نیز یہ قیاس کرنا کہ جو چیز مخلوق کی قدرت سے بعید ہے وہ خالق کی قدرت سے بھی بعید ہے۔ (سعدی: 2257/3)

(2)﴿وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ﴾ ''اور اپنی پیدائش کو بھول گیا'' یعنی رب العزت نے جسے عدم سے وجود بخشا وہ اپنی پیدائش کو بھول کر اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت پر تعجب کرتا ہے۔ جس نے آسمان اور زمین بنائے وہ بوسیدہ ہڈیوں اور جسموں کو دوبارہ پیدا نہیں کر سکتا۔

(3)﴿قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ﴾ ''اس نے کہا کہ اُن ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا حالانکہ وہ بوسیدہ ہوں گی؟'' یعنی وہ کہتا ہے کہ مردہ ہڈیوں کو زندہ کرنے پر حیران ہے کہ کون ہے جو ہڈیوں کے بوسیدہ ہو جانے کے بعد انہیں دوبارہ پیدا کرے گا، وہ اپنی ابتدا کو بھول گیا کہ وہ تو کچھ بھی نہیں تھا جب اسے رب نے پیدا کیا۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ کے لیے مثالیں بیان کرنے سے کیا مراد ہے؟

جواب: مثالیں بیان کرنے سے مراد یہ ہے کہ جب ہم مر کر مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا نئے سرے سے پیدا کیے جائیں گے۔

سوال 3: انسان جی اُٹھنے پر کیوں شک میں پڑ جاتا ہے؟

جواب: انسان کو مرنے کے بعد ہڈیوں کا بوسیدہ ہونا یاد رہتا ہے اور وہ اپنی پیدائش کو بھول جاتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے لیے مثالیں بیان کرتا ہے اور اپنی حقیقت کو بھول جاتا ہے۔

﴿قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُ﴾

''آپ کہہ دیں کہ انہیں وہی زندہ کرے گا جس نے اُنہیں پہلی بار پیدا کیا اور وہ ہر طرح کی تخلیق کو خوب جاننے والا ہے'' (79)

سوال 1: ﴿قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُ﴾ ''آپ کہہ دیں کہ انہیں وہی زندہ کرے گا جس نے اُنہیں پہلی بار پیدا کیا اور وہ ہر طرح کی تخلیق کو خوب جاننے والا ہے'' پہلی بار پیدا کرنے والا دوسری بار پیدا کر سکتا ہے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿قُلْ﴾ ''آپ کہہ دیں'' اے نبی ﷺ آپ ﷺ انہیں بتا دیں۔

(2)﴿يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ﴾ ''کہ انہیں وہی زندہ کرے گا جس نے اُنہیں پہلی بار پیدا کیا'' جو رب پہلی بار پیدا کر سکتا ہے وہ دوبارہ بھی پیدا کر سکتا ہے کیونکہ پہلی پیدائش آسان ہے۔ دوسری بار پیدا کرنا اس کی قدرت سے باہر نہیں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(3)﴿وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ﴾ ''اوروہ ہرطرح کی تخلیق کوخوب جاننے والا ہے'' یہ اللہ تعالیٰ کی صفاتِ عالیہ میں سے دوسری دلیل ہے۔اللہ تعالیٰ کا علم اس کی تمام مخلوقات کا،ان کے تمام احوال کا،تمام اوقات میں احاطہ کیے ہوئے ہے۔وہ خوب جانتا ہے کہ مردوں کے اجسادخاکی میں سے کیا چیز کم ہورہی ہے اور کیا چیز باقی ہے۔وہ غائب اور شاہد ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔جب بندہ اللہ تعالیٰ کے اس عظیم علم کا اقرار کرلیتا ہے تو اسے معلوم ہوجاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت تو مردوں کوان کی قبروں سے دوبارہ زندہ کرنے سے زیادہ عظیم اورزیادہ جلیل ہے۔(تفسیر سعدی:2258,2257/3)

(4)مسند کی حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے عقبہ بن عمرو نے کہا آپ ہمیں رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی کوئی حدیث سنائیے تو آپ نے فرمایا ﷺ نے فرمایا: کہ ایک شخص پر جب موت کی حالت طاری ہوئی تو اس نے اپنے وارثوں کو وصیت کی کہ جب میں مرجاؤں تو تم بہت ساری لکڑیاں جمع کر کے میری لاش کو جلا کر خاک کر دینا پھر اسے سمندر میں بہا دینا،چنانچہ انہوں نے یہی کیا اللہ تعالیٰ نے اس کی راکھ کو جمع کر کے جب اسے دوبارہ زندہ کیا تو اس سے پوچھا کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟اس نے جواب دیا کہ صرف تیرے ڈر سے، اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا۔(تفسیر ابن کثیر:359/4)

سوال2:رسول اللہ ﷺ کو کافروں کا شک دور کرنے کے لیے کیا کہا گیا؟

جواب:(1)رسول اللہ ﷺ سے کہا گیا کہ آپ انہیں بتادیں کہ انہیں وہی زندہ کرے گا جس نے پہلی مرتبہ پیدا کیا۔

(2)جس رب نے انسان کو حقیر نطفے سے پیدا کیا ہے،وہ انسان کو دوبارہ پیدا کرنے پر قادر ہے۔یقیناوہ تخلیق کا ہر کام جانتا ہے۔

﴿اِلَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ﴾

''جس نے تمہارے لیے سرسبز درخت سے آگ پیدا کردی ہے پھر اچانک تم اُس سے آگ جلاتے ہو''(80)

سوال1:﴿الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ﴾ ''جس نے تمہارے لیے سرسبز درخت سے آگ پیدا کردی ہے پھر اچانک تم اُس سے آگ جلاتے ہو'' اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے،آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا﴾ ''جس نے تمہارے لیے سرسبز درخت سے آگ پیدا کردی ہے'' یعنی قدرت والے اللہ تعالیٰ نے پانی سے درخت پیدکردیے اورانہیں سرسبز وشاداب اور بارآور بنادیا پھر خشک کردیا،جن کی لکڑیوں سے تم آگ جلاتے ہو،بھلا کہاں تو وہ سرسبز،تر اور ہری بھری ٹہنیاں اور کہاں یہ آگ کی گرم وخشک چنگاریاں وہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔سچ ہے اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی چیز بھاری نہیں۔وہ جو چاہے کردے ہر چیز پر قادر ہے۔خشک کو تر اور تر کو خشک بنانے پر بھی اور مردہ کو زندہ اور زندہ کو مردہ کرنے پر بھی۔اس کے ارادے میں کوئی حائل نہیں ہوسکتا جو اس مردہ درخت سے زندہ آگ پیدا کرسکتا ہے۔وہ زندگی بعد موت پر قادر

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہے (مختصر ابن کثیر:1675/2) یہ تیسری دلیل ہے۔

(2) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا دو قسم کے درخت ہیں ایک کو مرخ کہا جاتا ہے اور دوسرے کو عفار دونوں درختوں کی مسواک کی دوہری شاخیں اتنی ہری کہ ان سے پانی ٹپکتا ہو کاٹ لی جائیں پھر مرخ کو عفار سے رگڑا جائے تو ان سے آگ نکلتی ہے۔

(تفسیر مظہری:388,387/9)

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا شعور ہرے بھرے درختوں سے سلگائی جانے والی آگ سے کیسے دلایا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے عام مشاہدے کا معاملہ انسان کے سامنے رکھا کہ کیسے درخت سرسبز ہوتا ہے لیکن ایندھن کا خزانہ ہوتا ہے۔ وہ سورج کی تاب کاری سے طبعی حرارت جذب کرتا ہے حالانکہ وہ پانی کے رس سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ اس درخت سے آگ کیسے پیدا ہوتی ہے؟ جو ربّ پانی سے بھرے ہوئے درخت سے آگ پیدا کر سکتا ہے، کیا وہ انسانوں کو دوبارہ زندہ نہیں کر سکتا؟

﴿اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ؕ بَلٰى ۚ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ﴾

''اور کیا وہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اُس پر قادر نہیں ہے کہ اُن جیسوں کو پیدا کر سکے؟ کیوں نہیں! اور وہ سب کچھ پیدا کرنے والا، سب کچھ جاننے والا ہے'' (81)

سوال 1: ﴿اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ؕ بَلٰى ۚ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ﴾ ''اور کیا وہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اُس پر قادر نہیں ہے کہ اُن جیسوں کو پیدا کر سکے؟ کیوں نہیں! اور وہ سب کچھ پیدا کرنے والا سب کچھ جاننے والا ہے'' اللہ تعالیٰ کی قدرت ہمہ گیر ہے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ﴾ ''اور کیا وہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا'' یعنی جس ہستی نے اپنی ہمہ گیر قدرت سے ساتوں آسمان بنائے ان میں ستارے، سیارے، سورج، چاند بنائے۔ جس نے ساتوں زمینیں پیدا کیں، پہاڑ، صحرا، دریا، ریگستان بنائے۔ یہ چوتھی دلیل ہے۔

(2) ﴿بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ﴾ ''اُس پر قادر نہیں ہے کہ اُن جیسوں کو پیدا کر سکے؟'' یعنی کیا وہ انسانوں کو دوبارہ وجود عطا کرنے پر قادر نہیں ہے۔ آسمانوں اور زمین کی تخلیق ان کی تخلیق سے بہت بڑی اور مشکل ہے۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ ''یقیناً آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا انسانوں کو پیدا کرنے سے زیادہ بڑا کام ہے لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں'' (غافر:57)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(3)﴿اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِيَ الْمَوْتٰى ۭ بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ ''اور کیا بھلا اُنہوں نے نہیں دیکھا کہ جس اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور جو اُن کی تخلیق سے تھکا نہیں، اس پر قادر ہے کہ وہ مردوں کو زندہ کرے؟ ہاں! یقیناوہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے'' (الاحقاف:33)

(4)﴿ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَاۗءُ ۭ بَنٰىهَا (27) رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا (28) وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰىهَا (29) وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا (30) اَخْرَجَ مِنْهَا مَاۗءَهَا وَمَرْعٰىهَا (31) وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا (32) مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ (33)﴾ ''کیا تم تخلیق میں زیادہ مشکل ہو یا آسمان؟ اللہ تعالیٰ نے اُس کو بنایا۔ اس نے اُس کی چھت بلند کی، پھر اسے ٹھیک ٹھاک ہموار بنا دیا۔ اور اُس کی رات کو تاریک کیا اور اُس کے دن کی روشنی کو نکالا۔ اور اس کے بعد اُس نے زمین کو بچھایا۔ اس سے اُس کا پانی اور اُس کا چارہ نکالا۔ اور پہاڑ، اس نے انہیں گاڑ دیا۔ جو تمہارے اور تمہارے مویشیوں کے لیے زندگی کا سامان ہے۔'' (النازعات:27،33)

(5)﴿بَلٰى﴾ ''کیوں نہیں'' وہ ان کو دوبارہ پیدا کرنے پر قادر ہے۔

(6)﴿وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ﴾ ''اور وہ سب کچھ پیدا کرنے والا، سب کچھ جاننے والا ہے'' یہ پانچویں دلیل خاص ہے کہ اللہ تعالیٰ پیدا کرنے والا ہے۔ تمام مخلوقات کو خواہ پہلے گزر چکی ہوں یا آنے والی، چھوٹی ہوں یا بڑی، سب کی سب اللہ تعالیٰ کی تخلیق اور قدرت کے آثار ہیں۔ جب وہ کسی مخلوق کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو وہ اس کی نافرمانی نہیں کرسکتا۔ مردوں کو زندہ کرنا اس کی تخلیق کے آثار کا حصہ ہے۔ (تفسیر سعدی:2258/3)

(7) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے ابن آدم نے جھٹلایا حالانکہ اس کے لیے یہ مناسب نہیں تھا۔ مجھے اس نے گالی دی حالانکہ اس کے لیے یہ بھی مناسب نہیں تھا۔ مجھے جھٹلانا یہ ہے کہ کہتا ہے کہ میں اس کو دوبارہ پیدا نہیں کروں گا حالانکہ میرے لیے دوبارہ پیدا کرنا اس کے پہلی مرتبہ کرنے سے زیادہ مشکل نہیں۔ اس کا مجھے گالی دینا یہ ہے کہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا بیٹا بنایا ہے حالانکہ میں ایک ہوں، بے نیاز ہوں نہ میری کوئی اولاد ہے اور نہ میں کسی کی اولاد ہوں اور نہ کوئی میرے برابر کا ہے۔ (بخاری:4974)

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کی وسعتوں سے انسان کو اپنی قدرتوں کا کیسے احساس دِلایا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے وسیع کائنات بنائی جہاں لاکھوں ملین اجناس اور مخلوقات موجود ہیں۔ کیا وسیع کائنات بنانے والا رب ان جیسے انسانوں کو پیدا کرنے کی قدرت نہیں رکھتا جب کہ وہ ماہر خلّاق ہے؟

(1)﴿اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِيَ الْمَوْتٰى ۭ بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ ''اور کیا بھلا اُنہوں نے نہیں دیکھا کہ جس اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور جو اُن کی تخلیق سے تھکا نہیں، اس پر قادر ہے کہ وہ مُردوں کو زندہ کرے؟ ہاں! یقیناوہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔'' (الاحقاف:33)

﴿اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـــًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"یقیناً اُس کا حکم یہ ہوتا ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اُسے کہہ دیتا ہے "ہو جا" تو وہ ہو جاتی ہے"(82)

سوال 1:﴿اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ﴾ "یقیناً اُس کا حکم یہ ہوتا ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اُسے کہہ دیتا ہے "ہو جا" تو وہ ہو جاتی ہے" اللہ تعالیٰ کے ارادے اور حکم سے اشیاء وجود میں آتی ہیں، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا﴾ "یقیناً اُس کا حکم یہ ہوتا ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے" اللہ تعالیٰ کی شان عظیم ہے۔ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے۔

(2)﴿اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ﴾ "تو وہ اُسے کہہ دیتا ہے "ہو جا" تو وہ ہو جاتی ہے" تو وہ صرف ایک دفعہ حکم دیتا ہے اور وہ چیز ہو جاتی ہے یعنی اسے تاکید کی ضرورت نہیں پڑتی اس کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں آتی۔ جیسا کہ فرمایا:﴿بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ﴾ "آسمانوں اور زمین کا موجد ہے اور وہ جب کسی کام کا فیصلہ کرتا ہے تو یقیناً اس کو وہ کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے۔" (البقرہ:117)

(3)﴿اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ﴾ "یقیناً جب ہم کسی چیز کا ارادہ کر لیں تو ہم اسے کہتے ہیں کہ ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے۔" (النحل:40)

(4) سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اگلے زمانے کے ایک شخص کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ایک شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال اولاد دی تھی۔ جب وہ مرنے لگا تو اس نے اپنے بیٹوں سے کہا، باپ کی حیثیت سے میں نے اپنے آپ کو کیسا ثابت کیا؟ انہوں نے کہا، بہت اچھا۔ اس نے کہا، دیکھو! میں اللہ کی راہ میں کوئی نیکی ذخیرہ نہیں کر سکا، تو اس حالت میں اگر میں کہیں اللہ کے سامنے پہنچ گیا تو ضرور مجھے عذاب ہوگا۔ تم ایسا کرنا کہ جب میں مرجاؤں تو میری لاش کو جلا دینا، پھر جب میں جل کر کوئلہ ہو جاؤں تو خوب پیس کر باریک کر دینا اور جب کبھی تیز آندھی آئے تو میری راکھ ہوا میں اڑا دینا۔ چنانچہ اس نے اپنی اولاد سے قسم دے کر یہ عہد لیا (اور پھر وہ دنیا سے رخصت ہو گیا تو) اس کی اولاد نے اسی طرح کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "کن" اور (یہ کلمہ کہتے ہی) وہ شخص (زندہ ہو کر) کھڑا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا، اے میرے بندے! تو نے یہ کام کیوں کیا تھا؟ اس نے عرض کی، اے اللہ! تیرے ڈر اور خوف کی وجہ سے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کے خوف کا انعام یہ دیا کہ اس پر رحم فرمایا (اور اس کے گناہ معاف کر دیے)۔ (بخاری:6481)

(5) سیدنا عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قیام کیا، آپ نے قیام میں سورۂ بقرہ کی تلاوت فرمائی۔ آپ جس کسی آیت رحمت سے گزرتے تو وہاں رکتے اور (اللہ کی رحمت کا) سوال کرتے اور جس کسی آیت عذاب سے گزرتے تو وہاں رکتے اور (اللہ کے عذاب سے) پناہ طلب کرتے، پھر آپ نے رکوع کیا، اس قدر لمبا جتنا کہ آپ کا قیام تھا، اپنے رکوع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں یہ دعا پڑھتے تھے: ﴿سُبْحَانَ ذِی الْجَبَرُوْتِ وَالْمَلَکُوْتِ وَالْکِبْرِیَاءِ وَالْعَظَمَۃِ﴾ ''پاک ہے وہ ذات جو غلبہ وقوت، ملکیت، بڑائی اور عظمت والی ہے۔'' پھر آپ نے سجدہ کیا، اس قدر لمبا جتنا آپ کا قیام تھا اور آپ اپنے سجدے میں بھی وہی دعا پڑھتے رہے، پھر کھڑے ہوئے اور سورۂ ال عمران کی تلاوت فرمائی، پھر ایک سورت پڑھی، (بعد ازاں) ایک اور سورت پڑھی۔ (ابوداود:873،نسائی:1050)

سوال 2: اللہ تعالیٰ کسی چیز کو کیسے وجود میں لاتا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو اسے حکم دیتا ہے کہ ہوجا اور وہ ہو جاتی ہے۔

﴿فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾

''سو پاک ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی کامل بادشاہت ہے اور اُسی کی طرف تم پلٹائے جاؤ گے'' (83)

سوال 1: ﴿فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾ ''سو پاک ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی کامل بادشاہت ہے اور اُسی کی طرف تم پلٹائے جاؤ گے'' اللہ تعالیٰ خالق، قادر اور تمام عیبوں سے پاک ہے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ﴾ ''سو پاک ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی کامل بادشاہت ہے'' یہ چھٹی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا مالک ہے۔ عالم علوی اور عالم سفلی کی تمام چیزیں اس کی ملکیت اور اس کے غلام ہیں، وہ اس کے دست تدبیر کے تحت مسخر ہیں، وہ ان کے اندر اپنے احکام کونی وقدری، احکام شرعی اور احکام جزائی کے ذریعے سے تصرف کرتا ہے۔ ان کی موت کے بعد انہیں دوبارہ زندہ کرے گا تاکہ وہ اپنی ملکیت کاملہ سے ان پر اپنا حکم جزائی نافذ کرے۔

(2) اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے وہ دائمی حیات والا ہے، کائنات کا سنبھالنے والا ہے، وہی حاکم ہے اس کے ہاتھ میں زمینوں اور آسمانوں کی کنجیاں ہیں جیسا کہ فرمایا: ﴿تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرُ﴾ ''بڑا بابرکت ہے وہ کہ جس کے ہاتھ میں تمام بادشاہت ہے اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔'' (الملک:1)

(3) ﴿قُلْ مَنْۢ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّهُوَ یُجِیْرُ وَلَا یُجَارُ عَلَیْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ ''آپ پوچھیں کہ ہر چیز کی مکمل بادشاہت کس کے ہاتھ میں ہے اور وہی پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلے میں پناہ نہیں دی جا سکتی اگر تم جانتے ہو؟'' (المومنون:88)

(4) ﴿وَّاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾ ''اور اُسی کی طرف تم پلٹائے جاؤ گے'' اس کی طرف تمام باتیں لوٹ کر جاتی ہیں۔ اسی کی طرف قیامت کے دن سب لوٹ کر جائیں گے۔ جہاں رب ذوالجلال والاکرام ہر ایک کو اس کے اعمال کی جزا دے گا۔

(5) یعنی تمہارا وجود مٹی میں گم نہیں ہو جائے گا بلکہ تمہیں دوبارہ وجود عطا کیا جائے گا۔ اُس سے تم کہیں بھاگ نہ سکو گے۔ تمہیں اپنے اعمال

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا حساب کتاب دینا ہوگا۔ لہٰذا اتنا بے سمت نہ چل لوٹ کے گھر جانا ہے۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے ملکوت کے لفظ سے خالق اور مخلوق کے تعلق کو کیسے واضح کیا ہے؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے اپنے اور مخلوق کے تعلق کو واضح کیا ہے کہ ہر چیز اس کی ملکیت میں ہے۔

(2) اللہ تعالیٰ نے یہ واضح کیا ہے کہ کائنات کی تمام مخلوقات پر اس کا مکمل قبضہ اور کنٹرول ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

رب العزت کا ارشاد ہے

یٰسٓ ﴿۱﴾ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ﴿۲﴾
اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳﴾

یٰسٓ قسم ہے قرآن بھرے کی
بلاشبہ آپ یقیناً رسولوں میں سے ہیں

(سورۃ یٰسٓ 1،2،3)

www.alnoorpk.com
Nighat Hashmi
0336-4033045
Nighat Hashmi
AlNoor International
AlNoor Products
000165